تفسیر السموات

حرّرہٗ

المفتقر الی اللہ الصمد السید احمد

غفر اللہ لہ ولوالدیہ

واحسن الیہما

والیہ

طُبع فی المطبع المسمّٰی بمفید عام الکائن فی آگرہ

بادارۃ المنشی محمد قادر علی خان صوفی سلمہ المنان

سنہ ۱۳۱۵ ھ

تفسير السموات

حرره

المفتقر الى الله الصمد السيد احمد

غفر الله له ولوالديه

واحسن اليهما

واليه

طبع في المطبع المسمى بمفيد عام الكائن في اكره

باداره المنشي محمد قادر علي خان صوفي سلمه المنان

سنه ۱۳۱۵ ھ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمکو یہ بات معلوم نہین ہے کہ علماے اسلام نے کوئی خاص علم ہیئت ایسا مقرر کیا ہے جسکی بنا قرآن مجید یا حدیث پر ہو جہانتک ہمکو معلوم ہے وہی ہے کہ جو علم ہیئت یونانی حکیمون نے اختیار کیا تہا وہی بعینہ بذریعہ ترجمون کے جو یونانی زبان سے عربی زبان مین ہوے ہم مسلمانون مین بہی پہیل گیا جب قرآن مجید کی تفسیرین لکہی گئین اور قرآن مجید کی کسی آیت مین کوئی ایسا مضمون آیا جو علم ہیئت سے علاقہ رکہتا تہا تو انہون نے اوسکی تفسیر اوسی یونانی علم ہیئت کے اصول پر کی یہانتک کہ قرآن مجید مین سات آسمان کا ذکر تہا اور یونانی نو آسمان مانتے تہے تو علماے اسلام نے اون سات آسمانون مین عرش اور کرسی کو ملا کر پورے نو کر دیے پس ہم سمجھتے ہین کہ علماے اسلام نے یونانی علم ہیئت کو تسلیم کیا اور اوسی کے اصول کو مذہبی کتابون اور قرآن مجید کی تفسیرون مین داخل

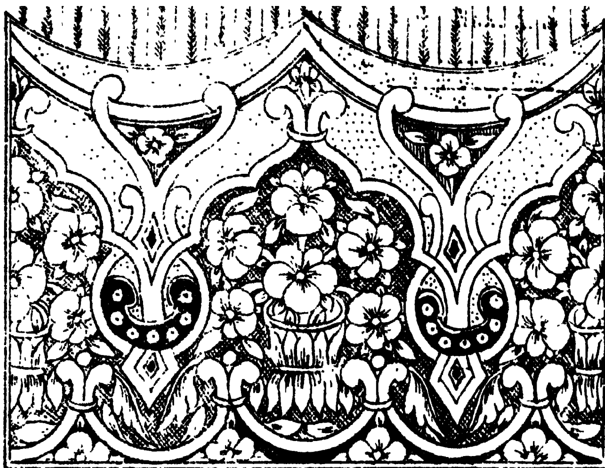
کر دیا رفتہ رفتہ وہ مذہب کے ساتھہ اور مسائل مذہبی مین ایسا مل جل گیا کہ یونانی علم ہیئت سے انکار کرنا گویا مسائل ضروریہ مذہب سے انکار کرنا خیال مین سما گیا پس جسقدر کہ ہمکو انکار ہے اُنہی مسائل علم ہیئت یونانیہ سے ہے جنکو علمای اسلام نے مسائل مذہبی و تفسیر قرآن مجید مین شامل کیا ہے۔

یونانی حکیم آسمانون کا ایک ایسا جسم مانتے ہین جو نہایت مضبوط و سخت ہے اور وہ ایک مکان کو گھیرے ہوے ہے اور وہ مثل کرہ کے گول اور اندر سے خالی ہے جیسے انڈے کا چھلکا اور دنیا کے چارون طرف کو گھیرے ہوے ہے اور تمام دنیا اُن کے اندر ایسی ہے جیسے کے انڈے کے چھلکے مین اُسکے اندر کی زردی و سفیدی۔

وہ کہتے ہین کہ بیچون بیچ مین زمین اسیطرح پر ہے جیسے کہ انڈے مین انڈے کی زردی اُسکے اوپر پانی ہے مگر جس طرح کہ بعضی دفعہ انڈا ابالتے مین اُسکی زردی ایک طرف کو ہو جاتی ہے اور سفیدی سے باہر نکل آتی ہے اسیطرح زمین بھی بیچ مین سے ٹل گئی ہے اور پانی سے ایک طرف نکل آئی ہے جسکے[۱] ربع مسکون یعنی دنیا ہے پھر وہ کہتے ہین کہ پانی پر ہوا ہے اور ہوا پر کرۂ آتش ہے اور کرۂ آتش پر اول آسمان ہے جس مین چاند ہے پھر دوسرا آسمان ہے جس مین عطارد ہے پھر تیسرا آسمان ہے جس مین زہرا ہے پھر چوتھا آسمان ہے جسمین آفتاب ہے پھر پانچوان آسمان ہے جسمین مریخ ہے پھر چھٹا آسمان ہے جسمین مشتری ہے پھر ساتوان آسمان ہے جس مین زحل ہے پھر آٹھوان آسمان ہے جس مین یہ لاکھون ثوابت

---

[۱] یونانیون کو اس بات کی خبر نہ تھی کہ اس دنیا کے نیچے دوسری دنیا آباد ہے اگر اسکی خبر ہوتی تو یہ خیال نہ کرتے۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمکو یہ بات معلوم نہین ہے کہ علماے اسلام نے کوئی خاص علم ہیئت ایسا مقرر کیا ہے جسکی بنا قرآن مجید یا حدیث پر ہو جہانتک ہمکو معلوم ہے وہی ہے کہ جو علم ہیئت یونانی حکیمون نے اختیار کیا تھا وہی بعینہ بذریعہ ترجمون کے جو یونانی زبان سے عربی زبان مین ہوے ہم مسلمانون مین بھی پھیل گیا جب قرآن مجید کی تفسیرین لکھی گئین اور قرآن مجید کی کسی آیت مین کوئی ایسا مضمون آیا جو علم ہیئت سے علاقہ رکھتا تھا تو انہون نے اوسکی تفسیر اوسی یونانی علم ہیئت کے اصول پر کی یہانتک کہ قرآن مجید مین سات آسمان کا ذکر تھا اور یونانی نو آسمان مانتے تھے تو علماے اسلام نے ان سات آسمانون مین عرش اور کرسی کو ملا کر پورے نو کر دیے پس ہم سمجھتے ہین کہ علماے اسلام نے یونانی علم ہیئت کو تسلیم کیا اور اوسی کے اصول کو مذہبی کتابون اور قرآن مجید کی تفسیرون مین داخل

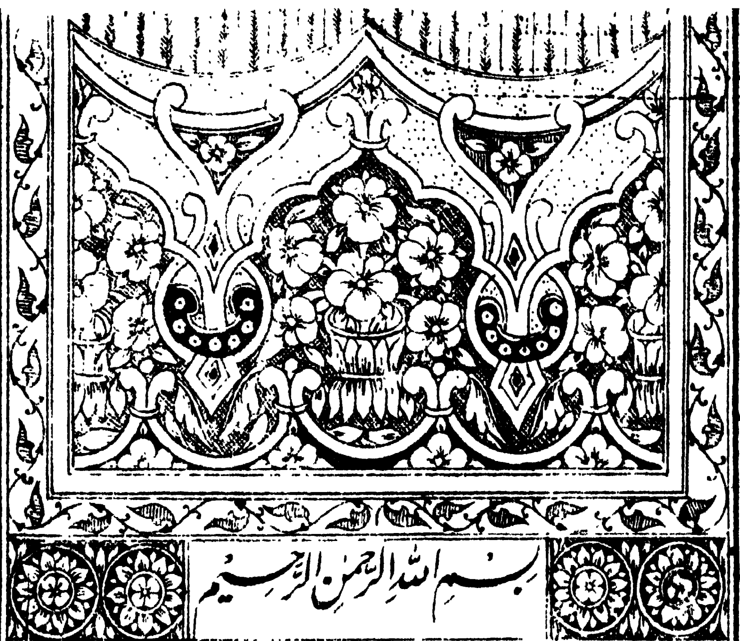
کر دیا رفتہ رفتہ وہ مذہب کے ساتھہ اور مسائل مذہبی مین ایسا مل جل گیا کہ یونانی علم ہیئت سے انکار کرنا گویا مسائل ضروریہ مذہب سے انکار کرنا خیال مین سما گیا پس جسقدر کہ ہمکو انکار ہے اُنھی مسائل علم ہیئت یونانیہ سے ہے جنکو علماے اسلام نے مسائل مذہبی و تفسیر قرآن مجید مین شامل کیا ہے۔

یونانی حکیم آسمانون کا ایک ایسا جسم مانتے ہین جو نہایت مضبوط و سخت ہے اور وہ ایک مکان کو گھیرے ہوے ہے اور وہ مثل کرہ کے گول اور اندر سے خالی ہے جیسے انڈے کا چھلکا اور دنیا کے چارون طرف کو گھیرے ہوے ہے اور تمام دنیا اُن کے اندر ایسی ہے جیسے کے انڈے کے چھلکے مین اُسکے اندر کی زردی و سفیدی۔

وہ کہتے ہین کہ بیچون بیچ مین زمین اسطرح پر ہے جیسے کہ انڈے مین انڈے کی زردی اُسکے اوپر پانی ہے مگر جس طرح کہ بعضی دفعہ انڈا او بالتے مین اُسکی زردی ایک طرف کو ہو جاتی ہے اور سفیدی سے باہر نکل آتی ہے اسیطرح زمین بھی بیچ مین سے ٹل گئی ہے اور پانی کے ایک طرف نکل آئی ہے جسکے اوپر ربع مسکون یعنی دنیا ہے[1] پھر وہ کہتے ہین کہ پانی پر ہوا ہے اور ہوا پر کرۂ آتش ہے اور کرۂ آتش پر اول آسمان ہے جس مین چاند ہے پھر دوسرا آسمان ہے جس مین عطارد ہے پھر تیسرا آسمان ہے جس مین زہرا ہے پھر چوتھا آسمان ہے جسمین آفتاب ہے پھر پانچوان آسمان ہے جسمین مریخ ہے پھر چھٹا آسمان ہے جسمین مشتری ہے پھر ساتوان آسمان ہے جس مین زحل ہے پھر آٹھوان آسمان ہے جس مین یہ لاکھون ثوابت

---

[1] یونانیون کو اس بات کی خبر نہ تھی کہ اس دنیا کے نیچے دوسری دنیا آباد ہے اگر اسکی خبر ہوتی تو ایسا خیال نہ کرتے ۱۲



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمکو یہ بات معلوم نہین ہے کہ علماے اسلام نے کوئی خاص علم ہیئت ایسا مقرر کیا ہے جسکی بنا قرآن مجید یا حدیث پر ہو جہانتک ہمکو معلوم ہے یہی ہے کہ جو علم ہیئت یونانی حکیمون نے اختیار کیا تہا وہی بعینہٖ بذریعہ ترجمون کے جو یونانی زبان سے عربی زبان مین ہوے ہم مسلمانون مین بہی پہیل گیا جب قرآن مجید کی تفسیرین لکہی گئین اور قرآن مجید کی کسی آیت مین کوئی ایسا مضمون آیا جو علم ہیئت سے علاقہ رکہتا تہا تو انہون نے اوسکی تفسیر اوسی یونانی علم ہیئت کے اصول پر کی یہانتک کہ قرآن مجید مین سات آسمانون کا ذکر تہا اور یونانی نو آسمان مانتے تہے تو علماے اسلام نے ان سات آسمانون مین عرش اور کرسی کو ملا کر پورے نو کر دیے پس ہم سمجہتے ہین کہ علماے اسلام نے یونانی علم ہیئت کو تسلیم کیا اور اوسی کے اصول کو مذہبی کتابون اور قرآن مجید کی تفسیرون مین داخل

کر دیا رفتہ رفتہ وہ مذہب کے ساتھہ اور مسائل مذہبی مین ایسا مل جل گیا کہ یونانی علم ہیئت
سے انکار کرنا گویا مسائل ضروریہ مذہب سے انکار کرنا خیال مین سما گیا پس جسقدر کہ ہمکو انکار
ہے انہی مسائل علم ہیئت یونانیہ سے ہے جنکو علماے اسلام نے مسائل مذہبی و تفسیر قرآن مجید
مین شامل کیا ہے۔

یونانی حکیم آسمانون کا ایک ایسا جسم مانتے ہین جو نہایت مضبوط و سخت ہے اور وہ ایک
مکان کو گھیرے ہوے ہے اور وہ مثل کرہ کے گول اور اندر سے خالی ہے جیسے انڈے
کا چھلکا اور دنیا کے چارون طرف کو گھیرے ہوے ہے اور تمام دنیا اُن کے اندر ایسی ہے
جیسے کہ انڈے کے چھلکے مین اُسکے اندر کی زردی و سفیدی۔

وہ کہتے ہین کہ بیچون بیچ مین زمین اسیطرح پر ہے جیسے کہ انڈے مین انڈے کی زردی اُسکے
اوپر پانی ہے مگر جس طرح کہ بعضی دفعہ انڈا اوبالتے مین اُسکی زردی ایک طرف کو ہو جاتی ہے
اور سفیدی سے باہر نکل آتی ہے اسیطرح زمین بھی بیچ مین سے ٹل گئی ہے اور پانی کے
ایک طرف نکل آئی ہے جسکے اوپر ربع مسکون یعنی دنیا ہے[1] پھر وہ کہتے ہین کہ پانی پر ہوا ہے
اور ہوا پر کرۂ آتش ہے اور کرۂ آتش پر اول آسمان ہے جس مین چاند ہے پھر دوسرا آسمان
ہے جس مین عطارد ہے پھر تیسرا آسمان ہے جس مین زہرا ہے پھر چوتھا آسمان ہے جسمین
آفتاب ہے پھر پانچوان آسمان ہے جسمین مریخ ہے پھر چھٹا آسمان ہے جسمین مشتری ہے پھر
ساتوان آسمان ہے جس مین زحل ہے پھر آٹھوان آسمان ہے جس مین یہ لاکھون ثوابت

---

[1] یونانیون کو اس بات کی خبر نہ تھی کہ اس دنیا کے نیچے دوسری دنیا آباد ہے اگر اسکی خبر ہوتی تو ایسا خیال نہ کرتے۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمکو یہ بات معلوم نہین ہے کہ علماء اسلام نے کوئی خاص علم ہیئت ایسا مقرر کیا
ہے جسکی بناء قرآن مجید یا حدیث پر ہو جہانتک ہمکو معلوم ہے تو یہی ہے کہ جو علم ہیئت
یونانی حکیمون نے اختیار کیا تہا وہی بعینہ بذریعہ ترجمون کے جو یونانی زبان سے عربی
زبان مین ہوے ہم مسلمانون مین بہی پہیل گیا جب قرآن مجید کی تفسیرین لکہی گئین اور قرآن
مجید کی کسی آیت مین کوئی ایسا مضمون آیا جو علم ہیئت سے علاقہ رکہتا تہا تو انہون نے
اوسکی تفسیر اسی یونانی علم ہیئت کے اصول پر کی یہانتک کہ قرآن مجید مین سات آسمانون
کا ذکر تہا اور یونانی نو آسمان مانتے تہے تو علماء اسلام نے ان سات آسمانون مین عرش
اور کرسی کو ملا کر پورے نو کر دیے پس ہم سمجہتے ہین کہ علماء اسلام نے یونانی علم ہیئت
کو تسلیم کیا اور اسی کے اصول کو مذہبی کتابون اور قرآن مجید کی تفسیرون مین داخل

کر دیا رفتہ رفتہ وہ مذہب کے ساتھہ اور مسائل مذہبی مین ایسا مل جل گیا کہ یونانی علم ہیئت سے انکار کرنا گویا مسائل ضروریہ مذہب سے انکار کرنا خیال مین سما گیا پس جسقدر کہ ہمکو انکار ہے انہی مسائل علم ہیئت یونانیہ سے ہے جنکو علمای اسلام نے مسائل مذہبی و تفسیر قران مجید مین شامل کیا ہے۔

یونانی حکیم آسمانون کا ایک ایسا جسم مانتے ہین جو نہایت مضبوط و سخت ہے اور وہ ایک مکان کو گھیرے ہوے ہے اور وہ مثل کرہ کے گول اور اندر سے خالی ہے جیسے انڈے کا چھلکا اور دنیا کے چارون طرف کو گھیرے ہوے ہے اور تمام دنیا اُن کے اندر ایسی ہے جیسے کے انڈے کے چھلکے مین اُسکے اندر کی زردی و سفیدی۔

وہ کہتے ہین کہ بیچون بیچ مین زمین اسیطرح پر ہے جیسے کہ انڈے مین انڈے کی زردی اُسکے اوپر پانی ہے مگر جس طرح کہ بعض دفعہ انڈا اولٹتے پالٹتے مین اُسکی زردی ایک طرف کو ہو جاتی ہے اور سفیدی سے باہر نکل آتی ہے اسیطرح زمین بھی بیچ مین سے ٹل گئی ہے اور پانی سے ایک طرف نکل آئی ہے جسکے ربع مسکون یعنی دنیا ہے پھر وہ کہتے ہین کہ پانی پر ہوا ہے اور ہوا پر کرۂ آتش ہے اور کرۂ آتش پر اول آسمان ہے جس مین چاند ہے پھر دوسرا آسمان ہے جس مین عطارد ہے پھر تیسرا آسمان ہے جس مین زہرا ہے پھر چوتھا آسمان ہے جسمین آفتاب ہے پھر پانچوان آسمان ہے جسمین مریخ ہے پھر چھٹا آسمان ہے جسمین مشتری ہے پھر ساتوان آسمان ہے جس مین زحل ہے پھر آٹھوان آسمان ہے جس مین یہ لاکھون ثوابت

۱؎ یونانیون کو اس بات کی خبر نہ تھی کہ اس دنیا کے نیچے دوسری دنیا آباد ہے اگر اسکی خبر ہوتی تو ایسا خیال نہ کرتے ۱۲



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمکو یہ بات معلوم نہین ہے کہ علماے اسلام نے کوئی خاص علم ہیئت ایسا مقرر کیا
ہے جسکی بنا قرآن مجید یا حدیث پر ہو جہانتک ہمکو معلوم ہے وہی ہے کہ جو علم ہیئت
یونانی حکیمون نے اختیار کیا تہا وہی بعینہ بذریعہ ترجمون کے جو یونانی زبان سے عربی
زبان مین ہوے تمام مسلمانون مین بہی پہیل گیا جب قرآن مجید کی تفسیرین لکہی گئین اور قرآن
مجید کی کسی آیت مین کوئی ایسا مضمون آیا جو علم ہیئت سے علاقہ رکہتا تہا تو اُنہون نے
اوسکی تفسیر اُسی یونانی علم ہیئت کے اصول پر کی یہانتک کہ قرآن مجید مین سات آسمانون
کا ذکر تہا اور یونانی نو آسمان مانتے تہے تو علماے اسلام نے اُن سات آسمانون مین عرش
اور کرسی کو ملا کر پورے نو کر دیے پس ہم سمجہتے ہین کہ علماے اسلام نے یونانی علم ہیئت
کو تسلیم کیا اور اُسی کے اصول کو مذہبی کتابون اور قرآن مجید کی تفسیرون مین داخل

کر دیا رفتہ رفتہ وہ مذہب کے ساتھہ اور مسائل مذہبی مین ایسا مل جل گیا کہ یونانی علم ہیئت سے انکار کرنا گویا مسائل ضروریہ مذہب سے انکار کرنا خیال مین سما گیا پس جسقدر کہ ہمکو انکار ہے اُنہی مسائل علم ہیئت یونانیہ سے ہے جنکو علماے اسلام نے مسائل مذہبی و تفسیر قرآن مجید مین شامل کیا ہے۔

یونانی حکیم آسمانون کا ایک ایسا جسم مانتے ہین جو نہایت مضبوط و سخت ہے اور وہ ایک مکان کو گھیرے ہوے ہے اور وہ مثل کرہ کے گول اور اندر سے خالی ہے جیسے انڈے کا چھلکا اور دنیا کے چارون طرف کو گھیرے ہوے ہے اور تمام دنیا اُن کے اندر ایسی ہے جیسے کے انڈے کے چھلکے مین اُسکے اندر کی زردی و سفیدی۔

وہ کہتے ہین کہ بیچون بیچ مین زمین اسیطرح پر ہے جیسے کہ انڈے مین انڈے کی زردی اُسکے اوپر پانی ہے مگر جس طرح کہ بعضی دفعہ انڈا او بالٹتے مین اُسکی زردی ایک طرف کو ہو جاتی ہے اور سفیدی سے باہر نکل آتی ہے اسیطرح زمین بھی بیچ مین سے ٹل گئی ہے اور پانی سے ایک طرف نکل آئی ہے جسکے اوپر ربع مسکون یعنی دنیا ہے[1] پھر وہ کہتے ہین کہ پانی پر ہوا ہے اور ہوا پر کرۂ آتش ہے اور کرۂ آتش پر اول آسمان ہے جس مین چاند ہے پھر دوسرا آسمان ہے جس مین عطارد ہے پھر تیسرا آسمان ہے جس مین زہرا ہے پھر چوتھا آسمان ہے جسمین آفتاب ہے پھر پانچوان آسمان ہے جسمین مریخ ہے پھر چھٹا آسمان ہے جسمین مشتری ہے پھر ساتوان آسمان ہے جس مین زحل ہے پھر آٹھوان آسمان ہے جس مین یہ لاکھون ثوابت

---

[1] یونانیون کو اس بات کی خبر نہ تھی کہ اس دنیا کے نیچے دوسری دنیا آباد ہے اگر اسکی خبر ہوتی تو ایسا خیال نہ کرتے ۱۲

جڑے ہوے ہین پہر نوان فلک الافلاک ہے جو سب کو محیط ہے +

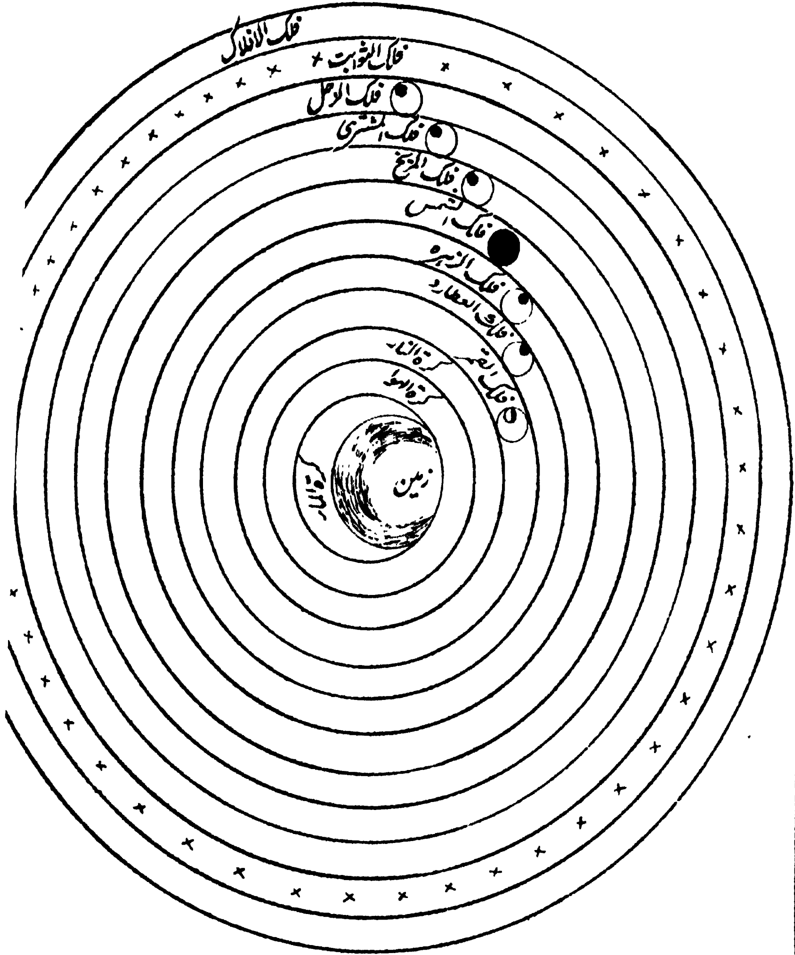
وہ یہہ بھی کہتے ہین کہ فلک الافلاک کے اوپر کچہہ نہین ہے یعنی فلک الافلاک کے اوپر مکان کا اطلاق نہین ہے اور اسی سبب سے وہ نہین بتاتے کہ فلک الافلاک کی سطح محدب کسکی مماس ہے یعنی اوسکے اوپر کیا ہے مگر یہہ کہتے ہین کہ اُسکی سطح مقعر فلک ثوابت کی سطح محدب کی مماس ہے اور اسیطرح تمام آسمانون کی سطح مقعر اُسکے نیچے کے آسمان کی سطح محدب سے مماس ہے اور اسی لیئے وہ قائل ہین کہ زمین سے فلک الافلاک تک کہین خلا نہین ہے۔

وہ اسکے بھی قائل ہین کہ تمام آسمان معہ کواکب کے جو اُن مین جڑے ہوے ہین زمین کے گرد پہرتے ہین اور زمین اُن مین مثل مرکز کے ہے کرہ مین انہی اصولون کو علمای اسلام نے بھی اختیار کیا ہے اور انہین اصول پر قرآن مجید کے مفسرون نے قرآن کی تفسیر کی گو کہ بعض بعض باتون مین کچہہ اختلاف بھی کیا ہو مگر نظام یہی تسلیم کیا ہے اس تحریر کے ساتھہ جو ایک پرچہ شامل ہے اُسمین جو شکل نمبر اول کی مندرج ہی اُس سی بخوبی تصویر آسمانون اور ستارون کی سمجہہ مین آسکتی ہے جس طرح پر یونانی حکیمون نے مقرر کی ہے +

اب ہم یہ دعوی کرتے ہین کہ جس طرح پر یونانی حکیمون نے آسمانون کا مجسم ہونا تسلیم کیا ہے اور اونکو مع کواکب زمین کے گرد پہرنا مانا ہے یہہ بالکل غلط اور خلاف واقع ہے اور علمای اسلام نے بڑی غلطی کی ہے جو انہین اصولون کو اپنے مذہبی مسائل مین ملا دیا ہی اور قرآن مجید کی آیتون کی تفسیر اُسی یونانی علم ہیئت کے مطابق کی ہے کیونکہ وہ بناے فاسد علی الفاسد ہے +

شکل اول

نظام عالم مطابق قیاس یونانیون کے



ہمکو مشاہدہ سے بذریعہ دوربین کے (جو ہمارے نزدیک اور ہر ایک انسان کے نزدیک جو ذرا بھی واقفیت اور عقل رکھتا ہے دلیل قطعی ہے) برخلاف اُسکے ثابت ہوا ہے جو آسمانون اور کواکب نظام یونانی حکیمون نے قرار دیا ہے اور جسکی تفصیل ذیل مین مندرج ہے۔

اول - ان سات سیارون کے سوا جنکو ہر کوئی دیکھتا اور جانتا ہے اور جن کے لیے یونانیون نے سات آسمان مثل انڈے کے چھلکے کے قرار دیے تھے اور بھی سیارے بذریعہ دوربین کے دکھائی دیے ہین جو اب تعداد مین دس یا گیارہ شمار ہوے ہین پس یونانیون نے جو سات آسمان سات ستارون کے لیے قرار دیے تھے وہ بالکل غلط ہوگئے اور علمای اسلام نے جو لفظ سبع سموات کی تفسیر مین وہی یونانی حکیمون کے سات آسمان سمجھے تھے یقینی اُن علما نے غلطی کی تھی کیونکہ کلام الٰہی کبھی خلاف واقع نہین ہو سکتا پس اس سے ثابت ہے کہ سبع سموات سے یہ مطلب نہین ہے جو علمای اسلام نے تفسیرون مین قرار دیا ہے -

دوم - مشتری کے گرد چار چاند اور زحل کے گرد سات چاند اور جرجیس کے گرد چھ یا سیارہ دکھائی دیا ہے چھ چاند دوربین کے ذریعہ سے دکھائی دیے ہین اور وہ اپنے اپنے سیارہ یعنی مشتری و زحل و جرجیس کے گرد پھرتے ہین اور ہم انکی گردش کو اپنی آنکھ سے بذریعہ دوربین کے دیکھتے ہین پس اگر آسمان ایسے ہی مجسم ہوتے جیسے کہ یونانی حکیم قرار دیتے ہین اور جیسا کہ علمای اسلام نے غلطی سے قرار دیا ہے تو اُن چاندون کا گرد اُن ستارون کے پھرنا ممکن نہ تھا +

فرض کرو کہ ایک کوٹھری ہے اور غول کبوترون کا اوسکے اوپر سے اندر گھستا ہے

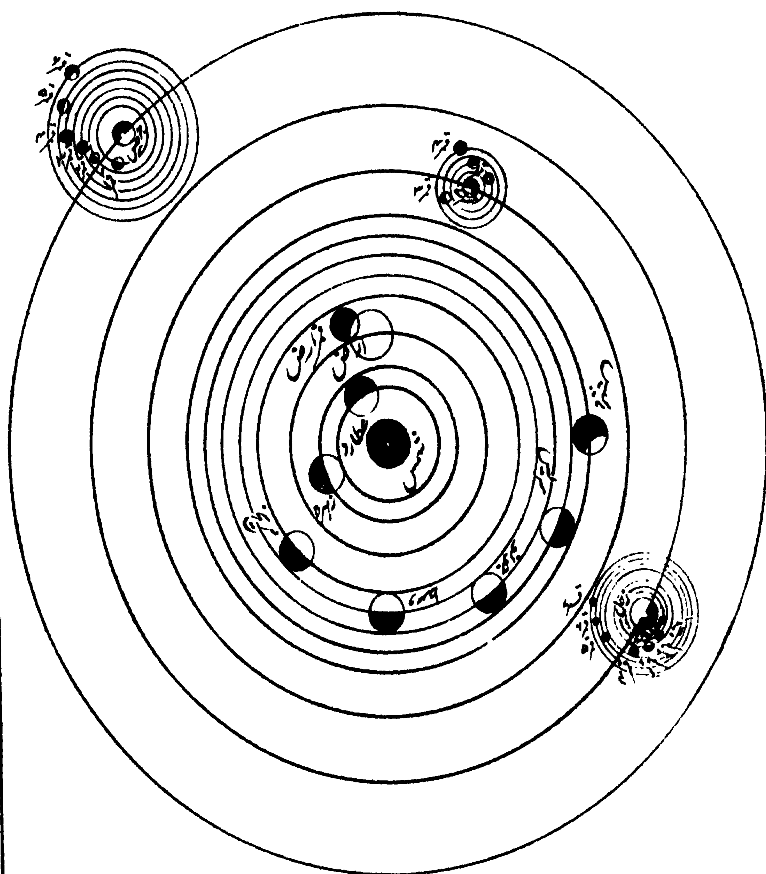
اور دروازہ سے نکلتا ہے تو ہر شخص یقین کریگا کہ اوس کوٹھری پر چہت نہین ہے یا کبوترون
کے گھسنے کے بقدر کہلی ہوی ہے یا وہ چہت ایسی ہے کہ کبوترون کے جانے آنے کو
مانع نہین ہوسکتی ورنہ ممکن نہین کہ کبوتر اوپر سے کوٹھری مین گہستے پس اگر ستارے آسمانون
مین جڑے ہوتے اور آسمان انڈے کے چہلکے کی طرح ہوتے تو ممکن نہ تہا کہ اُن سیارون کے
چاند بغیر آسمانون کے توڑے اُن سیارون کے گرد دورہ کرتے +

سوم - اگلے زمانہ مین یونانی حکیمون نے دُمدار ستارون کو یہہ سمجہا تہا کہ آسمان دونون
کے بیچ مین پیدا ہوجاتے ہین اور پہر جاتے رہتے ہین مگر اب مشاہدہ سے بذریعۂ دوربین کے
ثابت ہوا ہے کہ یہہ بات غلط تہی وہ بہی بجای خود ستارے ہین اور بہت دور چلے جاتے
ہین اور پہر چلے آتے ہین اور اُن کی حرکت ایسی بڑی ہے کہ تمام کواکب اور فلک الافلاک مقررہ
حکمای یونان سے بہی اونچے ہوجاتے ہین اور جو کہ دُمدار ستارے بہی متعدد ہین اس لیے
متعدد سمتون پر حرکت کرتے ہین پس جس طرح کا جسم آسمانون کا یونانی حکیمون نے قرار دیا ہے
اگر ویسا ہی جسم آسمانون کا ہوتا تو دُمدار ستارون کا اس طرح پر حرکت کرنا ناممکن ہوتا یا اُنکی
حرکت سے تمام آسمان شیشہ کی طرح چکنا چور ہوجاتے +

دوربین کے ذریعہ سے دکہائی دیتا ہے کہ کواکب اس طرح پر واقع ہین جیسا کہ شکل دوم مین
بنائے گئے ہین اور اونکا دورہ بہی دوربین کے ذریعہ سے اُسی طرح معلوم ہوتا ہے جس طرح
کہ اُس شکل مین دائرے کہنچے ہین پس اب خیال کرو کہ اگر آسمان اُس طرح پر مجسم ہون جیسا کہ
حکمای یونان نے قرار دیا ہے اور ایک کا مقعر دوسرے کے محدب سے مماس ہو تو مشتری

شکل دوم

نظام عالم مطابق مشاہدہ بذریعۂ دوربین



اور زحل اور جو جبیس کے چاند کیونکر اُنکے گرد پہر سکتے ہین اور اگر آسمانون مین فاصلہ ہی مانا جاوے تو یہ ذوات الاذناب یعنی دُمدار ستارے کس طرح تمام آسمانون کو توڑ پہوڑ چکنا چور کر کر نکل جاتے ہین –

اگر یہ بات کہی جاوے کہ ہم آسمانون کا جسم ایسا نہین مانتے جیسا کہ یونانی حکیمون نے مانا ہے بلکہ ہم ایسا لچ لچا اور ڈہلم ڈہلا مانتے ہین جسمین سے سب چیزین نکل جاتی ہین جیسے پانی نہ ہوا یا اُس سے بہی زیادہ جسم لطیف مگر اس کہنے پر ہم پوچہتے ہین کہ ایسا جسم ماننے کی کیا ضرورت پیش آئی ہے – اُسپر ہمارے دوست کہتے ہین کہ ضرورت یہہ ہے کہ قرآن مجید سے انکار لازم نہ آوے ۞

ہم اُسکے جواب مین کہتے ہین کہ حضرت اگر ایسا ہی جسم آسمانون کا مانا جاویگا تب بہی مفسرین کی تفسیرون سے تو انکار کرنا پڑیگا کیونکہ سَبْعًا شِدَادًا کے جو معنی اُنہون نے قرار دیے ہین وہ کسی طرح ایسے لچ لچے ڈہلم ڈہلے جسم پر صادق نہ آوینگے اور ضرور دوسرے معنی قرار دینے پڑینگے –

پہر ہم اونکو دوسری طرح سمجہاتے ہین کہ قرآن مجید کے سبب سے کسی چیز کو مان لینا اور اُسکی واقعیت پر کسی دلیل کا نہ لا سکنا کچہہ شرم کی بات نہین ہے – جاہل مسلمانون کا یقین ہمارے یقین سے بہت زیادہ مضبوط ہے اُنکو تو ہمین اس بات کے سمجہانے کی حاجت ہے کہ آسمانون کا جسم یونانی حکیمون کا جسم ہے یا اور کسی طرح لطیف و الطف لچ لچا اور ڈہلم ڈہلا جہان تک گفتگو ہے وہ لکہے پڑہے آدمیون سے ہے اور مذہب کے

سچے ہونے کے لائق زیادہ تر اُن لوگون سے متعلق ہین جو اس مذہب کو نہین مانتے تہے
یا اُن لوگون سے متعلق ہین جو پہلے اہل مذہب کو مانتے تہے مگر کسی وجہ سے اب اُس سے
پہر گئے ہین پس اگر ان دونون قسمون کے لوگون کے سامنے آپ فرمائین گے کہ ہم آسمان کا
ایسا جسم لطیف اس لیے مانتے ہین کہ قرآن کا انکار لازم نہ آوے تو اُسکے دل مین یہ بات
کیا اثر کریگی بلکہ مثل اُس شخص کے جسنے اناڑی شاعر کو کہا تہا کہ شعر گفتن چہ ضرور نعوذ باللہ
وہ بہی جواب دیگا کہ تسلیم کردن قرآن چہ ضرور +

علاوہ اسکے نہایت ضعف یقین کی بات ہے کہ ہم قرآن مجید کے کسی کلام کی نسبت
جسمین واقعات اور حقائق موجودہ کا ذکر ہو یہ کہین کہ اُسکے واقعی ہونے کا کچہہ ثبوت ہمارے پاس
نہین ہے ایسی بات سے کیا فائدہ ہے جسکے واقعی ہونے کا دل مین تو یقین نہو مگر صرف
زبان سے اقرار کیا جاوے ہمارا ایمان تو قرآن مجید پر ایسا مستحکم ہے کہ ہم تمام حقائق موجودہ
کو اور قرآن مجید کو مطابق دل سے یقین کرتے ہین +

چہارم - ہم بذریعہ دوربین کے زہرہ کو اور اسکے سوا اور ستارون کو بہی دیکہتے ہین
کہ مثل چاند کے بدر و ہلال ہوتے ہین پس اگر وہ ستارے آفتاب کے گرد پہرتے نہوتے
بلکہ زمین کے گرد پہرتے ہوتے تو اُنکا بدر و ہلال ہوکر ہمکو دکہائی دینا غیر ممکن ہوتا یونانی
حکیمون کو یہ بات معلوم ہی نہین ہوی تہی کہ اور ستارے بہی بدر و ہلال ہوتے ہین +

پنجم - ہم بذریعہ دوربین کے اپنی آنکہہ سے دیکہتے ہین کہ عطارد اور زہرہ جب آفتاب
کے پاس آجاتے ہین تو کبہی تو وہ آفتاب سے اس طرح پر مل جاتے ہین کہ آفتاب نیچے ہوتا ہے

اور وہ اُسکے اوپر ہوتے ہین اور کبھی آفتاب اوپر ہوتا ہے اور وہ اُسکے نیچے ہوتے ہین
اور یہہ بات ہو نہین سکتی جبتک کہ آفتاب ساکن نہو اور تمام سیارات معہ زمین کے اُسکے گرد
نہ پہرتے ہون اگر آفتاب چوتھے آسمان مین جڑا ہوا ہوتا اور وہ دونون اُس سے نیچے ہوتے
یعنی عطارد دوسرے آسمان مین اور زہرہ تیسرے آسمان مین اور وہ سب زمین کے گرد پہرتے
ہوتے تو ممکن نہ تہا کہ عطارد و زہرہ کبھی آفتاب کے اوپر آفتاب سے جا کر ملتے یونانی حکیمون
کو یہہ بات معلوم ہی نہین ہوی تہی کیونکہ اُس زمانہ مین دوربین ایجاد نہین ہوی تہی مگر اس
زمانہ مین اُنکا مقررہ علم ہیئت مشاہدہ سے غلط ثابت ہوتا ہے پس اس سے زیادہ انسان
کی نادانی کیا ہوگی کہ قرآن مجید کی تفسیر ایسے اصول پر کرے جنکی غلطی علانیہ ہو اور ایسے
اصول پر تفسیر کرنے کو کفر سمجھے جو بالکل واقع کے مطابق ہو +

علاوہ اسکے اور بہت سی دلیلین ہین جنسے بخوبی بمنزلہ عین الیقین بلکہ حق الیقین کے
ثابت ہوتا ہے کہ یونانیون نے آسمانون کا جیسا جسم مانا تہا اور کواکب کو اُنمین جڑا ہوا
تسلیم کیا تہا اور یہہ جانتے تہے کہ تمام آسمان معہ کواکب کے زمین کے گرد حرکت کرتے
ہین اور زمین ساکن ہے یہہ محض غلط اور خلاف واقع ہے مگر وہ دلیلین فی الجملہ مشکل
ہین اور آلات رصدیہ کی واقفکاری اور علم طبعیات کے جاننے پر موقوف ہین اور ہم
سمجھتے ہین کہ عام لوگ جو اُن علوم سے محض ناواقف ہین سمجھہ نہین سکنے کے اس لیے
ہمنے اُنکو بیان نہین کیا اور صرف چند موٹی موٹی باتین بیان کی ہین جو ہر سمجھہ دار آدمی
کی سمجھہ مین آسکتی ہین خواہ وہ اُن علوم سے واقف ہو یا نہو +

مشاہدہ سے اور تمام دلیلون سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایک وسعت مین خواہ اُس مین کوئی جسم لطیف سیال ہو یا نہو تمام کُرات جو کواکب دکہائی دیتے ہین پہیلے ہوے ہین یہہ زمین بہی اُنہی کی مانند ایک کرہ ہے اُنکی مثال ایسی ہے جیسے کہ ہم رات کو مختلف مقامات مین بہت سے غبارے اوڑا دیتے ہین اور وہ اوپر چلے جاتے ہین اور معلق ٹھہرے ہوے اور چلتے ہوے دکہائی دیتے ہین اسیطرح یہہ سب کُرے کواکب کے معہ ہماری زمین کے خدا تعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے ایک وسعت مین بکہیر دیے ہین جو اپنی اپنی جگہہ مین ہین اُن سب کے بیچ مین آفتاب ہے اور وہ سب اُسکے گرد پہرتے ہین اور نہین معلوم کہ ایسے ایسے آفتاب اور کتنے ہین اور کتنے ستارے اُنکے ساتہہ ہین جو اُسکے گرد پہرتے ہونگے کیونکہ خدا تعالی کی قدرت اور صنعت بے انتہا ہے ✢

ہمارے مخالفون کو اور ہم پر مسئلہ وجود آسمان پر فتوی کفر دینے والون کو ذرا غور سے انصاف کرنا چاہیئے کہ خدا کی قدرت اور عظمت اُسکو صرف اس دنیا کا جو اُنکے نزدیک مثل ایک انڈے کی محدود ہے خدا اور خالق مانتے ہین ہم یا اُسکو ایسی بے انتہا مخلوق کا خالق اور خدا مانتے ہین ہم جسکی انتہا مثل اُسکی قدرت کے بے انتہا ہے جیسی یہہ ہماری دنیا ہے جسکے لیے یہہ آفتاب ہے اور جس سے بہت سے کواکب سیارے متعلق ہین اسیطرح اور بہت سے بے انتہا شموس ہین جن کا نظام ہی جدا جدا ہے اور مثل ہماری دنیا کے بلکہ اُس سے بہی زیادہ عجیب بے انتہا نظام شمسی جسکے مجموع کو ہم دنیا کہتے ہین موجود ہین اور وہ اُن سب کا خالق اور سب کا ایک خدا حی احد ذوالجلال ہے جسکا نہ کوئی ند ہے اور نہ کوئی ضد تعجب ہے کہ صرف ایک چڑیا کے انڈے کے برابر

چیز کا خدا کو خدا اور خالق جاننا تو اسلام ہو اور اُسکو ایسا قادر مطلق اور بے انتہا مخلوق کا خالق اور اُس سب کا خدا ماننا کفر ہو فهیهات هیهات لمثل هذا الاسلام مرحبا ثم مرحبا لمثل هذا الکفر وللہ در من قال۔

گر مسلمانی ہمین است کہ واعظ دارد		واے گر در پس امروز بود فردائے

ہان بلا شبہ اب ہمکو اس بات پر غور کرنا باقی ہے کہ جس چیز کا ہمنے مشاہدہ کیا ہے اور جسکو ہمنے دلیل قطعی اپنی مشاہدہ سے واقعی بیان کیا ہے قرآن مجید یا وہ احادیث صحیحہ جو بدرجہ یقین یا قریب بدرجہ یقین یا قریب بظن غالب پہونچی ہین اور کوئی نقص یا کوئی وجہ اُنکے انکار کی بہی نہین ہے وہ تو اُسکی مخالف نہین ہین کیونکہ اگر وہ اُسکی مخالف ہون تو دو کامون مین سے ایک کام ضرور کرنا پڑیگا یا اُس مشاہدہ کو غلط ماننا پڑیگا یا نعوذ باللہ اسلام کو غلط تسلیم کرنا ہوگا مگر میری دانست مین نہ قرآن اور نہ کوئی حدیث صحیح اُسکے برخلاف ہے جسکا ہم مفصل بیان کرتے ہین +

مگر اُسکے بیان کرنے سے پہلے چند باتین بیان کرنی ضرور ہین کیونکہ وہی ہمارے اصول ہین جنپر ہمارا بیان مبنی ہوگا +

اول - یہہ کہ ہم اُس بات کو تسلیم نہین کرنے کے کہ ہمارا بیان اس لیے غلط ہے کہ مفسرین نے اُسکے برخلاف بیان کیا ہے کیونکہ ہمارے نزدیک مفسرین نے قران مجید کی تفسیر اُنہی اصولون پر کی ہے جو حکماے یونان نے مقرر کیے تہے اور جن کی غلطی ہمکو مشاہدہ سے ثابت ہوئی ہے +

دوسرے - یہہ کہ الفاظ قرآن مجید کے وہی معنی لینگے جو اُن پڑہ اہل عرب اُن کے معنی حقیقی یا مجازی موافق اپنی بول چال کے سمجھتے تھے نہ وہ معنی کہ کسی علم کے عالموں نے بموجب اپنی اصطلاح کے قرار دیے ہین کیونکہ خود خدا نے فرمایا ہے کہ "وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ"

تیسرے - یہہ کہ قرآن مجید بلسان قوم عرب نازل ہوا ہے زبان اہل عرب بلکہ تمام دنیا کی قومون کی زبان اُنہی الفاظ پر محدود ہے جن سے وہ اپنے مافی الضمیر کو تعبیر کرتے ہین اور انسان کے خیال مین یا دل مین بہی ہی چیزین آسکتی ہین جنکو وہ حواس خمسۂ ظاہری و باطنی سے جان سکتا ہے پس جس چیز کو یا اُسکی مثل کو ہمنے نہ کبہی دیکہا ہو نہ چہوا ہو نہ چکہا ہو نہ سونگہا ہو اور نہ ہمارے کان کی قوت سامعہ نے اُسکا حس کیا اور نہ ہمارے خیال مین آئی ہو اُسکا بیان کسی زبان کے الفاظ سے نہین ہو سکتا اُسکے بیان سے انسان جبکہ وہ کسی قوم کی زبان مین تکلم کرے یقیناً عاجز ہے اور خداوند پاک بہی ایسے لفظ کو استعمال نہین فرما سکتا جسکے سمجھنے سے وہی قوم عاجز ہو جسکے سمجھانے کے لیئے وہ لفظ بولا گیا ہو خدا کی ماہیت ذات ہم کسی لفظ سے بیان نہین کر سکتے اور نہ خدا ہمکو اپنی ماہیت ذات عربی زبان کے یا اور کسی زبان کے لفظون مین بتا سکتا ہے کیونکہ کسی زبان مین کوئی لفظ اُسکی اصلیت پر مطلع کرنے کے لیئے نہین ہے

اسی طرح جتنی چیزین ایسی ہین کہ وہ نہ ہمارے دل مین آسکتی ہین نہ ہمارے خیال مین اُنکی تعبیر کے لیئے کوئی لفظ کسی زبان مین نہین ہوتا اور جبکہ کوئی شخص اور وہ بہی جو اُن چیزون کو

جاننا ہے کسی قوم کی زبان مین اُنکو نہین بیان کرسکتا تو ایسا طرز کلام کام مین لاتا ہے جس سے نتیجہ وہی حاصل ہوجاوے جو اُسوقت حاصل ہوتا اگر اُس مطلب کی تعبیر کے لیئے کوئی لفظ کسی قوم کی زبان مین ہوتا ؛

اِسکی مثال یہ سمجھو کہ قرآن مجید مین خدا کی نسبت ہاتھہ کا پاؤن کا مُنہہ کا لفظ آیا ہے یہہ تینون لفظ انسان کی زبان مین ایک خاص شے کی تعبیر کرنے کے لیئے ہین مگر چونکہ خدا کی ذات ہمارے ادراک سے خارج ہے تو ہرگز ان لفظون کے وہ معنی ہم نہین لے سکتے جو ید اور ساق اور وجہ کے لیتے ہین بلکہ ان لفظون کے مفہوم سے ہم ناواقف ہین البتہ ان لفظون سے وہ نتیجہ حاصل کرتے ہین جو اُسوقت حاصل ہوتا اگر خدا کی ذات کی تعبیر کے لیئے کوئی لفظ ہوتے ؛

پس جو لوگ یہ بات کہتے ہین کہ ہم قرآن مجید کے الفاظ سے ہر مقام پر وہی معنی لینگے اور وہی حقیقت سمجھینگے جو عرب کی زبان مین اُنکے لیئے معنی ہین یہ اُن کی محض غلطی ہے بلکہ الفاظ مستعملہ قرآن مجید کے محل کو دیکھنا چاہیئے کہ اگر وہ محل ایسا ہے جو ہمارے ادراک کے محدود احاطہ مین داخل ہے تو بلا شبہہ اُسکے ہم وہی معنی لین گے جو زبان عرب مین حقیقتاً یا مجازاً موافق محاورۂ زبان عرب کے اُسکے لیئے ہین اور اگر وہ محل ایسا ہے جو ہمارے ادراک سے باہر ہے تو ہم اُس لفظ کے حقیقتاً وہ معنی نہین سمجھنے کے جو انسان کی زبان مین ہین بلکہ ہم اُس سے صرف اُس نتیجہ کو حاصل کرینگے جو نتیجہ ہمکو اُس وقت حاصل ہوتا اگر اُس حقیقت کی تعبیر کے لیئے کوئی لفظ ہوتا ۔ ھذا الما الھمنی ربی الحمد للہ علی ذلک وصلے اللہ علی

حبیبہ محمد وآلہ اجمعین +

چوتھے - یہہ کہ قرآن مجید اگرچہ خالق کل کائنات کا کلام ہے مگر جو کہ وہ بطریق اعجاز انسان کی زبان مین بولا گیا ہے اس لیئے اُسکے معنی اور مراد لینے مین فصاحت اور بلاغت کے لحاظ سے وہی امور اُسکے لوازم مین شمار کیے جاوینگے جو ایک اعلی درجہ کی زبان عرب مین معتبر ہون نہ اور کچھہ - پس جس طرح کہ فصیح وبلیغ انسان آپس مین بول چال کرتے ہین اور جو طرز اُنکی بول چال کا ہوتا ہے اُسیکا لحاظ قرآن مجید مین بھی ہمیشہ رکھنا چاہیے -

ان اصول اربع کے سمجھنے کے بعد ہمکو یہہ دیکھنا چاہیئے کہ عربی زبان مین سما کا لفظ کن کن معنون مین آیا ہے اور اَن پڑھ عرب کس چیز کو اس اسم کا مسمی سمجھتے تھے +

قاموس مین جو لغت زبان عرب کی کتاب ہے صرف اتنا لکھا ہے کہ "السماء معروف" یعنی آسمان وہ ہے جسکو سب جانتے ہین پس اب پوچھتے ہین کہ وہ کیا چیز ہے جسکو سب آسمان جانتے تھے یا جانتے ہین بجز اس نیلی یا سبز چیز کے جو ہمکو دکھائی دیتی ہے اور کسی چیز کو کوئی شخص (بشرطیکہ وہ مولوی نہو) نہ آسمان جانتا تھا اور نہ آسمان جانتا ہے یہی نیلی یا سبز چیز جو ہمکو دکھائی دیتی ہے سما کا مسمے سمجھا جاتا ہے +

اس مقام پر مین نے شرط مذکور بے فائدہ لگائی کیونکہ اگلے بزرگون اور عالمون کے نزدیک بھی سما کا مسمے یہی نیلی یا سبز چیز تھی +

ایک بزرگ نے ابی حاتم کی روایت بسند قاسم ابن بزہ ہمارے سامنے پیش کی ہے کہ "قال لیست السماء مربعة لکنہا مقبوبة یرہا الناس خضرا" یعنی آسمان

مربع نہین ہے مگر قبہ بنایا گیا ہے دیکھتے ہین اوسکو لوگ سبز ؟؟

پہر دوسری روایت ثعلبی کی بسند ضحاک پیش کی ہے تفسیر کوہ قاف مین "انہ جبل محیط بالارض من زمردۃ خضراء خضرۃ السماء منہ" یعنی قاف پہاڑ ہے محیط ساتہہ زمین کے زمرد سبز سے سبزی آسمان کی اوسی سے ہے ٭

پہر تیسری روایت ابوالجوزا کی بسند ابن عباس پیش کی ہے کہ "قال ابن عباس قاف جبل من زمردۃ خضراء محیط بالعالم فخضرۃ السّماء منہا" یعنی قاف ایک پہاڑ ہے زمرد سبز کا محیط ہے ساتہہ عالم کے پس سبزی آسمان کی اوس سے ہے ٭

اگرچہ ہم ان روایتون کو نہین مانتے اور ضعیف بلکہ موضوع سمجھتے ہین مگر اتنی بات اِن سے ضرور پائی جاتی ہے کہ اگلے زمانے کے لوگ لفظ سما کا مسمے اسی چیز کو جو نیلی یا سبز سبز دکہائی دیتی ہے سمجہتے تہے ٭

خدا تعالی نے بہی آسمان کے ہمکو یہی معنی بتائے ہین بلکہ اس طرح بتایا ہے کہ یہہ آسمان ہے اسکو دیکہو ٭

سورہ ہل اتاک مین اللہ تعالی فرماتا ہے اَفَلَا یَنظُرُونَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ وَاِلَی السَّمَاۤءِ کَیْفَ رُفِعَتْ "یعنی پہر کیون نہین دیکہتے اونٹ کو کہ کیسا بنایا گیا ہے اور آسمان کو کہ کس طرح اونچا کیا گیا ہے" پس خدا اسی چیز کے دیکہنے کو جو اونچی اور نیلی ہمکو دکہائی دیتی ہے فرماتا ہے اور اسی کا نام سما لیتا ہے ٭

پہر سورہ نحل آیت ۸۱ مین فرمایا ہے "اَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ مُسَخَّرَاتٍ فِیْ جَوِّ السَّمَاۤءِ

یعنی کیا نہین دیکھتے اوڑنے والے جانورون کو کہ فرمانبردار کیے گئے ہین آسمان کی وسعت مین" پس ہم اسی نیلی نیلی چیز کی وسعت مین پرندون کو اوڑتا ہوا دیکھتے ہین جسکا نام ہمکو خدا نے سما بتایا ہے +

پھر سورہ روم آیت ۴۷ مین فرمایا ہے اَللّٰہُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیَاحَ فَتُثِیْرُ سَحَاباً فَیَبْسُطُہٗ فِی السَّمَآءِ یعنی اللہ وہ ہے جو چلاتا ہے ہواؤن کو پھر اوٹھاتی ہین بادلون کو پھر پھیلاتا ہے اُسکو آسمان مین" پس ہم دیکھتے ہین کہ اسی نیلی نیلی چیز مین ہوا چلتی ہے اور اسمین بادل اُٹھتے ہین اور اسی مین پھیلتے ہین اور اسی نیلی نیلی چیز کا نام خدا نے ہم کو سما بتلایا ہے +

پھر سورہ سبا آیت ۹ مین فرمایا ہے اَفَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا بَیْنَ اَیْدِیْہِمْ وَمَا خَلْفَہُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِہِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَیْہِمْ کِسَفاً مِّنَ السَّمَآءِ یعنی کیا اُنھون نے اُس چیز کو نہین دیکھا جو اُنکے آگے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے آسمان اور زمین سے اگر ہم چاہین تو اُنکو زمین مین دھنسا دیوین یا اُنپر آسمان سے ٹکڑا ڈالدین" پس ہمارے چارون طرف یہی نیلی چیز ہے جو ہمکو دکھلائی دیتی ہے اور جس طرح کہ ہمکو زمین مین دھنس جانے کا خیال آتا ہے اسی طرح اس نیلی نیلی چیز کے ٹوٹ پڑنے کا خیال ہوتا ہے اور اسی نیلی چیز کا نام خدا نے سما بتایا ہے +

پھر سورہ قاف آیت ۶ مین فرمایا ہے " اَفَلَمْ یَنْظُرُوْا اِلَی السَّمَآءِ فَوْقَہُمْ یعنی کیا نہین دیکھا اُنھون نے آسمان کو اپنے اوپر" پس یہی نیلی چیز ہمکو اوپر دکھائی دیتی ہے اور

اسی کا نام ہمکو خدا تعالی نے سما تبلایا ہے*

پھر سورہ حج آیت ۶۴ مین فرمایا ہے وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ یعنی تہام رکہتا ہے آسمان کو زمین پر گرنے سے" پس وہ کیا چیز ہے جو ہمکو زمین پر گرنے سے تہام رکہی ہوئی معلوم ہوتی ہے یہی نیلی نیلی چیز ہے جسکا نام خدا نے ہمکو آسمان تبلایا ہے* پس لفظ سما جو قرآن مجید مین آیا ہے وہ تو اُسی چیز پر بولا گیا ہے جسکو اہل عرب سما سمجھتے تہے - ہمارے شفیق جب چاہتے ہین کہ سما کے معنی کچھ اور بدل دین تو وہ نہایت خفگی سے فرماتے ہین کہ " یہہ نیلی چہت چنبری اوہن من بیت العنکبوت مثل ہوا و دخان کے کیا سماء منصوصہ قرآن یہی ہے اور اسی کی نسبت قرآن مین وارد ہوا ہے ءانتم اشد خلقا ام السماء بناہا رفع سمکہا * والسماء بنیناہا باید - وہ یہی آسمان ہے جسکی نسبت فرمایا ہے ولقد جعلنا فی السماء بروجا وزیناہا للناظرین * وحفظناہا من کل شیطان رجیم * انا زینا السماء الدنیا بزینۃ الکواکب وحفظا من کل شیطان مارد لا یسمعون الی الملاء الاعلی * ومن آیاتہ ان تقوم السماء والارض بامرہ * کیا یہ منجملہ اُنکی کے ہے جسکی نسبت قرآن مین ہے یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب * کیا اسی کی نسبت ہے یمسک السماء ان تقع علی الارض * ویوم تشقق السماء بالغمام * یوم تمور السماء مورا * یوم تاتی السماء بدخان مبین * اسی کی نسبت فرمایا ہے تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیہا سراجا وقمرا منیرا یہ ہے جسکی

نسبت قرآن مین ہے وانشقت السماء فهی یومئذٍ واهیة والملک علی ارجائها * یوم تکون السّماء کالمهل * یوم یجعل الولدان شیبا السماء منفطر به * اذا السّماء فرجت * وفتحت السماء فکانت ابوابا * اذا السّماء کشطت * اذا السماء انفطرت * اذا السماء انشقت * والسماء ذات البروج والسّماء ذات الرجع،، *

مگر ہم ادب سے کہتے ہین کہ حضرت خفا ہونے کی کوئی بات نہین ہے فرمایا تو اسی کی نسبت ہے کیونکہ یہہ سب باتین بقول آپ کے سمار کی نسبت ہین اور اسی نیلی نیلی سبز چیز کو اہل عرب سمار جانتے تھے پہر بہلا ہم پر خفگی کیا ہے اگر خفا ہونا ہے تو خدا پر خفا ہو جیسے کہ اُسنے اس نیلی چیت چنبری او ہن من بیت العنکبوت پر کیون اِن صفتون کا اطلاق کیا جو اُسپر صادق نہین آتین یا اُسی چیز کو ایسا مانیے جسپر یہ صفتین صادق آجاوین یا ہمارے ساتھہ ہو جیے اور ایسے معنی اختیار کیجیے کہ خدا پر سے نعوذ باللہ کذب کا الزام اُٹھے ؂

یا وفا یا خبر وصل تو یا مرگ رقیب	بازیِ چرخ ازین یک دو سہ کاری گکند

ایک ہمارے شفیق نے نہایت خوشی سے ہمکو الزام دیا ہے کہ تم کہتے ہو کہ ،،لا وجود للسمار جسمانیا،، اور اگر یہی سقف چنبری مصداق آیات ہو تو اسکا ہی تو جسم ہے پہر خود تمہارے اقرار سے تمہارا قول غلط ثابت ہو گیا *

بلا شبہہ یہہ الزام ہمپر بہت بڑا الزام ہے جسکو ہم ہی تسلیم کرتے ہین مگر جناب آسمانون کی ایسی جسمانیت ماننے مین ہمکو کچہہ عذر نہین ہم تو اُس جسمانیت کے منکر ہین جس کو

حکمای یونان نے قرار دیا ہے اور جسکی تقلید علمای اسلام نے کی ہے گو کہ بسبب کسی خاص وجہ کے انکی ایک آدہ بات سے اختلاف بہی کیا ہو *

جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنے رسالہ مین ہم گمراہون کی ہدایت کی لئے ارقام فرمایا ہے کہ "ہمارا اعتقاد نسبت آسمانون کے یہہ ہے کہ وہ ایسی چیزین ہین کہ خدا نے اُن کو بنایا ہے اور ہمارے اوپر ہین اور خلقت اونکی ہماری خلقت سے محکم تر اور شدید ہے اور وہ بے ستون محض قدرت کاملہ سے مرفوع ہین اور شمس و قمر و نجوم کے مغائر ہین اور شمس و قمر و نجوم اُن مین ہین اور قابل انشقاق و انفطار ہین پہر وہ لکہتے ہین کہ ہم اس اعتقاد کے منکر کو منکر آیات قرآن سمجہتے ہین" *

کسی کو منکر آیات کہہ دینا تو بہت آسان بات ہے ہر شخص ایک آیت کے کوئی معنی اپنے نزدیک ٹہرا کر دوسرے کو کہہ سکتا ہے کہ اس معنی کے نہ ماننے والے کو ہم منکر آیت قرآن سمجہتے ہین جیسے مثلاً مفسرین کے دو فرقون مین سے ایک اس بات کا قائل ہے کہ آسمان سقف مسطح ہے اور اُسکے ستون کوہ قاف پر رکہے ہوے ہین اور دوسرا اس بات کا قائل ہے کہ آسمان مثل مرغی کے انڈے کے گول ہے پس اس صورت مین جو فرقہ اسکے مسطح ہونے کا قائل ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ جو شخص آسمان کو مثل انڈے کے اعتقاد کرے وہ منکر قرآن ہے اور جو اسکو انڈے کے مثل کہتے ہین وہ کہہ سکتے ہین کہ جو شخص آسمان کو مسطح کہے وہ منکر قرآن ہے حالانکہ یہ دونون مخالف فرقے ابتک مسلمان مفسرین و مؤمنین شمار ہوتے ہین اور اُنکے مذاہب بطور تحقیق و اختلاف آرا بڑی بڑی تفسیرون مین نقل

نسبت قرآن مین ہے وانشقت السماء فھی یومئذٍ واھیۃ والملک علی ارجائھا * یوم تکون السماء کالمھل * یوم یجعل الولدان شیبا السماء منفطر بہٖ * اذا السماء فرجت * وفتحت السماء فکانت ابوابا * اذا السماء کشطت * اذا السماء انفطرت * اذا السماء انشقت * والسماء ذات البروج والسماء ذات الرجع،، *

مگر ہم ادب سے کہتے ہین کہ حضرت خفا ہونے کی کوئی بات نہین ہے فرمایا تو اسی کی نسبت ہے کیونکہ یہہ سب باتین بقول آپ کے سمار کی نسبت ہین اور اسی نیلی نیلی سبز چیز کو اہل عرب سمار جانتے تھے پہر بہلا ہم پر خفگی کیا ہے اگر خفا ہونا ہے تو خدا پر خفا ہوجیے کہ اُسنے اس نیلی چہت چنبری او ہن من بیت العنکبوت پر کیون ان صفتون کا اطلاق کیا جو اُسپر صادق نہین آتین یا اُسی چیز کو ایسا مانیے جسپر یہہ صفتین صادق آجاوین یا ہمارے ساتہہ ہوجیے اور ایسے معنی اختیار کیجیے کہ خدا پر سے نعوذ باللہ کذب کا الزام اُٹھے ؎

یا وفا یا خبر وصل تو یا مرگ رقیب		بازیِ چرخ ازین یک دوسہ کاری بکند

ایک ہمارے شفیق نے نہایت خوشی سے ہمکو الزام دیا ہے کہ تم کہتے ہو کہ ،، لا وجود للسمار جسمانیا،، اور اگر یہی سقف چنبری مصداق آیات ہو تو اسکا بہی تو جسم ہے پہر خود تمہارے اقرار سے تمہارا قول غلط ثابت ہوگیا *

بلا شبہہ یہہ الزام ہمپر بہت بڑا الزام ہے جسکو ہم بہی تسلیم کرتے ہین مگر جناب آسمانون کی ایسی جسمانیت ماننے مین ہمکو کچہہ عذر نہین ہم تو اُس جسمانیت کے منکر ہین جس کو

حکمای یونان نے قرار دیا ہے اور جسکی تقلید علمای اسلام نے کی ہے گوکہ بسبب کسی خاص وجہ کے انکی ایک آدہ بات سے اختلاف بہی کیا ہو *

جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنے رسالہ مین ہم گمراہون کی ہدایت کیلئے ارقام فرمایا ہے کہ "ہمارا اعتقاد نسبت آسمانون کے یہہ ہے کہ وہ ایسی چیزین ہین کہ خدا نے اُن کو بنایا ہے اور ہمارے اوپر ہین اور خلقت اونکی ہماری خلقت سے محکم تر اور شدید ہے اور وہ بے ستون محض قدرت کاملہ سے مرفوع ہین اور شمس و قمر و نجوم کے مغائر ہین اور شمس و قمر و نجوم اُن مین ہین اور قابل انشقاق و انفطار ہین پہر وہ لکھتے ہین کہ ہم اس اعتقاد کے منکر کو منکر آیات قرآن سمجھتے ہین" *

کسی کو منکر آیات کہہ دینا تو بہت آسان بات ہے ہر شخص ایک آیت کے کوئی معنی اپنے نزدیک ٹھہرا کر دوسرے کو کہہ سکتا ہے کہ اس معنی کے نہ ماننے والے کو ہم منکر آیت قرآن سمجھتے ہین جیسے مثلاً مفسرین کے دو فرقون مین سے ایک اس بات کا قائل ہے کہ آسمان سقف مسطح ہے اور اُسکے ستون کوہ قاف پر رکہے ہوے ہین اور دوسرا اس بات کا قائل ہے کہ آسمان مثل مرغی کے انڈے کے گول ہے پس اس صورت مین جو فرقہ اُسکے مسطح ہونے کا قائل ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ جو شخص آسمان کو مثل انڈے کے اعتقاد کرے وہ منکر قرآن ہے اور جو اسکو انڈے کے مثل کہتے ہین وہ کہہ سکتے ہین کہ جو شخص آسمان کو مسطح کہے وہ منکر قرآن ہے حالانکہ یہ دونون مخالف فرقے ابتک مسلمان مفسرین و متدین شمار ہوتے ہین اور اُنکے مذاہب بطور تحقیق و اختلاف آرا بڑی بڑی تفسیرون مین نقل

کیے جاتے ہین پس مولوی محمد علی صاحب کے قواعد کے موافق ان مین سے بہی ایک تو
ضرور منکر قرآن ہوگا مگر اس سے کسی کا کچہہ فائدہ نہین بلکہ اپنا ہی کچہہ نقصان ہے *
مگر جو کچہہ مولوی صاحب نے فرمایا اگرچہ وہ کسی قدر ترمیم کے قابل ہے مگر ہمکو اُس سے
انکار بہی نہین بیشک آسمان ایسی چیزین ہین کہ خدا نے اُن کو بنایا ہے اُن پر کیا موقوف ہے
تمام چیزون کا یہان تک کہ جناب مولوی صاحب کا بہی بنانیوالا خدا ہی ہے دوسرا کوئی
نہین بے شک وہ ہمارے اوپر ہین مگر یہان ذرا غلطی ہے کیونکہ وہ ہمارے پاؤن تلے
بھی ہین بیشک وہ ہماری خلقت سے محکم تر اور شدید ہین لیکن اگر لفظ محکم اور شدید سے یہ سمجہا
جاوے کہ جیسے کچی مٹی کی دیوار اور ایک ریختہ کی یا اژدہات کی دیوار یا جیسے ایک مٹی
پڑی ہوی چہت اور ریختہ کی ڈاٹ لگی ہوی تو اس سے ہمکو معاف رکہین کیونکہ ہمارے
نزدیک قرآن مجید کے اُن لفظون کا یہ مطلب نہین ہے۔ بیشک وہ بے ستون محض قدرت
کاملہ سے مرفوع ہین یہان صرف اتنی بات ہے کہ جناب مولوی صاحب کو نہین معلوم ہوا
کہ وہ قدرت کاملہ کس ذریعہ سے ظاہر ہوی ہے مگر ہمکو معلوم ہوگیا ہے کہ عالم اسباب مین وہ
قدرت اُس قوت کے ذریعہ سے ظاہر ہوی ہے جسکو ہم جذب کہتے ہین۔ اور مولوی صاحب
کے کلام مین شاید لفظ " مرفوع ہین " کی جگہہ یون ہونا چاہیے کہ ہر ایک کی نسبت مرفوع
دکہائی دیتے ہین۔ اس سے بہی ہمکو کچہہ انکار نہین کہ وہ شمس و قمر و نجوم کے مغائر ہین مگر اتنا
کہتے ہین کہ اُنپر بہی بوجہہ اُنکے مرتفع ہونے کے اطلاق ہو سکتا ہے مگر یہہ جو مولوی صاحب نے
فرمایا کہ شمس و قمر و نجوم اُن مین ہین یہ گول گول بات ہے اگر اس سے یہ مراد ہے کہ شمس و قمر

و نجوم اُن مین سطرح ہین جیسے پانی مین مچھلی یا ہوا مین کبوتر تو توہم بدل تسلیم کرتے ہین اور اگر اُن کے اُن مین ہونے سے اسطرح کا ہونا مراد ہے جیسے تختہ مین کیل یا انگوٹھی مین نگینہ تو ہم اُسکو تسلیم نہین کرتے کیونکہ ہمارے نزدیک خدا کے کلام کا یہہ مطلب نہین ہے۔ پھر جناب ممدوح ارقام فرماتے ہین کہ وہ قابل انشقاق و انفطار کے ہین۔ ان لفظون مین جو مولوی صاحب نے فرمائے ہین قرآن مجید کی بخوبی مطابقت نہین ہوتی اگر یون فرماتے کہ اُن پر انشقاق و انفطار کا اطلاق ہوتا ہے یا ہو سکتا ہے تو بالکل صاف ہو جاتا مگر خیر بلحاظ ادب جناب مولویصاحب کے ہم اُسی کو تسلیم کر لین گے *

اب ہمکو یقین ہے کہ جناب مولوی صاحب ہم سے خوش ہو جاوینگے اور اب ہم کو اور ہمارے مسلمان دوستون کو بے فائدہ ملحد و مرتد و منکر قرآن اور بیدین نفرماوین گے کیونکہ ہمارا اس مین کچھہ نقصان نہین اور مفت مین جناب مولوی صاحب کی زبان گندی ہوتی ہے مگر ایک جگہہ مولوی صاحب نے ہملوگون کی بات کو مجذوبانہ بڑ لکھا ہے پس اونکا ہم نہایت شکر کرتے ہین کہ اُنہون نے ہمکو تکلیفات شرعیہ سے بری کیا ہے مگر پھر نہ معلوم کہ کیون ملحد و مرتد و بیدین قرار دیتے ہین مگر باتین تو مولوی صاحب کی بھی ایسی ہین کہ ایک کو دوسری سے مناسبت نہین خدا رحم کرے *

اب یہہ بات بخوبی ظاہر ہو گئی کہ قرآن مجید مین سماء کے لفظ کا اطلاق بمعنی آسمان اسی نیلی چینبری چھت پر آیا ہے خواہ وہ اوہن من بیت العنکبوت ہو خواہ اشد من سقف الحدید *

دوسرے معنون مین سما کا اطلاق قرآن مجید مین بادلون پر آیا ہے بیسیون جگہہ

قرآن مجید مین خدانے فرمایا ہے انزل من السماء ماء یعنی اوتارا آسمان سے یعنی بادل سے پانی اور کچھہ شک نہین کہ بادل سے مینھہ برستا ہے اور اس جگہہ سمار کا لفظ بادل یعنی ابر پر بولا گیا ہے مگر ہمارے شفیق فرماتے ہین کہ ہم قرآن کے معنی بدل دینگے اور کہین گے کہ اس سے من جانب السمار مراد ہے مگر مین نہین سمجھتا کہ سورہ ہود کی ۵۴ آیت کی نسبت کیا فرماوینگے جہان خدانے فرمایا ہے "یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا" یعنی بھیج دیگا آسمان کو یعنی ابر کو تمپر برسنے والا" پھر ۴۶ آیت مین فرمایا ہے وَقِیْلَ یٰۤاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ وَیٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ یعنی اور کہا گیا اے زمین نگل جا اپنا پانی اور اے آسمان یعنی ابر تھم جا۔ تفسیر کبیر مین لکھا ہے اقلعت السماء بعد ما مطرت اذا مسکت یعنی عرب کے محاورہ مین کہا جاتا ہے اقلعت السماء جبکہ برس کر تھم جاتا ہے پس اب کون شخص اس بات پر شبہہ کرسکتا ہے کہ قرآن مجید مین سمار کے لفظ کا ابر و بادل پر بھی اطلاق ہوا ہے *

تیسرے جس چیز مین کواکب پھرتے ہین اُسپر لفظ فلک کا بھی اطلاق آیا ہے سورہ انبیا آیت ۳۴ مین خدا فرماتا ہے "وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ یعنی اور وہ ہے جسنے پیدا کیا رات کو اور دن کو اور سورج کو اور چاند کو ہر ایک بیچ آسمان کے تیرتے ہین" *

پھر سورہ یس آیت ۴۰ مین فرمایا "لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ یعنی سورج کے لیے لائق نہین ہے

کہ چاند کو پکڑ لے اور نہ رات پہلے ہو سکتی ہے دن سے اور سب ستارے آسمان مین چلتے ہین،، اور اہل علم تو آسمان کی جگہہ فلک ہی کا لفظ بولتے ہین جیسے فلک قمر وغیرہ اور فلک کسی ایسے مجسم کو نہین کہتے جیسے یونانیون کا آسمان *

چوتھے سموات کی جگہہ طرائق کا لفظ بہی خداتعالے نے فرمایا ہے پس ان دونون لفظون سے ہمارا یہہ مطلب نہین کہ سما اور فلک اور سموات اور طرائق مرادف ہین بلکہ صرف استدلال اسقدر ہے کہ سما و سموات کی جگہہ ان لفظون کے بولنے سے پایا جاتا ہے کہ آسمان کا ایسا جسم جیسا کہ یونانیون اور اُن کی تقلید سے علمای اسلام نے تسلیم کیا ہے ویسا جسم اُنکا نہین ہے *

جناب مولوی محمد علی صاحب نے یا تو ہمارا مطلب نہین سمجہا یا ہمارا بیان ایسا ناقص ہے کہ عالمون کی سمجہہ مین نہین آتا وہ فرماتے ہین کہ ستارے حرکت کرنے والے اجسام ہین پس ضرور ہے کہ مدار اُنکا طویل و عریض و عمیق ہو * جب یہہ امر ممہد ہو چکا تو بعد مدار حرکت سیارگان اُن لوگون کی راے پر جنکے نزدیک خلا محال ہے بلاشک و شبہہ جسم ہی ہوگا خواہ جسم لطیف مثل پانی و ہوا کے ہو خواہ کثیف شفاف ایسا جو مانع سیر نہو اور جو لوگ خلا کے امکان کے قائل ہین اُن کے نزدیک ممکن ہے کہ بعد مجرد ہو یا بعد مجسم *

خدا مولوی صاحب کا بہلا کرے ہم تو اسی مدار کو جسکا ابہی ذکر کیا سما و سبع سموات مانتے ہین اور صرف یونانی حکیمون کے آسمان مجسم سے انکار کرتے ہین نہ ایسے مدار سے جسکا جناب مولوی صاحب نے ذکر کیا اور اس بات کا کچہہ خیال بہی نہین کرتے کہ خلا

محال ہے یا ممکن کیونکہ اُسکے محال یا ممکن ہونے پر ابتک کوئی دلیل قطعی معلوم نہین ہوئی ہے بلکہ بحالت امکان خلا بھی ہم اس مدار کو مخلوق بلکہ ذی ابعاد ثلثہ تسلیم کرینگے صرف ہم مین اور جناب مولوی صاحب مین اتنا فرق ہے کہ شاید جناب ممدوح خلا کو غیر مخلوق مانتے ہین اگر وہ ممکن ہو مگر ہم خلا کو بھی مخلوق مانتے ہین اور خدا کو سب چیز کا یہان تک کہ خلا کا بھی خالق جانتے ہین*

تعجب ہے کہ ہم برابر اور اپنی ہر ایک تحریر کے شروع مین کہتے آتے ہین کہ ہم اُس ہستیمات آسمانون کے منکر ہین جو یونانی حکیمون نے تسلیم کی ہے اور جسکو علمای اسلام نے یونانیون کی تقلید کرکر بہ تبدیل قلیل تسلیم کیا ہے اور جزو مذہب قرار دیا ہے*

ہم علمای اسلام کی اُن لغو باتون سے انکار کرتے ہین جنمین اُنھون نے یونانیون کی تقلید سے اور موضوع روایتین سنکر آسمان کو ایسا جسم مانا ہے جو ہم اور اوپر کی مخلوق مین آڑ ہے اور لوہے سے بھی زیادہ سخت ہے دیکھو تفسیر کبیر مین یوم تشقق السماء بالغمام کی تفسیر مین کیا لغو روایتین لکھی ہین ایک روایت لکھی ہے کہ انبیا کے وقت مین کونے کترون مین سے فرشتے نازل ہوا کرتے تھے آسمان بدستور جُڑے رہتے تھے مگر جب آسمان پھٹ جاوین گے تو زمین مین اور فرشتون مین کوئی حائل نہین رہنے کا بس فرشتے زمین پر اوتر آوینگے*

دوسرا قول لکھا ہے کہ آسمان کے اوپر تو فرشتے رہتے ہین مگر جب وہ پھٹ جاویگا تو خواہ نخواہ انکو نیچے اوترنا پڑیگا بقول شخصے کہ جب اڈا ہی نرہیگا تو بیٹھینگے کاہے پر یہ

حضرت ابن عباس کی طرف روایت کو منسوب کیا ہے اور ساتون آسمانون کا پہٹنا اور وہان کے فرشتون کا زمین پر آنا بیان کیا ہے پہر اس فکر مین پڑے ہین کہ زمین پر سب وہ سمائین گے کیونکر پہر اُسکے لیئے ایک روایت گڑہی ہے *

پہر حضرت مقاتل کی نسبت ایک روایت گڑہی ہے اور اُس مین تو قیامت ہی کر دی ہے اُسمین لکہا ہے کہ اول دنیا کا آسمان پہٹیگا اور اُس آسمان پر جو رہتے ہین وہ اُترینگے اور وہ تمام دنیا کے سُکان سے زیادہ ہونگے پہر اسی طرح ایک ایک آسمان پہٹتا جاویگا اخیر کو کروبی اور فرشتگان حملۃ العرش اُترینگے اور پہر سب سے اخیر خدا تعالی رب العرش العظیم اُترینگے کیونکہ وہ تو سب سے اوپر تہے جب سب آسمان پہٹ لیے تب جناب باری کو اُترنے کا رستہ ملا نعوذ باللہ من ہذہ الاباطیل اگر درحقیقت مذہب اسلام یہی ہو تو اُس سے دیوا وپری کے قصے ہزار درجہ بہتر ہین جناب مولوی صاحب قبلہ آپ جو ان لغویات کی تائید کرتے ہین یہہ اسلام کی خیر خواہی نہین بلکہ کمال بدخواہی ہے اور جہوٹی باتون سے اسلام کا بدنام کرنا ہے اور اُسکا نتیجہ یہہ ہوگا کہ جون جون ترقی حکمت شہودیہ اور علوم یقینیہ کی ہوگی لوگ اسلام سے پہرتے جاوینگے اور اسلام کو آپ لوگونکی بدولت لغو سمجہین گے اور اُس سب کا گناہ مولویصاحبون کی گردن پر ہوگا اسلام کی دوستی یہہ ہے کہ نہ ضحاک کی رعایت کیجیئے نہ مقاتل کی صرف اسلام پر عاشق رہیئے اور جسقدر غلط روایتین اور غلط رائین اسلام مین مل گئی ہین جو درحقیقت اسلام کی نہین ہین اُنکو اس طرح نکال ڈالیئے جیسے کہ دودہ مین سے مکہی اور اسلام کی روشنی دہر یہہ ولا مذہب وحکیم پر حکمت قدیم و پیرو

حکمت جدید سب کو ایسی طرح پر دکھایئے کہ سب دنگ ہوجاوین قلم ہاتھہ مین لیکر بے سود
باتون سے کاغذ کو سیاہ کردینا اور تفسیر القول بما لا یرضی قائلہ کرکے لوگون کو کافر و ملحد
و مرتد کہنا کچھہ دینداری کی بات نہین ہے البتہ جاہلون مین بیٹھہ کر شیخی کرنے کو اور بڑے
پکے دیندار کہلانے کو تو بہت عمدہ ہے ہم کیون پیروی کرین اُن علما کے قول کی جنکا
قول خلاف واقع ثابت ہوا ہے اور کیون پیروی کرین اُس تفسیر کی جس سے تمام قرآن نعوذ
باللہ غلط اور خلاف واقع معلوم ہوتا ہے ہم کسی مفسر اور کسی عالم پر ایمان نہین لائے جو اُنکی
بات کی پیچ کرین ہم تو خدا پر اور اُسکے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اُسکے کلام پر ایمان
لائے ہین اور اُسکے عاشق ہین پس جو شخص یا جو قول ایسا ہے جس سے اُن مین نقص
لازم آتا ہے ہم تو اُسکے دشمن ہین پس نہایت مناسب ہے کہ آپ ہمارے دشمن ہوجیے
مگر اتنا سمجھہ لیجیئے کہ دوست کے دشمن ہوتے ہو اور یہہ بات ہر کوئی جانتا ہے کہ دوست
کا دشمن کون ہوتا ہے *

پانچوین - سما کا اطلاق شی مرتفع پر بہی آتا ہے ہمنے اپنے اس قول کی تائید مین
امام فخر الدین رازی کا قول نقل کیا تھا کہ السّماء عبارة عن کل ما ارتفع اور
جناب مولوی ... علی صاحب نے یہہ قول امام صاحب کا بہی نقل فرمایا ہے کہ ان
السماء انما سمیت سماء لسموها فکل ما سماك فهو سماء فاذا نزل الماء
من السحاب فقد نزل من السماء یعنی آسمان کا نام سما اسی سبب سے کہا گیا ہے
کہ وہ بلند ہے پس جو چیز کہ تجھہ سے بلند ہے وہ آسمان ہے پس جب نازل ہوا مینہہ بادل

سے تو بر سا سمار سے گا *

مگر جناب مولوی صاحب ممدوح فرماتے ہین کہ امام فخر الدین رازی علمای لغت مین سے نہین ہین اُنکا قول بیان معانی لغت اور دیگر علوم عربیہ مین معتمد نہین *

پھر ارقام فرماتے ہین کہ امام رازی نے یہ بات بطریق قیاس فی اللغۃ کے فرمائی اور چونکہ قیاس فی اللغۃ مقبول نہین ہے پس یہہ قول بہی اونکا مقبول نہین ہوسکتا *

خیر ہمکو اس سے تو بحث نہین ہی کہ امام فخر الدین رازی کو علوم عربیہ کی لیاقت تہی یا نہین اگر لیاقت تہی تو دل ماشاد اور اگر نہ تہی تو جو کچہہ مولوی صاحب نے اُنکے حق مین فرمایا ہماری طرف سے بہی بیش باد مگر اسقدر تو شاید جناب مولوی صاحب بہی تسلیم فرماتے ہونگے کہ بطور استعارہ کے مرتفع چیزون پر سمار کا اطلاق ہوسکتا ہے پس اسقدر ہم بہی کہتے ہین کہ ابر بہی سمار کا اطلاق ہوسکتا ہے *

یہہ ہم کب کہتے ہین کہ ہر جگہہ سمار اور سموات کے معنی اوپر کے یا اوپر کی چیزون کے لو ہم تو خود سمار کا اطلاق متعدد چیزون پر اس لیے ثابت کرتے ہین کہ اُن مین سے جون سی چیز مقتضای مقام ہو اور سیاق و سباق عبارت سے پائی جاوے وہ مراد لیجاوے نہ کہ یونانیون کی تقلید سے ہر جگہہ وہی فرضی غیر واقعی جسم مراد لیا جاوے جو محض غلط و خلاف واقع ہے *

ہمکو نہ مولوی محمد علی صاحب کا نہ اور کسی تحریر کا جواب لکہنا مقصود ہے اس مقام پر اتفاقیہ چند باتین تقریر کے پہیر مین آگئین پس ہمنے اُنکی بہت سی بیجا اور غیر صحیح باتون سے

جو تعرض نہین کیا تو یہہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اُن کو تسلیم کیا ہے بلکہ یہہ سمجھنا چاہیے کہ بیفائدہ اوقات ضائع کرنے سے کیا فائدہ ہے *

اب ہم آیندہ بیان کرینگے کہ جو کچھہ ہم نے بیان کیا کوئی آیت قرآن مجید کی اُس کے برخلاف نہین ہے *

اس بات کے بیان کرنے کے بعد کہ سما. کے لفظ کا کن کن معنون مین اطلاق ہوا ہے اب ہم قرآن مجید کی جملہ آیتون پر جو سمار سے متعلق ہین نظر کرتے ہین اور اُن سب کو قسم وار بیان کر کر ثابت کرتے ہین کہ قرآن مجید مین انہین معنون مین سمار کے لفظ کا اطلاق ہوا ہے نہ ایسے جسم محکم و صلب و شفاف بلورین پر جیسا کہ یونانی حکیمون نے خیال کیا ہے اور جنکی تقلید علماے اسلام نے کی ہے *

قسم اول

وہ آیتین جن مین لفظ سمار کا بادلون پر اطلاق ہوا ہے *

۱۔ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا۔ الانعام آیت ۶ *

ترجمہ۔ اور بہیجا ہمنے بادل کو اُنپر دڑیڑے سے برستا *

۲ و ۳۔ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا۔ ہود آیت ۵۴۔ نوح آیت ۱۰ *

ترجمہ۔ بہیجے بادل تمپر دڑیڑے سے برستا۔ سورہ ہود مین جو یہہ آیت ہے اُسکے ترجمہ مین شاہ ولی اللہ صاحب نے بہی سمار کا ترجمہ ابر کیا ہے اور باقی دو جگہہ مینہ *

۴۔ ۱۴۔ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً۔ البقرہ آیت ۲۰۔ الانعام آیت ۹۹۔ الرعد آیت ۱۸

ابراہیم آیت ۳۷۔ النحل آیت ۱۰ و ۶۷۔ طٰہٰ آیت ۵۵۔ الحج آیت ۶۲۔ المومنون آیت ۱۸
الملائکہ آیت ۲۵۔ الزمر آیت ۲۲ *

ترجمہ۔ اوتارا بادل سے پانی *

۱۵۔ وَالَّذِیْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ۔ الزخرف آیت ۱۰ *

ترجمہ۔ اور جسنے اوتارا بادل سے پانی اندازہ سے *

۱۶۔ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا۔ الفرقان آیت ۵۰ *

ترجمہ۔ اور اوتارا ہمنے بادل سے پانی پاک کرنیوالا *

۱۷۔ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبَارَكًا۔ ق آیت ۹ *

ترجمہ۔ اور اوتارا ہمنے پانی بادل سے برکت والا *

۱۸۔ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ۔ البقرہ آیت ۱۵۹ *

ترجمہ۔ اور وہ جو اوتارا اللہ نے بادل سے پانی *

۱۹۔ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً۔ الانفال آیت ۱۱ *

ترجمہ۔ اور اوتارتا ہے تمپر بادل سے پانی *

۲۰ و ۲۱۔ كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ۔ یونس آیت ۲۵۔ الکہف آیت ۴۳ *

ترجمہ۔ مانند پانی کے جسکو اوتارا ہمنے بادل سے *

۲۲۔ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً۔ الحجر آیت ۲۲ *

ترجمہ۔ پھر اوتارا ہمنے بادل سے پانی *

۲۳- وَاَنزَلَ لَكُم مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً - النمل آیت ٦١ *

ترجمہ- اور اوتارا تمہارے لیئے بادل سے پانی *

۲۴- وَاَنزَلنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً - لقمان آیت ۹ *

ترجمہ- اور اوتارا ہمنے بادل سے پانی *

۲۵- وَمِن اٰیٰتِهٖ یُرِیكُمُ البَرقَ خَوفًا وَّطَمَعًا وَّیُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً -

الروم آیت ۲۴ *

ترجمہ- اور اُسکی نشانیون مین سے ہے کہ دکہاتا ہے تمکو بجلی ڈرانے کو اور لالچ کرنیکو

اور اوتارتا ہے بادل سے پانی *

۲۶- اَو كَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِیهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعدٌ وَّبَرقٌ - البقرہ آیت ۱۸ -

ترجمہ- یا جیسے دہوان دہار مینہ برسنے کے بادل ت کہ اُسمین ہین اندہیری اور کڑک

اور بجلی *

۲۷- وَلَئِن سَاَلتَهُم مَّن نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً - العنکبوت آیت ٦۳ *

ترجمہ- اور اگر تو پوچہے اُن سے کہ کس نے اوتارا بادل سے پانی *

۲۸- وَمَآ اَنزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِن رِّزقٍ فَاَحیَا بِهِ الاَرضَ بَعدَ مَوتِهَا

الجاثیہ آیت ۴ *

ترجمہ- اور وہ جو اوتارا اللہ نے بادل سے رزق یعنی مینہ پہر زندہ کیا اُس نے زمین

کو اُسکے مرجانے کے بعد *

۲۹-۳۱- مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ - یونس آیت ۳۲ الملائکہ آیت ۳*

ترجمہ- کون روزی دیتا ہے تمکو بادل سے اور زمین سے - آسمان کے رزق سے بادلوں سے مینہ برسنا مراد ہے*

۳۲- وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا - المومن آیت ۱۳*

ترجمہ- اور اوتارا ہے تمہارے لیے بادل سے رزق یعنی مینہ*

۳۳- وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ - الذاریات آیت ۲۲*

ترجمہ- اور بادل مین ہے رزق تمہارا اور جوکچھہ تم سے وعدہ کیا ہے - یعنی بادلون مین مینہ ہوتا ہے جو رزق پیدا ہونے کا اور زمین سے تمام موعودہ برکتون کے نکلنے کا سبب ہے*

۳۴- فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ - القمر آیت ۱۱*

ترجمہ- پہر کہول دیے ہمنے بادل کے دروازے دڑیڑے کا پانی پڑنے سے*

۳۵- وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ بَرَدٍ - النور آیت ۴۳*

ترجمہ- اور ڈالتا ہے بادل کے پہاڑون سے جو اوس مین ہین اولے*

۳۶- وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ - الطارق ۱۱و۱۲

ترجمہ- قسم ہے پہرنے والے بادل کی - قسم ہے مین اوگانے والی پہوٹنا والی کی*

قسم دوم

وہ آیتین جنمین لفظ سمار کا فضای بلند محیط پر اطلاق ہوا ہے*

۱۔ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الۡحُبُكِ۔ الذاریات آیت ۷*

ترجمہ۔ قسم ہے رستون والی اونچائی کی *

تفسیر کبیر مین لکہا ہے والسماء ذات الحبک قیل الطرائق وعلیٰ ھذا فیحتمل ان یکون المراد طرائق الکواکب وممراتہا۔ یعنی تفسیر کبیر مین حبک کے معنی طرائق کے یعنی رستون کے بتائے ہین اور لکہا ہے کہ شاید اس سے ستارون کے رستے اور اُنکے چلنے کی جگہین مراد ہین *

اب اس آیت سے دو بات پر استدلال ہے ایک یہہ کہ آسمان ستارون کے چلنے کی جگہہ پر بولا گیا ہے دوسرے یہہ کہ وہان کوئی ایسا جسم سخت اور صلب شفاف بلورین نہین ہے جیسا کہ یونانی حکیمون نے خیال کیا تہا اور جسکی تقلید علمای اسلام نے کی ہے بلکہ اُس مکان مرتفع کا جسمین اجرام یا اجسام کواکب کے دورہ کرتے ہین سما نام ہے ہم اس سے بحث نہین کرتے کہ اُس مکان مین کوئی جسم لطیف جو مانع سیر کواکب نہو موجود ہے یا نہین کیونکہ ہمارے پاس اُسکے موجود ہونے کے اثبات کے لیئے کوئی دلیل نہین ہے اور نہ قرآن مجید کی صحت اور صداقت ثابت کرنے کے لیئے ایسے کسی وجود کے تسلیم کرنے کی ضرورت ہے اور نہ درصورت اُسکے موجود ہونے کے کچھہ دقت ہے *

کواکب بہت سے ہین اور اُنکی راہین بہی بہت سی اور جدا جدا ہین اور ہر ایک مکان کے دورہ پر سما کا اطلاق ہوسکتا ہے مگر جبکہ خدا تعالیٰ نے یہہ فرمایا کہ رستون والا آسمان تو اُسوقت آسمان سے کوئی خاص مکان یا کوئی خاص جسم مسلمہ حکمای یونان مراد نہین ہوسکتا

اور اس لیے اس آیت مین لفظ سمار کا بلندی پر اطلاق ہوا ہے جو مکانیت سے خالی نہین
ہے اور جسمین ہزارون رستے کواکب کے دورہ کے ہین *

۲- هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ
فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ - البقرہ آیت ۲۹ *

ترجمہ — وہ وہ ہے جس نے پیدا کیا تمہارے لئے جو کچھ زمین مین ہے سب کا سب
اور پیدا کیا بلندی کو تو درست کیے متعدد آسمان *

تفسیر کبیر مین لکھا ہے ثم استوی الی السماء ای خلق بعد الارض السماء
ولم یجعل بینهما زمانا و لم یقصد شیئا آخر بعد خلقه الارض یعنی ثم استوی الی السماء سے زمین کے
بعد سمار کے پیدا کرنے کا استعارہ ہے اور ان دونون کے پیدا کرنے کے بیچ مین کچھ
مدت نہین لگی اور نہ زمین کے پیدا کرنے کے بعد اور کسی چیز کا قصد کیا *

اور یہ بھی تفسیر کبیر مین لکھا ہے فان قال قائل فهل یدل التنصیص علی سبع
سموات علی نفی العدد الزائد قلنا الحق ان تخصیص
العدد بالذکر لا یدل علی نفی الزائد یعنی کیا سات آسمانون کی تعداد بیان
کرنی اس بات کی دلیل ہو کہ سات سے زیادہ نہین ہین تو ہم جواب دینگے کہ حق یہ ہے کہ
کسی خاص عدد کا بیان کرنا اس سے زیادہ ہونے پر دلیل نہین ہے *

انہین وجوہات سے ہمنے ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ کا ترجمہ اور پیدا کیا آسمان
یعنی بلندی کو اور سبع کا ترجمہ بعوض سات کے متعدد کیا ہے *

علمای متقدمین کو جو یونانی ہیئت کا خیال جما ہوا تھا اس لیئے اُن کو اس قسم کی آیتون کی تفسیر مین مشکلات پیش آئی ہین ورنہ حقیقت مین کچھ مشکل نہین ہے - خدا تعالی ہم بندون سے جو اس زمین پر بستے ہین مخاطب ہو کر اُنکے حسب حال کلام کرتا ہے - جبکہ اُس نے ہمارے لیئے زمین اور اُسکی تمام چیزون کے پیدا کرنے کا ذکر کیا تو جو کچھہ اُس نے ہمسے اوپر پیدا کیا تھا وہ ہمارے لیئے سموات ہو گئی اس لیئے اول زمین کی چیزون کا ذکر کیا اور پھر آسمانون کا *

ہمنے سمار کا ترجمہ بلندی کیا ہے اور اُسکی وجہ یہہ ہے کہ اس آیت مین سمار کے لفظ سے کوئی محل خاص یا کوئی یونانیون کا خاص جسم مراد نہین ہوسکتا کیونکہ کسی ایک آسمان کے سات آسمان نہین بنایے گئے ہین بلکہ وہ الگ الگ جداگانہ سات آسمان ہین اس لیئے بجز اسکے کہ اس آیت مین لفظ سمار سے بلندی مراد لی جاوے اور کوئی معنی درست نہین ہو سکتے اور جب اوسکے معنی بلندی لیے گئے تو آیت کے معنی صاف ہو گئے کہ خدا نے بلندی کو پیدا کیا اور اُس مین سات یا متعدد آسمان بنایے *

بلندی ایک فضا یا وسعت محیط ہے جو ہمارے سمت الراس پر دکھائی دیتی ہے وہ مکانیت سے خالی نہین خواہ اُسمین خلا ہو یا نہو مگر جب وہ فضای مرتفع متعدد نشانون سے منقسم ہو جاتی ہے تو اُسکے ہر ہر ٹکڑے پر طبقہ یا سمار یا ارتفاع کا اطلاق ہو سکتا ہے اگرچہ ہم یونانی حکیمون کے قول کو تسلیم نہین کرتے مگر بطور مثال کے سمجھاتے ہین کہ جو وسعت اُنکے نزدیک زمین سے فلک قمر کے مقعر تک تھی اُسکو اُنہون نے تین ٹکڑون پر

منقسم کیا تہا جنکو وہ کرۂ ہوا اور کرۂ زمہریر اور کرۂ نار سے تعبیر کرتے تہے اسی طرح اُس وسعت کی تقسیم سموات پر ہوتی ہے یعنی اُس وسعت کے اُس محل کو جہان یہہ نیلی نیلی چیز ہمکو دکہائی دیتی ہے ہم آسمان کہتے ہین اور اُس محل کو بہی جہان چاند گردش کرتا ہے یا اور ستارے عطارد زہرہ وغیرہ گردش کرتے ہین سما کہتے ہین کیونکہ یہہ سب محل بنسبت ہمارے مرتفع ہین پس انہین محلون پر خدا تعالی نے سموات کا اطلاق کیا ہے اس بیان کی تصویر اگلی آیت سے بالکل ثابت ہوتی ہے *

۳- ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَا اَتَيْنَا طَائِعِيْنَ فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا - فصلت ایت ۱۱ و ۱۲ *

ترجمہ- اور پیدا کیا بلندی کو اور وہ دہوان دہار یعنی تاریک تہی پہر کہا اُسکو اور زمین کو حکم مانو خوشی سے خواہ ناخوشی سے دونون نے کہا ہمنے حکم مانا خوشی سے پہر کر دیے سات یا متعدد آسمان دو دن مین اور ڈال دیا ہر آسمان مین اُسکا کام *

جو تقریر کہ ہمنے اوپر بیان کی اُسی تقریر سے اس آیت مین بہی جو لفظ سما اول آیا ہی اُسکے معنی بہی کسی محل خاص یا جسم خاص کے نہین ہو سکتے *

دخان سے مفسرین نے تاریکی مراد لی ہے اور یہہ بالکل ٹہیک ہے اس لیے کہ مبدی مین قبل ظہور کواکب بجز تاریکی کے جسکو دخان سے تعبیر کیا ہے اور کچہہ نہین تہا *

شاہ عبد القادر صاحب اپنے ترجمہ کے حاشیہ مین لکہتے ہین کہ آسمان ایک تہا دہوان سا

اُسکو بانٹ کر سات کیے اور ہر ایک کا کارخانہ جدا ٹھہرایا" یہہ بالکل تصویر اُسی بیان کی ہے جو ہمنے اوپر بیان کیا ہے یعنی تمام فضای بلند ایک تہی اُسی کو آسمان کہا ہے جبکہ اُس مین اور اَور چیزین پیدا ہوئین اور اُس فضا کی اُن چیزون سے تقسیم ہو گئی تو اُسکے ٹکڑون پر سموات کا اطلاق ہونے لگا *

دیکھو کرہ ہوا مین آفتاب کی نیلی شعاع منعکس ہونے سے یہہ نیلی چہت ہمکو دکھائی دیتی ہے اور اُس فضا کو اپنی اُس حد سے تقسیم کر دیتی ہے اُس محل کو ہم آسمان کہتے ہین *

چاند اور عطارد وغیرہ کواکب اپنے جو دسے اُس فضا کو تقسیم کر دیتے ہین جیسے صفحہ کاغذ پر نقاط لگانے سے ہر حصہ محدود ہو جاتا ہے اور یہہ اپنے دورہ سے جو آفتاب کے گرد کرتے ہین ایک محل کو جو بلا شبہہ مکانیت کا اُسپر اطلاق ہوتا ہے اُس فضا سے علٰحدہ کر لیتے ہین اسی لیئے اُنکے ہر ہر محل کو بہی ہم آسمان کہتے ہین *

۴ - فَاَنْزَلْنَا عَلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ - البقرہ آیت ۵۶ *

ترجمہ - پہر اوتارا ہمنے زیادتی کرنے والون پر عذاب آسمان سے یعنی اوپر سے اُن کی نافرمانی پر *

۵ - فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا کَانُوْا یَظْلِمُوْنَ - الاعراف آیت ۱۶۲ *

ترجمہ - پہر بہیجا ہمنے اُنپر عذاب آسمان سے یعنی معاوضہ اُنکی زیادتی کا *

۶ - اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓی اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ -

العنکبوت آیت ۳۴

ترجمہ۔ ہم اوتارنے والے ہین اس بستی والون پر عذاب آسمان سے یعنی اوپر سے بعوض اُنکی بدکاری کے *

۷۔ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ۔ الانفال آیت ۳۲ *

ترجمہ۔ تو برسا ہم پر پتھر آسمان سے *

۸۔ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِّنَ السَّمَآءِ۔ سورۃ النسا آیت ۱۵۲ *

ترجمہ۔ اُنپر اوتار لاوے کتاب آسمان سے یعنی اوپر سے *

۹۔ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ۔ المائدہ آیت ۱۱۲ *

ترجمہ۔ تیرے خدا سے ہوسکتا ہے کہ اوتارے ہمپر کھانا آسمان سے یعنی اوپر سے *

۱۰۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ۔ المائدہ آیت ۱۱۴ *

ترجمہ۔ اے اللہ ہمارے پروردگار اوتار ہمپر کھانا آسمان سے یعنی اوپر سے *

۱۱۔ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ۔ کہف آیت ۳۸ *

ترجمہ۔ اور بھیج دے اُسپر آفت آسمان سے *

۱۲۔ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا۔ اسرائیل آیت ۹۷ *

ترجمہ۔ البتہ ہم اوتارتے اُن پر آسمان سے کوئی فرشتہ پیغام لیکر *

۱۳۔ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً۔ الشعرا آیت ۳ *

ترجمہ۔ اگر ہم چاہین اوتارین اُنپر آسمان سے ایک نشانی *

۴۱ - وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ - الحج آیت ۳۱ *

ترجمہ - اور جسنے شریک بنایا اللہ کا سو جیسے گر پڑا آسمان سے یعنی بلندی سے *

۴۲ - وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ

یٰس آیت ۲۷ *

ترجمہ - اور نہیں اوتارا ہمنے اُسکی قوم پر اُسکے بعد کوئی لشکر آسمان سے اور نہیں ہم

اوتارا کرتے *

۴۳ - لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ - الاعراف آیت ۹۶ *

ترجمہ - تو ہم کھول دیتے اُنپر برکتیں آسمان کی اور زمین کی *

۴۵ - وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ - الحجر آیت ۱۴ *

ترجمہ - اور اگر ہم کھول دیں اُنپر دروازہ آسمان سے *

۴۶ - لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ - الاعراف آیت ۳۸ *

ترجمہ - کبھی نہ کھلینگے اُنپر دروازے آسمان کے *

۴۷ - يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ - السجدہ آیت ۴ *

ترجمہ - تدبیر سے اوتارتا ہے کام کو آسمان سے زمین تک *

۴۸ - ۴۹ - وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا - سبا آیت ۲ و الحدید آیت

ترجمہ - اور جو کچھ اوترتا ہے آسمان سے اور جو کچھ چڑہتا ہے اُسمین *

۴۰ و ۴۱ - ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِى السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِىَ تَمُوْرُ اَمْ اَمِنْتُمْ

مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا - الملک آیت ۱۶و۱۷ *

ترجمہ - کیا نڈر ہوے ہواس سے جو آسمان مین ہے کہ دھنسا وے تمکو زمین مین پھر دیکھو وہ لرزتی ہے - کیا نڈر ہوے ہواس سے جو آسمان مین ہے کہ بھیجی تم پر پتھر برسانے والی ہوا *

۴۲ - وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ - الانعام آیت ۱۲۵ *

ترجمہ - اور جس کو چاہے کہ راہ سے بہکاوے کرتا ہے اُسکا سینہ تنگ بہوت نچے گویا آسمان پر یعنی اوپر کو اُٹھا جاتا ہے *

۴۳ - تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا - الفرقان آیت ۶۲ *

ترجمہ - بڑی برکت ہے اُسکی جس نے بنائے آسمان مین برج اور رکھا اُسمین چراغ اور چاند روشن *

سمار کے لفظ سے جو اس آیت مین ہے کوئی خاص محل اور خاص جسم مراد نہین ہوسکتا بجز فضای مرتفع کے کیونکہ بروج اور سورج اور چاند ایک آسمان مین نہین ہین بلکہ ایک فضای مرتفع مین ہین *

۴۴ - وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ - الحجر آیت ۱۶

ترجمہ - البتہ بنائے ہمنے آسمان مین برج اور خوبصورت کیا اُسکو دیکھنے والونکو لیئے

۴۵ - وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ - البروج آیت ۱ *

ترجمہ - قسم ہے برجون والی اونچائی کی

اگرچہ اس آیت مین برجون والے آسمان کے معنی بہی لیے جاسکتے ہین مگر بمناسبت آیت سورۃ الفرقان کی اس جگہ پر بہی فضای مرتفع کے معنی لیے گئے ہین *

۴۶ - فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ - الحج آیت ۱۵ *

ترجمہ - پہر چاہیے کہ تانے ایک رسی آسمان یعنی اوپر کی طرف شاہ عبد القادر صاحب نے بہی حاشیہ پر لکہا ہے کہ "آسمان کو تانے یعنی اونچان کو" اور شاہ ولی اللہ صاحب نے بہی سماء کا ترجمہ جانب بالا کیا ہے چنانچہ وہ لکہتے ہین "پس باید کہ بیاویزد رسنی بجانب بالا"

۴۷ - اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِى السَّمَآءِ - ابراہیم آیت ۲۹ *

ترجمہ - اُسکی جڑ مضبوط ہے اور اُسکی ٹہنی آسمان مین یعنی نہایت بلندی مین *

قسم سوم

وہ آیتین جن مین لفظ سماء کا اس نیلی چیز پر جو ہمکو دکہلائی دیتی ہے اطلاق ہوا ہے *

۱ - وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ - الملک آیت

ترجمہ - اور البتہ خوشنما کیا ہمنے دنیا کے آسمان کو چراغون سے اور کیا ہمنے انکو سنگساری شیطانون کے لیئے *

۲ - وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَحِفْظًا - فصلت آیت ۱۱ *

ترجمہ - اور خوشنما کیا ہمنے دنیا کے آسمان کو چراغون سے اور حفاظت مین رکہا *

۳- اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ - الصافات آیت ۶ *

ترجمہ - البتہ ہمنے خوشنما کیا دنیا کے آسمان کو ستارون کی خوشنمائی سے *

ان آیتون مین جو لفظ "سمار الدنیا" کا جناب رسول خدا صلعم کی زبان مبارک سے نکلا ہے جو اُمی محض تھے اور علاوہ اُمی ہونے کے ایسے ملک اور ایسے لوگون مین پرورش پائی تھی جو بالکل جاہل تھے اور کسی قسم کے علوم اُنکے ہان مروج نہ تھے وہ علم طبعیات کا نام بھی نہین جانتے تھے تو اس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ بلاشبہہ یہہ لفظ وحی الہام سے نکلے ہین اور جو امر کہ اب تحقیق ہوا ہے وہ تیرہ سو برس پیشتر ایک اُمی نے فرمایا تھا صلی اللہ علیہ وسلم *

اس نیلی نیلی چیز کو جو ہمکو دکھائی دیتی ہے سمار دنیا کہنا ایسا ٹھیک ہے کہ آج کل بھی بڑے بڑے عالم علوم طبعی کے اس سے زیادہ عمدہ کوئی لفظ نہین نکال سکتے ہماری دنیا کے گرد جسپر ہم بستے ہین ہوا محیط ہے بعضون نے اندازہ کیا ہے کہ اُسکا ارتفاع یا عمق پینتالیس میل کا ہے اور بعضون نے اس سے بہت زیادہ خیال کیا ہے - بہرحال اُس ہوائی محیط مین آفتاب کی نیلی شعاعین منعکس ہوتی ہین اس سبب سے یہہ نیلی گنبدی چھت ہمکو اپنی دنیا کے گرد دکھائی دیتی ہے جو درحقیقت ہماری دنیا کا آسمان ہے پس اس نیلی گنبدی چھت پر سماء دنیا کا اطلاق بالکل حقیقت اور علم کے مطابق ہے افسوس کہ ہمارے زمانہ کے علمار حکمای یونان کی تقلید کرتے ہین اور حقائق قرآن پر غور نہین کرتے وقد قال اللہ تعالی ولا رطب ولا یابس الا فی کتب مبین *

۴ - وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوظًا - الانبیار آیت ۳۲ *

ترجمہ - اور بنایا ہمنے آسمان کو چھت حفاظت کی گئی *

۵ - وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوعِ - الطور آیت ۵ *

ترجمہ - قسم ہے اونچی چھت کی *

۶ - وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ - الرحمٰن آیت ۶ *

ترجمہ - اور آسمان کو اونچا کیا اور رکھی اوسکے لیے ترازو *

۷ - اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ - سبا آیت ۹ *

ترجمہ - کیا اُنہون نے اُس چیز کو نہین دیکھا جو اُنکے آگے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے آسمان اور زمین سے اگر ہم چاہین تو اُنکو زمین مین دہنسا دیوین یا اُن پر آسمان سے ٹکڑا ڈال دین *

۸ - اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ الغاشیہ آیت ۱۸ *

ترجمہ - پہر کیون نہین دیکھتے اونٹ کو کہ کیسا بنایا گیا ہے اور آسمان کو کہ کس طرح اونچا کیا گیا ہے *

۹ - وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا - الشمس آیت ۵ *

ترجمہ - قسم ہے آسمان کی اور جیسا اُسکو بنایا *

۱۰- افلم ینظروا الی السماء فوقہم کیف بنینٰہا و زینّٰہا و ما لہا من فروج ق آیت ۶ *

ترجمہ- کیا نہین دیکھا اُنہون نے آسمان کو اپنے اوپر کیسا ہمنے اُسکو بنایا ہے اور اُسکو خوشنما کیا ہے اور اُسمین کوئی دراڑ نہین *

۱۱- والسماء بنینٰہا بأید و انا لموسعون - الذاریات آیت ۴۷ *

ترجمہ- اور بنایا ہمنے آسمان کو ہاتھہ سے یعنی اپنی قدرت سے اور ہمکو سب قدرت ہے *

۱۲- الذی جعل لکم الارض فراشا و السماء بناء - البقرآیت ۲۰ *

ترجمہ- جسنے بنایا زمین کو تمہارے لیے بچھونا اور آسمان کو محل *

۱۳- اللہ الذی جعل لکم الارض قرارا و السماء بناء - المومن آیت ۶۶ *

ترجمہ- اللہ وہ ہے جس نے بنایا زمین کو تمہارے لیے ٹھہرنے کی جگہہ اور آسمان کو محل *

۱۴- ءانتم اشد خلقا ام السماء بنٰہا رفع سمکہا فسوّٰہا - النازعات ۲۷ و ۲۸ *

ترجمہ- تم خلقت مین زیادہ مضبوط ہو یا آسمان خدا نے بنایا آسمان کو اونچی کی اُسکی چوٹی پھر درست کیا اُسکو *

۱۵- و من اٰیٰتہ ان تقوم السماء و الارض بامرہ - الروم آیت ۲۴ *

ترجمہ- اور خدا کی نشانیون مین سے ہے اپنی جگہہ پر رہنا آسمان اور زمین کا خدا کے حکم سے *

۱۶- و یمسک السماء ان تقع علی الارض - الحج آیت ۶۴ *

ترجمہ۔ تھام رکھتا ہے آسمان کو زمین پر گرنے سے *

۱۷۔ یَوۡمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالۡغَمَامِ وَ نُزِّلَ الۡمَلٰٓئِكَةُ تَنۡزِيۡلًا۔ الفرقان آیت ۲۷ *

ترجمہ۔ اور جس دن پھٹ جاوے آسمان غمام سے اور اُتارے جاوین فرشتے ایک طرح کا اوتارنا *

۱۸۔ فَاِذَا انۡشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتۡ وَرۡدَةً كَالدِّهَانِ۔ الرحمن آیت ۳۷ *

ترجمہ۔ جب پھٹیگا آسمان تو ہو جاویگا گلابی تیلیا *

۱۹۔ وَانۡشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِىَ يَوۡمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ۔ الحاقہ آیت ۱۶ *

ترجمہ۔ اور پھٹ جاویگا آسمان پھر وہ اُس دن ہوگا بکسا ہوا *

۲۰۔ اِذَا السَّمَآءُ انۡشَقَّتۡ۔ الانشقت آیت ۱ *

ترجمہ۔ جب آسمان پھٹ جاوے *

۲۱۔ فَكَيۡفَ تَتَّقُوۡنَ اِنۡ كَفَرۡتُمۡ يَوۡمًا يَّجۡعَلُ الۡوِلۡدَانَ شِيۡبًا السَّمَآءُ مُنۡفَطِرٌۢ بِهٖ۔ المزمل آیت ۱۸ *

ترجمہ۔ پس اگر تم کافر ہوئے تو کیونکر بچوگے اُس دن جس مین بچے بڈھے ہو جاوینگے اور آسمان پھٹ جاویگا *

۲۲۔ اِذَا السَّمَآءُ انۡفَطَرَتۡ۔ انفطرت آیت ۱ *

ترجمہ۔ جب آسمان پھوٹ جاوے *

۲۳۔ فَاِذَا النُّجُوۡمُ طُمِسَتۡ وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتۡ۔ المرسلات آیت ۹ و ۱۰ *

ترجمہ- پھر جب تارے مٹائے جاوین اور آسمان پھاڑا جاوے *

۲۴- وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا - النبا آیت ۱۹ *

ترجمہ- اور کھول دیا جاوے آسمان پھر ہو جاوین دروازے *

۲۵- وَاِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ - کورت آیت ۱۱ *

ترجمہ- اور جب آسمان کا پوست اُتارا جاوے *

۲۶- يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ - المعارج آیت ۸ *

ترجمہ- جس دن ہوگا آسمان جیسے پگلا ہوا تانبا *

۲۷- فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ - الدخان آیت ۹ *

ترجمہ- پس انتظار کر واُس دن کا کہ لاوے آسمان دہوان سب کو معلوم ہوتا *

۲۸- اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرَاتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَاءِ - النحل آیت ۸۱ *

ترجمہ- کیا نہین دیکھتے اوڑنے والے جانورون کو کہ فرمانبردار کیے گئے ہین آسمان کی وسعت مین *

۲۹- اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيَاحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَاءِ كَيْفَ يَشَاءُ - الروم آیت ۴۷ *

ترجمہ- اللہ وہ ہے جو چلاتا ہے ہوائین پھر اُٹھاتی ہین بادل پھر پھیلاتا ہے اُسکو آسمان مین جس طرح چاہتا ہے *

۳۰- قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ - البقرہ آیت ۱۳۹ *

ترجمہ۔ البتہ ہمنے دیکھا پھرنا تیرے منھہ کا آسمان کیطرف*

۳۱۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَخۡفٰی عَلَیۡہِ شَیۡءٌ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ۔ آل عمران آیت ۵*

ترجمہ۔ البتہ خدا پر پوشیدہ نہین کوئی چیز زمین مین یعنی تحت مین نہ آسمان یعنی فوق مین*

۳۲۔ وَمَا یَعۡزُبُ عَنۡ رَّبِّکَ مِنۡ مِّثۡقَالِ ذَرَّۃٍ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ۔
یونس آیت ۶۲*

ترجمہ۔ اور غائب نہین ہوتا تیرے پروردگار سے ذرہ بھر زمین مین اور نہ آسمان مین*

۳۳۔ اَصۡلُہَا ثَابِتٌ وَّفَرۡعُہَا فِی السَّمَآءِ۔ ابراہیم آیت ۲۹*

ترجمہ۔ اُسکی جڑ مضبوط ہے اور اُسکی ٹہنی آسمان مین یعنی نہایت بلندی مین*

۳۴۔ وَمَا یَخۡفٰی عَلَی اللّٰہِ مِنۡ شَیۡءٍ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ۔ ابراہیم آیت ۴۱*

ترجمہ۔ اور چھپا نہین اللہ پر کچھ زمین مین اور نہ آسمان مین*

۳۵۔ قَالَ رَبِّیۡ یَعۡلَمُ الۡقَوۡلَ فِی السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ۔ الانبیا آیت ۴*

ترجمہ۔ اوسنے کہا میرا پروردگار جانتا ہے ہر بات کو آسمان مین ہو یا زمین مین ہو*

۳۶۔ اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰہَ یَعۡلَمُ مَا فِی السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ۔ الحج آیت ۶۹*

ترجمہ۔ کیا تجھہ کو معلوم نہین کہ اللہ جانتا ہے جو کچھہ کہ ہے آسمان مین اور زمین مین*

۳۷۔ وَمَا مِنۡ غَآئِبَۃٍ فِی السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ۔ النمل آیت ۷۷*

ترجمہ۔ اور کوئی چیز نہین جو پوشیدہ ہو آسمان مین اور زمین مین مگر ہے کتاب روشن مین*

۳۸۔ وَمَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِیۡنَ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ۔ العنکبوت آیت ۲۱*

ترجمہ۔ اور نہین ہو تم تھکانیوالے زمین مین اور آسمان مین *

۳۹۔ وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَٰهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَٰهٌ۔ الزخرف آیت ۸۴ *

ترجمہ۔ وہی ہے جو آسمان مین حاکم ہے اور زمین مین حاکم ہے *

۴۰۔ وَإِن يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا يَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ ۔۔

الطور آیت ۴۴ *

ترجمہ۔ اور اگر دیکھین ایک ٹکڑا آسمان گرتا ہوا کہین یہہ بادل ہے گاڑہا *

۴۱۔ يَوْمَ تَمُورُ السَّمَاءُ مَوْرًا۔ الطور آیت ۹ *

ترجمہ۔ جس دن کہ ہل ہلا جاوے آسمان ہل ہلا جانا *

۴۲۔ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ۔ الانبیا آیت ۱۰۴ *

ترجمہ۔ جس دن ہم لپیٹ لین آسمان جیسے لپیٹتے ہین طومار مین کاغذ *

۴۳۔ أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِّن زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ۔ اسرائیل آیت ۹۳ *

ترجمہ۔ یا ہووے تیرے لیئے ایک گہر سنہرا یا چڑہ جاوے تو آسمان مین *

۴۴۔ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَن تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْأَرْضِ أَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَاءِ۔

الانعام آیت ۳۵ *

ترجمہ۔ پھر اگر تجہہ سے ہو سکے ڈہونڈہ نکالنی کوئی سرنگ زمین مین یا کوئی سیڑہی آسمان مین *

۴۵۔ فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۔۔

الشعرا آیت ۱۸۷ *

ترجمہ۔ پہر گرا ہمپر ایک ٹکڑا آسمان مین سے اگر ہے تو سچون مین سے *

۴۶۔ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا۔ اسرائیل آیت ۹۴ *

ترجمہ۔ یا گرا دے تو آسمان جیسا کہ تو گمان کرتا ہے ہمارے اوپر ٹکڑے ٹکڑے *

۴۷۔ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا۔ الجن آیت ۸ *

ترجمہ۔ اور البتہ ہمنے چہولیا آسمان کو پہر پایا ہمنے اُسکو بہرا ہوا سخت چوکیدارونسے و شہابونسے *

۴۸۔ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ۔ الذاریات آیت ۲۳ *

ترجمہ۔ سو قسم ہے آسمان اور زمین کے پروردگار کی یہہ بات ٹہیک ایسی ہی جیسے کہ تم بولتے ہو *

۴۹۔ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ۔ الحدید آیت ۲۱ *

ترجمہ اور بہشت کو جسکا پہیلاؤ ہے جیسے پہیلاؤ آسمان اور زمین کا *

۵۰۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا۔ ص آیت ۲۶ *

ترجمہ۔ اور ہمنے نہین بنایا آسمان اور زمین کو اور جو اُنکے بیچ مین ہے نکما *

۵۱۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ۔ الانبیا آیت ۱۶ *

ترجمہ اور نہین پیدا کیا ہمنے آسمان اور زمین کو اور جو اُنکے بیچ مین ہے بطور کہلاڑی کے *

۵۲۔ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ۔ الدخان آیت ۲۸ *

ترجمہ۔ پہر نہ رویا اُنپر آسمان اور زمین *

۵۳۔ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ۔ الطارق آیت ۱ *

ترجمہ- قسم ہے آسمان کی اور رات کو نکلنے والے کی *

قسم چہارم

وہ آیتین جن مین لفظ سموٰت کا بصیغۂ جمع فضای محیط پر بلحاظ اسکے انقسام کے ابعاد متعددہ مین اطلاق ہوا ہے *

۱- هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ - البقر آیت ۲۷ *

ترجمہ- وہ وہی ہے جسنے پیدا کیا تمہارے لیے جو کچہہ زمین مین ہے سب کا سب اور پیدا کیا بلندی کو تو درست کیے سات یعنی متعدد آسمان *

۲ و ۳- ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا - فصلت آیت ۱۱ و ۱۲ *

ترجمہ- اور پیدا کیا بلندی کو اور وہ دہوان دہا یعنی تاریک تہی پہر کہا اسکو اور زمین کو حکم مانو خوشی سے خواہ ناخوشی سے دونون نے کہا ہمنے حکم مانا خوشی سے پہر کر دیے سات یا متعدد آسمان دو دن مین اور ڈال دیا ہر آسمان مین اسکا کام *

۴- تَنزِيلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْأَرْضَ وَالسَّمَاوَاتِ الْعُلَى - طہ آیت ۴ *

ترجمہ- بہیجا ہے اس شخص نے جسنے بنائی زمین اور آسمان اونچے *

۵- أَمَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ - النمل آیت ۶۱ *

ترجمہ- بھلا کسنے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو *

۶- وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ - الانعام آیت ۷۲ *

ترجمہ- وہ وہ ہے جسنے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو جیسے چاہیئے *

۷- خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ - التغابن آیت ۳ *

ترجمہ- پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو جیسے چاہیئے *

۸- اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ - ابراہیم آیت ۲۲ *

ترجمہ- کیا تو نے نہین دیکھا کہ پیدا کیا اللہ نے آسمانون کو اور زمین کو جیسے چاہیئے *

۹ و ۱۰- وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ - الحجر آیت ۸۵

الاحقاف آیت ۲ *

ترجمہ- اور نہین پیدا کیا ہمنے آسمانون کو اور زمین کو اور جو کچھہ کہ اُنکے بیچ مین ہے مگر جیسے چاہیئے *

۱۱- خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ تَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ - النحل آیت ۳ *

ترجمہ- پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو جیسا چاہیئے اُسکی ذات بلند ہے اُس سے کہ اُسکا شریک ٹھہراتے ہین *

۱۲- خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

العنکبوت آیت ۴۳ *

ترجمہ- پیدا کیا اللہ نے آسمانون کو اور زمین کو جیسا چاہیئے بیشک اوس مین

ایک دلیل ہے نیکدل والون کو*

۱۳- وَخَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ - الجاثیۃ آیت ۲۱ *

ترجمہ- اور پیدا کیا اللہ نے آسمانون کو اور زمین کو جیسا چاہیے*

۱۴- اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّوْرَ - الانعام آیت ۱*

ترجمہ- خدا ہی کے لیے سب تعریفین ہین جس نے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو اور پیدا کیا اندھیرے کو اور اُجالے کو*

۱۵و۱۶- اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ - الاعراف آیت ۵۲- یونس آیت ۳*

ترجمہ- بیشک تمھارا پروردگار اللہ ہے جسنے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو*

۱۷- وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّکَانَ عَرْشُہٗ عَلَی الْمَآءِ - ہود آیت ۹*

ترجمہ- اور وہ وہی ہے جسنے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو چھہ دن مین اور تھا تخت اُسکا پانی پر*

۱۸- وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ - ق آیت ۳۷*

ترجمہ- البتہ پیدا کیا ہمنے آسمانون کو اور زمین کو اور جو کچھہ اُن مین ہے چھہ دن مین*

۱۹ و ۲۰ - اَلَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ - ابراہیم آیت ۳۷ - الفرقان آیت ۶۱ *

ترجمہ جسنے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو *

۲۱ و ۲۲ - خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ - الزمر آیت ۷ - الاحقاف آیت ۳۲ *

ترجمہ - پیدا کیا آسمانون اور زمین کو *

۲۳ - لَخَلْقُ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ اَکْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ - المومن آیت ۹ *

ترجمہ - البتہ پیدا کرنا آسمانون کا اور زمین کا بڑا ہے آدمیون کے پیدا کرنیسے *

۲۴ - لغایت ۲۶ - فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ - البقرہ آیت ۱۵۹ -

آل عمران آیت ۱۸۷ و ۱۸۸ -

ترجمہ - بیچ پیدا کرنے آسمانون کے اور زمین کے *

۲۷ - یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ - التوبہ آیت ۳۶ *

ترجمہ - جسدن پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو *

۲۸ - اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰی

اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ - اسرائیل آیت ۱۰۱ *

ترجمہ - کیا نہین دیکہا تمنے کہ جس اللہ نے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو طاقت

رکہتا ہے اس بات پر کہ پیدا کرے اُنکی مانند *

۲۹ - مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ - الکہف آیت ۴۹ *

ترجمہ - مین نے بلایا نہ تہا اُن کو بروقت پیدا کرنے آسمانون کے اور زمین کے

۳۳ لغایت ۳۳ - وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ - العنکبوت آیت ۶۱ - لقمان آیت ۲۴ - الزمر آیت ۷ - الزخرف آیت ۸ *

ترجمہ - اگر تو پوچھے اُن سے کہ کس نے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو *

۳۴ - خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ - الروم آیت ۷ *

ترجمہ - اللہ نے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو *

۳۵ - هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ - الحدید آیت ۵

ترجمہ - وہ وہ ہے جسنے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو چھہ دن مین *

۳۶ - اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا - السجدہ آیت ۳ *

ترجمہ - اللہ وہ ہے جسنے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو اور جو کچھہ کہ اُن مین ہے *

۳۷ - أَمْ خَلَقُوا السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ بَل لَّا يُوقِنُونَ - الطور آیت ۳۶ *

ترجمہ - کیا اُنہون نے پیدا کیا ہے آسمانون کو اور زمین کو - نہین - پر ایمان نہین لاتے *

۳۸ - أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ - یس آیت ۸۱ *

ترجمہ - کیا نہین ہے وہ جس نے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو *

۳۹ - خَلَقَ السَّمٰوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا - لقمان آیت ۹ *

ترجمہ - پیدا کیا آسمانون کو بغیر ستون کے کہ دیکھو تم اُسکو *

۴۰ - رَفَعَ السَّمٰوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا - رعد آیت ۲ *

۱۹و۲۰- اَلَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ - ابراہیم آیت ۳۲- الفرقان آیت ۶۰*

ترجمہ جسنے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو*

۲۱و۲۲- خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ - الزمر آیت ۷ - الاحقاف آیت ۳۲*

ترجمہ - پیدا کیا آسمانون اور زمین کو*

۲۳- لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ - المومن آیت ۹*

ترجمہ - البتہ پیدا کرنا آسمانون کا اور زمین کا بڑا ہے آدمیون کے پیدا کرنیسے*

۲۴- لغایت ۲۶- فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - البقرہ آیت ۱۵۹-

آل عمران آیت ۱۸۷ و ۱۸۸-

ترجمہ - بیچ پیدا کرنے آسمانون کے اور زمین کے*

۲۷- یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ - التوبہ آیت ۳۶*

ترجمہ - جسدن پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو*

۲۸- اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰی

اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ - اسرائیل آیت ۱۰۱*

ترجمہ - کیا نہین دیکہا تمنے کہ جس اسنے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو طاقت

رکہتا ہے اس بات پر کہ پیدا کرے انکی مانند*

۲۹- مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - الکہف آیت ۴۹*

ترجمہ - مین نے بلایا نہ تہا انکو بروقت پیدا کرنے آسمانون کے اور زمین کے*

۳۰ لغایت ۳۳۔ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضَ۔ العنکبوت

آیت ۶۱۔ لقمان آیت ۲۴۔ الزمر آیت ۷۔ الزخرف آیت ۸ *

ترجمہ۔ اگر تو پوچھے اُن سے کہ کس نے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو *

۳۴۔ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضَ۔ الروم آیت ۷ *

ترجمہ۔ اللہ نے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو *

۳۵۔ هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ۔ الحدید آیت ۵

ترجمہ۔ وہ وہ ہے جسنے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو چھہ دن مین *

۳۶۔ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا۔ السجدہ آیت ۳ *

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے جسنے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو اور جو کچھہ کہ اُن مین ہے *

۳۷۔ أَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضَ بَل لَّا يُوقِنُونَ۔ الطور آیت ۳۶ *

ترجمہ۔ کیا اُنھون نے پیدا کیا ہے آسمانون کو اور زمین کو۔ نہین۔ پر ایمان

نہین لاتے *

۳۸۔ أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضَ۔ یس آیت ۸۱ *

ترجمہ۔ کیا نہین ہے وہ جس نے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو *

۳۹۔ خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا۔ لقمان آیت ۹ *

ترجمہ۔ پیدا کیا آسمانون کو بغیر ستون کے کہ دیکھو تم اُسکو *

۴۰۔ رَفَعَ السَّمٰوٰاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا۔ رعد آیت ۲ *

ترجمہ - بلند کیا آسمانون کو بغیر ستونون کے کہ دیکھو تم اُس کو *

۴۱ و ۴۲ - وَمِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - الشوریٰ آیت ۲۸

الروم آیت ۲۱ *

ترجمہ - اور اُسکی نشانیون مین سے ہے پیدا کرنا آسمانون کا اور زمین کا *

۴۳ - وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ - الدخان آیت ۳۸ *

ترجمہ اور نہین پیدا کیا ہمنے آسمانون کو اور زمین کو اور جو کچھ کہ اُنکے بیچ مین ہے

کھلاڑی ہو کر *

۴۴ - اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ - الطلاق آیت ۱۲ *

ترجمہ - اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیا سات یا متعدد آسمانون کو اور زمین کو بھی

اُنکی مانند یعنی متعدد *

۴۵ و ۴۶ - اَلَمْ تَرَوْا كَیْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا وَّجَعَلَ الْقَمَرَ

فِیْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا - نوح آیت ۱۵ و ۱۶ *

ترجمہ - کیا تمنے نہین دیکھا کہ کس طرح پیدا کیا اللہ نے سات یا متعدد آسمانون کو

تلے اوپر اور کیا اُن مین چاند کو نور اور کیا سورج کو روشن چراغ *

۴۷ - اَلَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا - الملک آیت ۳ *

ترجمہ - جسنے پیدا کیا سات یا متعدد آسمانون کو تلے اوپر *

۴۸ و ۴۹ - رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِیْنَ - الدخان

آیت ۶ - الشعرا آیت ۲۳ *

ترجمہ - پروردگار آسمانون کا اور زمین کا اور اُس سب کا جو اُن مین ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو *

۵۰ - قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - الرعد آیت ۱۷ *

ترجمہ - پوچھ کون ہے پروردگار آسمانون کا اور زمین کا *

۵۱ لغایت ۵۳ - رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - اسرائیل آیت ۱۰۴ - الکہف آیت ۱۳ - مریم آیت ۶۶ *

ترجمہ - پروردگار آسمانون کا اور زمین کا *

۵۴ - رَبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ - الانبیا آیت ۵۷ *

ترجمہ - تمہارا پروردگار وہی آسمانون اور زمین کا پروردگار ہے جسنے پیدا کیا اُن کو *

۵۵ - قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ - المومنون آیت ۸۹ *

ترجمہ - پوچھ کون ہے پروردگار سات یا متعدد آسمانون کا اور پروردگار اُس بڑے تخت کا یعنی اُس بڑی بادشاہت کا *

۵۶ لغایت ۵۹ - رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا - الصافات آیت ۵ - ص آیت ۶۶ - الدخان آیت ۶ - النبا آیت ۳۷ *

ترجمہ - پروردگار آسمانون کا اور زمین کا اور اُس سب کا جو اُن مین ہے *

۶۰ - سُبْحَانَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ -

الزخرف آیت ۸۲ *

ترجمہ- پاک ہے پروردگار آسمانون کا اور زمین کا پروردگار عرش کا اُن باتون سے جو اُسکو لگاتے ہین *

۶۱- فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ- الجاثیہ آیت ۳۶

ترجمہ- اللہ ہی کے لیئے سب تعریفین ہین جو پروردگار ہے آسمانون کا اور پروردگار ہے زمین کا پروردگار ہے سارے جہان کا *

۶۲- وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا- المائدہ آیت ۲۱ *

ترجمہ اور اللہ ہی کے لیئے ہے بادشاہت آسمانون کی اور زمین کی اور اُس سبکی جو اون مین ہے *

۶۳- لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ- المائدہ آیت ۱۲۰ *

ترجمہ- اللہ ہی کے لیئے ہے بادشاہت آسمانون کی اور زمین کی اور اُس سبکی جو اُن مین ہے *

۶۴- اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ- الاعراف آیت ۱۸۴

ترجمہ- کیا غور نہین کی اُنھون نے آسمانون کی اور زمین کی بادشاہت مین *

۶۵- وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ- الانعام آیت ۷۵ *

ترجمہ- اور اسیطرح دکھلائی ہمنے ابراہیم کو بادشاہت آسمانون کی اور زمین کی *

۶۶- لغایت ۸۲- مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ- المائدہ آیت ۴۴- التوبہ آیت ۱۱۷

الاعراف آیت ۱۵۸۔ النور آیت ۴۲۔ الفرقان آیت ۲۔ الشوریٰ آیت ۴۹
الزخرف آیت ۸۵۔ الجاثیہ آیت ۲۶۔ الفتح آیت ۱۴۔ الحدید آیت ۲ و ۵۔
البروج آیت ۹۔ الزمر آیت ۴۵۔ ص آیت ۹۔ البقرہ آیت ۱۰۱۔ المائدہ آیت
۲۰۔ آل عمران آیت ۱۸۶*

ترجمہ۔ بادشاہت آسمانون کی اور زمین کی*

۸۳ لغات ۱۲۳۳۔ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ۔ البقرہ آیت ۱۱۰۔
و ۲۵۶ و ۲۸۴۔ آل عمران آیت ۱۰۵ و ۱۲۴۔ النساء آیت ۱۲۵۔ و ۱۳۰۔
و ۱۳۱ و ۱۶۸ و ۱۶۹۔ المائدہ آیت ۹۸۔ الانعام آیت ۱۲۔ یونس آیت ۵۶
و ۶۹۔ ابراہیم آیت ۲۔ النحل آیت ۵۱ و ۵۴۔ طٰہٰ آیت ۵۔ الحج آیت ۶۳
النور آیت ۶۴۔ العنکبوت آیت ۵۲۔ لقمان آیت ۱۹ و ۲۵۔ سبا آیت ۱ و
۳ و ۲۔ الملائکہ آیت ۴۳۔ الشوریٰ آیت ۲ و ۵۳۔ الجاثیہ آیت ۱۲۔
الحجرات آیت ۱۶۔ النجم آیت ۳۲۔ الحدید آیت ۱۔ المجادلہ آیت ۸۔ الحشر
آیت ۱ و ۲۴۔ الصف آیت ۱۔ الجمعہ آیت ۱۔ التغابن آیت ۱ و ۴*

ترجمہ۔ جو کچھہ کہ آسمانون مین ہے اور جو کچھہ کہ زمین مین*

۸۴ لغات ۱۳۶۔ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ آل عمران آیت ۷۷۔
یونس آیت ۶۷۔ الرعد آیت ۱۶۔ الانبیاء آیت ۱۹۔ مریم آیت ۹۴۔ الحج
آیت ۱۸۔ النور آیت ۴۱۔ النمل آیت ۶۶ و ۸۹۔ الروم آیت ۲۵۔ الزمر

آیت - ۶۸ - الرحمٰن آیت ۲۹ - اسرائیل آیت ۵۷*

ترجمہ - جوکوئی آسمانون مین ہے اور زمین مین *

۱۳۷ و ۱۳۸ - مِنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - النحل آیت ۷۵ - سبا آیت ۲۲*

ترجمہ - آسمانون سے اور زمین سے*

۱۳۹ الغایت ۱۴۹ - فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ - الانعام آیت ۳ - الاعراف

آیت ۱۸۶ - یونس آیت ۶ و ۱۹ و ۱۰۱ - یوسف آیت ۱۰۵ - الروم آیت ۱۷ و ۲۶

لقمان آیت ۱۵ - الجاثیہ آیت ۲ و ۳۶*

ترجمہ - آسمانون مین اور زمین مین *

۱۵۰ - اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - الاحزاب آیت ۷۲*

ترجمہ - البتہ ہمنے دکھلائی امانت آسمانون کو اور زمین کو*

۱۵۱ - وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ - آل عمران آیت ۱۲۷*

ترجمہ - جنت جسکا پہیلاؤ ہے آسمان اور زمین *

۱۵۲ و ۱۵۳ - مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ - ہود آیت ۱۰۹ و ۱۱۰*

ترجمہ - جبتک رہین آسمان اور رہے زمین *

۱۵۴ - تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ - اسرائیل آیت ۴۶*

ترجمہ - پاکیزگی سے یاد کرتے ہین اُسکو ساتون آسمان اور زمین *

۱۵۵ و ۱۵۶ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - الملائکہ آیت ۳۶ -

الفتح آیت ۱۸ *

ترجمہ۔ البتہ اللہ جانتا ہے چھپی چیزین آسمانون کی اور زمین کی *

۱۵۷۔ اِنِّیٓ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ البقرہ آیت ۳۱ *

ترجمہ۔ البتہ مین جانتا ہون چھپی چیزین آسمانون کی اور زمین کی *

۱۵۸ لغایت ۱۶۰۔ وَلِلّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ النحل آیت ۷۹ الکہف آیت ۲۵ ہود آیت ۹ *

ترجمہ۔ اور اللہ کے لیئے ہے چھپی چیزین آسمانون کی اور زمین کی *

۱۶۱ و ۱۶۲۔ وَلِلّٰہِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ آل عمران آیت ۷۶ الحدید آیت ۱۰ *

ترجمہ۔ اور اللہ وارث ہے آسمانون کا اور زمین کا *

۱۶۳۔ وَلِلّٰہِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ المنافقون آیت ۷ *

ترجمہ۔ اور اللہ کے لیئے ہین خزانے آسمانون کے اور زمین کے *

۱۶۴ و ۱۶۵۔ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ الزمر آیت ۶۳ الشوریٰ آیت ۱۰

ترجمہ۔ کنجیان آسمانون کی اور زمین کی *

۱۶۶ و ۱۶۷ وَلِلّٰہِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ الفتح آیت ۴ و ۷ *

ترجمہ۔ اور اللہ کے لیئے ہین لشکر آسمانون کے اور زمین کے *

۱۶۸۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ النور آیت ۳۵ *

ترجمہ۔ اللہ ہے نور آسمانون کا اور زمین کا *

۱۶۹۔ اَلَّا یَسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ یُخْرِجُ الْخَبْءَ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ النمل آیت ۲۵

ترجمہ۔ کیون نہ سجدہ کرین اللہ کو جو نکالتا ہے چھپی چیز آسمانون مین اور زمین مین *

۱۷۰۔ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِی السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْئًا۔ النجم آیت ۲۶ *

ترجمہ۔ بہت سے فرشتے ہین آسمانون مین کام نہین آتی اُنکی سفارش *

۱۷۱۔ یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ۔ ابراہیم آیت ۴۹ *

ترجمہ۔ جس دن کہ بدل دی جاوے یہہ زمین زمین کے سوا یعنی اور کسی چیز سے اور بدل دیے جاوین آسمان *

۱۷۲۔ یٰهَامٰنُ ابْنِ لِیْ صَرْحًا لَّعَلِّیْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓی اِلٰهِ مُوْسٰی وَاِنِّیْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا۔ المومن آیت ۳۹ *

ترجمہ۔ اے ہامان بنا میرے لیے ایک محل شاید کہ مین پہنچون رستون مین آسمان کے رستون مین پھر دیکھون موسے کے خدا کو اور میری اٹکل مین تو وہ جھوٹا ہے *

۱۷۳۔ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ الاحقاف آیت ۳ *

ترجمہ۔ دکھاؤ تو مجھہ کو اُنھون نے کیا پیدا کیا ہے زمین مین یا کچھہ اُن کو ساجھا ہے آسمانون مین *

۱۷۴ و ۱۷۵۔ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ البقرہ آیت ۱۱۱۔ الانعام آیت ۱۰۱ *

ترجمہ - بغیر نمونہ کے بنانیوالا آسمانون کا اور زمین کا *

۷۶ الغایت ۱۸۱ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - الانعام آیت ۱۴ یوسف آیت ۱۰۲

الملائکہ آیت ۱ - ابراہیم آیت ۱۱ - الزمر آیت ۴۷ - الشوریٰ آیت ۹ *

ترجمہ - بنانے والا آسمانون کا اور زمین کا *

۱۸۲ - فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ - الانعام آیت ۷۹ *

ترجمہ - بنایا آسمانون کو اور زمین کو *

۱۸۳ - اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا

الانبیاء آیت ۳۱ *

ترجمہ - شاہ ولی اللہ صاحب نے اس آیت کا ترجمہ اس طرح لکھا ہے - آیا ندیدند

کافران کہ آسمانہا و زمین بستہ بودند پس واکردیم آنہارا *

اور حاشیہ پر یہہ عبارت لکھی ہے - واکردن آسمانہا نازل کردن مطر است وا

کردن زمین رویانیدن گیاہ از وی *

اور شاہ عبد القادر صاحب نے اسکا ترجمہ یہہ لکھا ہے اور کیا نہین دیکھا ان منکرون نے

کہ آسمان اور زمین مونہہ بند تھے پھر ہمنے انکو کھولا *

اور حاشیہ پر لکھا ہے - مونہہ بند تھی یعنی ایک چیز تھی زمین سے نہرین اور

کانین اور سبزے بھانت بھانت نکالے آسمان سے کئی ستارے ہر ایک کا

گھر جدا اور چال جُدی *

۱۸۴- اِنَّ اللّٰہَ یُمسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضَ اَن تَزُولَا وَلَئِن زَالَتَا اِن اَمسَکَھُمَا مِن اَحَدٍ مِّن بَعدِہٖ - الملائکہ آیت ۳۹ *

ترجمہ- بیشک اللہ تھامے رکھتا ہے آسمانون کو اور زمین کو ٹل جانے سے اور اگر ٹل جاوین تو کوئی نہ تھام سکے اُنکو اُسکے سوا *

۱۸۵- وَلَوِ اتَّبَعَ الحَقُّ اَھوَاءَھُم لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالاَرضُ وَمَن فِیھِنَّ المومنون آیت ۷۳ *

ترجمہ- اور اگر خدا چلے انکی خوشی پر تو خراب ہون آسمان اور زمین اور جو کوئی اُنکے بیچ مین ہے *

۱۸۶- تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرنَ مِن فَوقِھِنَّ - الشوریٰ آیت ۳ *

ترجمہ- قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑین اوپر سے *

۱۸۷- قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحمٰنُ وَلَدًا لَقَد جِئتُم شَیئًا اِدًّا تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرنَ مِنہُ وَتَنشَقُّ الاَرضُ وَتَخِرُّ الجِبَالُ ھَدًّا اَن دَعَوا لِلرَّحمٰنِ وَلَدًا وَمَا یَنبَغِی لِلرَّحمٰنِ اَن یَّتَّخِذَ وَلَدًا - مریم آیت ۹۲ *

ترجمہ- وہ کہتے ہین کہ خدا نے بیٹا کیا ہے بیشک نہایت سخت بات کہی ہے جس سے قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑین اور پھٹ جاوے زمین اور گر پڑین پہاڑ ٹکڑے ہو کر خدا کے لیے بیٹا کہنے سے *

۱۸۸- وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدرِہٖ وَالاَرضُ جَمِیعًا قَبضَتُہٗ یَومَ القِیَامَۃِ

وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالیٰ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ۔

الزمر آیت ۶۷*

ترجمہ۔ اور نہ قدر کی اُنہون نے اللہ کی جتنی کہ اُسکی قدر کرنی چاہیئے تھی اور ساری زمین اُسکی مٹھی مین ہو گی قیامت کے دن اور آسمان لپٹے ہونگے اُس کے دا ہنے ہاتھہ مین*

قسم پنجم

وہ آیتین جن مین لفظ سموٰت کا مجازاً کواکب پر اطلاق ہوا ہے جیسے کہ مجازاً ظرف سے مظروف مراد لیجاتی ہے*

۱۔ اَلَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقاً۔ الملک آیت ۳*

ترجمہ۔ جسنے پیدا کیا سات یا متعدد آسمانون یعنی کواکب کو تلے اوپر*

اس آیت کے بعد کی آیتون مین خدا فرماتا ہے۔ مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ۔ یعنی تو نہین دیکھنے کا خدا کے پیدا کرنے مین کچھہ فرق۔ پہر خدا فرماتا ہے۔ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ھَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ۔ یعنی پہر پہیر اپنی نگاہ کو کہین تجھکو دکہائی دیتی ہے کچھہ خرابی۔ پہر خدا فرماتا ہے۔ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ کَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ اِلَیْکَ الْبَصَرُ خَاسِئاً وَّھُوَ حَسِیْرٌ۔ یعنی پہر پہیر اپنی نگاہ کو دو دو بار اُلٹ آویگی تیرے پاس تیری نگاہ عاجز ہو کر اور تہک کر*

ان آیتون سے معلوم ہوتا ہے کہ جن آسمانون کے پیدا کرنے کا ذکر خدا نے پہلی آیت

مین کیا ہے وہ ایسی چیز ہے کہ انسان اُسکو دیکھہ سکتے ہین لیکن سبع سموات سے

کوئی سے آسمان مراد لو خواہ مجسم خواہ محل سیر کواکب مگر وہ دکہائی نہین دیتے پس

خدا کا یہہ فرمانا کہ اُنکو دیکھو اور پہر نگاہ کرو اور پہر نگاہ پہیر کر دیکھو محض لغو اور بیہودہ ہوگا *

"فَارْجِعِ الْبَصَرَ" سے یہی آنکھہ کی نگاہ مراد ہے نہ کوئی دوسری چیز چنانچہ امام صاحب

بہی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین فما معنے ثم ارجع الجواب امرہ بان یرجع البصر

یعنی اس آیت مین نظر کے پہیرنے کا حکم ہے *

تعجب یہہ ہے کہ امام صاحب بہی سمجھتے ہین کہ یہہ سموات جنکا ذکر اس آیت مین ہے

محسوس ہونے چاہئین اور ارقام فرماتے ہین کہ "ان الحس دل علی ان ہذہ

السموات السبع اجسام مخلوقۃ علی وجہ الاحکام والاتقان" مگر

یہہ نہین بتایا کہ کیونکر حس اُنکے اجسام ہونے پر دلالت کرتی ہے حالانکہ وہ تو محسوس

نہین ہین *

پس ضرور ہے کہ اس جگہہ سموات سے وہ چیزین مراد ہون جو مرئی اور محسوس ہین اور

ہر کوئی اُنکو دیکھتا ہے تاکہ اُنکے پیدا کرنے کی دلیل سے خدا کی عظمت اور اُسکی

خالقیت ثابت کی جاوے اور چونکہ سموات درحقیقت محل سیر کواکب ہین تو بمنزلہ

ظرف کے ہین اور کواکب بمنزلہ مظروف کے پس اس مقام پر سموات سے مجازاً کواکب

مراد ہین - بولا گیا ہے ظرف اور مراد ہے مظروف لفظ سبع اگر بمعنی حقیقی لیا جاوے

تو اُس سے یہہ سات کواکب سیارہ مراد ہونگے جو ہمارے لیے بہ نسبت اور کواکب

سے کے زیادہ تر عجیب ہین اور اگر اُسکا استعمال بطور محاورہ عرب بلا تعین عدد سمجھا جاوے تو اُس سے تمام کواکب جو ہمکو دکہائی دیتے ہین مراد ہونگے *

ظرف سے مظروف مراد ہونے پر قرینہ قویہ موجود ہے یعنی اگلی آیتون مین جو کچہہ بیان ہوا ہے وہ ایسی اشیاء پر جو مرئی نہین ہین اور دکہائی نہین دیتین صادق نہین آتا اور اس لیے ضرور ہوا ہے کہ ظرف سے مظروف مراد لی جاوے *

اس مقام پر ظرف کو مجازاً بمعنی مظروف بیان کرنے مین ایک بڑی عمدگی و باریکی ہے کیونکہ اگر یون کہا جاتا کہ۔ الذی خلق سبع کواکب طباقا۔ تو یہہ قول صرف نفس کواکب پر دلالت کرتا حالانکہ اُنکے حالات اور اُنکے حرکات اور جو انتظام کہ اُنکے حرکات مین ہے وہ نفس کواکب سے بہی زیادہ عجیب ہے اور ظرف سے جو اُنکا محل سیر ہے اُنپر اشارہ کرنے سے جو عجائبات کہ نفس کواکب اور اُنکے حالات مین ہین وہ سبکے سب یک لخت ذہن مین آجاتے ہین *

"طباقا" کا لفظ صفت ہے سموات کی جس سے کواکب ہمنے مراد لیے ہین اُس سے مثل پیاز کے چہلکے کے توبرتو ہونا پایا نہین جاتا۔ ابن کثیر نے بہی اپنی تفسیر مین انکا ملا ہونا تسلیم نہین کیا بلکہ طباقاً سے صرف اُن کا اوپر تلے ہونا اور متوازی ہونا مراد لیا ہے قال الامام فی تفسیرہ لعل المراد کونہا طباقا کونہا متوازیة لا انہا متماسة"۔ یعنی طباقا کے لفظ سے یہہ ضرور نہین ہے کہ وہ چپٹے ہوے ہون بلکہ شاید یہہ مطلب ہو کہ متوازی ہون (یعنی حرکت مین ایک دوسرے سے ٹکرا نہ جاوین) *

مین کیا ہے وہ ایسی چیز ہے کہ انسان اُسکو دیکھہ سکتے ہین لیکن سبع سموات سے کوئی سے آسمان مراد لو خواہ مجسم خواہ محل سیر کواکب مگر وہ دکھائی نہین دیتے پس خدا کا یہہ فرمانا کہ اُنکو دیکھو اور پہر نگاہ کرو اور پہر نگاہ پہیر کر دیکھو محض لغو اور بیہودہ ہوگا*

"فَارْجِعِ الْبَصَرَ" سے بہی آنکھہ کی نگاہ مراد ہے نہ کوئی دوسری چیز چنانچہ امام صاحب بہی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین فما معنے ثم ارجع الجواب امرہ یرجع البصر یعنی اس آیت مین نظر کے پہیرنے کا حکم ہے *

تعجب یہہ ہے کہ امام صاحب بہی سمجھتے ہین کہ یہہ سموات جنکا ذکر اس آیت مین ہے محسوس ہونے چاہئین اور ارقام فرماتے ہین کہ "ان الحس دل علی ان ھذہ السموات السبع اجسام مخلوقۃ علی وجہ الاحکام والاتقان" مگر یہہ نہین بتایا کہ کیونکر حس اُنکے اجسام ہونے پر دلالت کرتی ہے حالانکہ وہ تو محسوس نہین ہین *

پس ضرور ہے کہ اس جگہہ سموات سے وہ چیزین مراد ہون جو مرئی اور محسوس ہین اور ہر کوئی اُنکو دیکھتا ہے تاکہ اُنکے پیدا کرنے کی دلیل سے خدا کی عظمت اور اُسکی خالقیت ثابت کی جاوے اور چونکہ سموات درحقیقت محل سیر کواکب ہین تو بمنزلہ ظرف کے ہین اور کواکب بمنزلہ مظروف کے پس اس مقام پر سموات سے مجازاً کواکب مراد ہین۔ بولا گیا ہے ظرف اور مراد ہے مظروف لفظ سبع اگر بمعنی حقیقی لیا جاوے تو اُس سے یہہ سات کواکب سیارہ مراد ہونگے جو ہمارے لیے بہ نسبت اور کواکب

کے زیادہ تر عجیب ہین اور اگر اُسکا استعمال بطور محاورہ عرب بلا تعین عدد سمجہا جاوے
تو اُس سے تمام کواکب جو ہمکو دکہائی دیتے ہین مراد ہونگے *

ظرف سے مظروف مراد ہونے پر قرینہ قویہ موجود ہے یعنی اگلی آیتون مین جو کچہہ
بیان ہوا ہے وہ ایسی اشیا پر جو مرئی نہین ہین اور دکہائی نہین دیتین صادق
نہین آتا اور اس لیے ضرور ہوا ہے کہ ظرف سے مظروف مراد لی جاوے *

اس مقام پر ظرف کو مجازاً بمعنی مظروف بیان کرنے مین ایک بڑی عمدگی و باریکی
ہے کیونکہ اگر یون کہا جاتا کہ۔ الذی خلق سبع کواکب طباقا۔ تو یہہ قول
صرف نفس کواکب پر دلالت کرتا حالانکہ اُنکے حالات اور اُنکے حرکات اور جو انتظام
کہ اُنکے حرکات مین ہے وہ نفس کواکب سے بہی زیادہ عجیب ہے اور ظرف سے جو اُنکا
محل سیر ہے اُنپر اشارہ کرنے سے جو عجائبات کہ نفس کواکب اور اُنکے حالات مین ہین
وہ سبکے سب یک لخت ذہن مین آجاتے ہین *

"طباقا" کا لفظ صفت ہے سموات کی جس سے کواکب ہمنے مراد لیے ہین اُس سے
مثل پیاز کے چہلکے کے تو بر تو ہونا پایا نہین جاتا۔ ابن کثیر نے بہی اپنی تفسیر مین
انکا ملا ہونا تسلیم نہین کیا بلکہ طباقاً سے صرف اُن کا اوپر تلے ہونا اور متوازی ہونا مراد لیا ہے
قال الامام فی تفسیرہ لعل المراد کونہا طباقا کونہا متوازیۃ لا انہا
متماسۃ"۔ یعنی طباقا کے لفظ سے یہہ ضرور نہین ہے کہ وہ چمٹے ہوئے ہون بلکہ
شاید یہہ مطلب ہو کہ متوازی ہون (یعنی حرکت مین ایک دوسرے سے ٹکرا نہ جاوین) *

اسکی تائید قرآن مجید کی دوسری آیت سے بخوبی ہوتی ہے جہان فرمایا ہے

"وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ لَا الشَّمْسُ يَنبَغِي لَهَا أَن تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ" *

یعنی آفتاب چلتا ہے اپنی قرارگاہ مین یہہ ٹھہرایا ہوا ہے اُس زبردست جاننے والے کا اور چاند کے لیئے اُسنے مقرر کی ہین منزلین یہان تک کہ پھر ہو جاتا ہے مانند پرانی ٹہنی کے (یعنی ہلال) نہ سورج کر سکتا ہے کہ چاند کو پکڑ لے (یعنی ٹکرا رے) اور نہ رات آگے بڑھ سکتی ہے دن سے اور ہر ایک یعنی سورج و چاند و ستارے ایک ایک گھیرے مین پھرتے ہین - پس طباقاً کے لفظ سے یہی مطلب ہے کہ باوجودیکہ اسقدر کواکب ہین جنکی انتہا نہین اور سب اپنے اپنے محل سیر مین پھرتے ہین اور ایک دوسرے سے ٹکراتا نہین *

اسی آیت کی مانند یہہ آیت ہے "وبنینا فوقکم سبعا شدادا وجعلنا سراجا وهاجا" یعنی بنایے ہمنے تمہارے اوپر سات یا متعدد کواکب مضبوط اور کیا ہمنے اُن مین سے ایک کو چراغ روشن * سورۂ النبا - ۱۲

افسوس ہے کہ بعض اکابر نے اس آیت کی نسبت مکابرہ کیا ہے وہ فرماتے ہین کہ اگر سبع سے سات ستارے معہودہ مراد ہوتے تو لفظ سبع کو معرّف باللام لانا ضرور تہا اگرچہ ہمتو سمجھتے ہین کہ بحالت شہرت تعریف باللام ضرور نہ تہی مگر اسکے جواب سے

مجبور ہیں اس لیئے کہ خدا نے اور جگہہ بھی ایسا ہی فرمایا ہے چنانچہ "وَالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ" میں کتاب معہودہ کو غیر معرف باللام فرمایا ہے *

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ " ما الحكمة فى تنكير الكتاب وتعريف باقى الاشياء نقول ما يحتمل الخفاء من الامور الملتبسة بامثالها من الاجناس يعرف باللام فيقال رايت الامير ودخلت على الوزير فاذا بلغ الامير الشهرة بحيث يومن الالتباس مع شهرته ويريد الواصف وصفه بالعظمة يقول اليوم رايت اميرا ماله نظير جالسا وعليه سيما الملوك وانت تريد ذلك الامير المعلوم والسبب فيه انك بالتنكير تشير الى انه خرج عن ان يعلم ويعرف بكنه عظمته فيكون كقوله تعالى الحاقة ما الحاقة وما ادراك ما الحاقة فاللام وان كانت معرفة لكن اخرجها عن المعرفة كون شدة هولها غير معروف فكذلك ههنا الطور ليس فى شهرة بحيث يومن اللبس عند التنكير وكذلك البيت المعمور واما الكتاب الكريم فقد تميز عن سائر الكتب بحيث لا يسبق الى اوهام السامعين من النبى صلى الله عليه وسلم لفظ الكتاب الا ذلك فلما امن اللبس وحصلت فائدة التعريف سواء ذكر باللام او لم يذكر قصد الفائدة الاخرى وهى الذكر بالتنكير وفى تلك الاشياء لما لم تحصل فائدة التعريف الا بالة التعريف استعملها

اسکی تائید قرآن مجید کی دوسری آیت سے بخوبی ہوتی ہے جہان فرمایا ہے
وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ
حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ
وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ" *

یعنی آفتاب چلتا ہے اپنی قرارگاہ مین یہہ ٹھہرایا ہوا ہے اُس زبردست جاننے والے کا اور چاند کے لیئے اُسنے مقرر کی ہین منزلین یہان تک کہ پھر ہو جاتا ہے مانند پرانی ٹہنی کے (یعنی ہلال) نہ سورج کرسکتا ہے کہ چاند کو پکڑ لے (یعنی ٹکر مارے) اور نہ رات آگے بڑھ سکتی ہے دن سے اور ہر ایک یعنی سورج و چاند و ستارے ایک ایک گھیرے مین پھرتے ہین ۔ پس طباقاً کے لفظ سے یہی مطلب ہے کہ باوجودیکہ اسقدر کواکب ہین جنکی انتہا نہین اور سب اپنے اپنے محل سیر مین پھرتے ہین اور ایک دوسرے سے ٹکراتا نہین *

اسی آیت کی مانند یہہ آیت ہے " وبنینا فوقکم سبعا شدادا وجعلنا سراجا وھاجا یعنی بنایے ہمنے تمہارے اوپر سات یا متعدد کواکب مضبوط اور کیا ہمنے اُن مین سے ایک کو چراغ روشن * سورۃ النبا ۔ ۱۳

افسوس ہے کہ بعض اکابر نے اس آیت کی نسبت مکابرہ کیا ہے وہ فرماتے ہین کہ اگر سبع سے سات ستارے معہودہ مراد ہوتے تو لفظ سبع کو معرّف باللام لانا ضرور تھا اگرچہ ہمتو سمجھتے ہین کہ بحالت شہرت تعریف باللام ضرور نہ تھی مگر اسکے جواب سے

مجبور ہین اس لیئے کہ خدا نے اور جگہہ بہی ایسا ہی فرمایا ہے چنانچہ " وَالطُّوْرِ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ " مین کتاب معہودہ کو غیر معرف باللام فرمایا ہے *

امام فخر الدین رازی فرماتے ہین کہ " ما الحكمة فی تنكير الكتاب وتعريف باقی الاشياء نقول مايحتمل الخفاء من الامور الملتبسة بامثالها من الاجناس يعرف باللام فيقال رايت الامير ودخلت على الوزير فاذا بلغ الامير الشهرة بحيث يومن الالتباس مع شهرته ويريد الواصف وصفه بالعظمة يقول اليوم رايت اميرا ماله نظير جالسا وعليه سيما الملوك وانت تريد ذلك الامير المعلوم والسبب فيه انك بالتنكير تشير الى انه خرج عن ان يعلم ويعرف بكنه عظمته فيكون كقوله تعالى الحاقة ما الحاقة وما ادرىك ما الحاقة فاللام وان كانت معرفة لكن اخرجها عن المعرفة كون شدة هولها غير معروف فكذلك ههنا الطور ليس فی شهرة بحيث يومن اللبس عند التنكير وكذلك البيت المعمور واما الكتاب الكريم فقد تميز عن سائر الكتب بحيث لا يسبق الى اوهام السامعين من النبی صلى الله عليه وسلم لفظ الكتاب الا ذلك فلما امن اللبس وحصلت فائدة التعريف سواء ذكر باللام اولم يذكر قصد الفائدة الاخرى وهی الذكر بالتنكير وفی تلك الاشياء لما لم تحصل فائدة التعريف الا بالة التعريف استعملها

وهذا یوید کون المراد منه القران وکذلك اللوح المحفوظ مشهور*

ترجمہ۔ اگر کوئی کہے کیا حکمت ہے بیچ نکرہ لانے لفظ کتاب کے اور معرف لانے
اور چیزون کے پس ہم جواب دینگے کہ جو چیزین احتمال رکھتی ہین کسی قسم خفا کا منجملہ اُن
امور کے جو مشتبہ ہوتے ہین ساتھہ اپنی امثال کے اجناس وغیرہ سے تو وہ معرفہ لائی جاتی
ہین چنانچہ یون بولا جاتا ہے رایت الامیر ودخلت علی الوزیر یعنی دیکھا مین نے اُس امیر کو
اور گیا مین پاس اُس وزیر کے اور جبکہ کوئی امیر خاص ایسا مشہور ہو جاتا ہے کہ وقت اطلاق
کے وہی سمجھا جاتا ہے اور کسی دوسرے کا شبہہ نہین ہوتا اور کوئی شخص اُس مشہور امیر کی
کچھہ تعریف کرنی چاہتا ہے تو یون کہتا ہے الیوم رایت امیرًا مالہ نظیر جالسًا وعلیہ
سیما الملوک یعنی آج مین نے امیر کو بیٹھے دیکھا کہ اُسکی کوئی نظیر ہی نہین ہے اور وہ
ملوکانہ شان سے بیٹھا ہوا تھا پس بوجہ شہرت کے کچھہ اُسکے معرف لانے کی ضرورت
نہین ہوتی گو درحقیقت ارادہ مین امیر خاص ہی ہو جاتا ہے اور نکتہ اس مین یہ ہوتا ہے
کہ گویا تنکیر سے تم اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہو کہ بسبب شہرت کے وہ اس بات کا
محتاج نہین ہے کہ اُسکی کنہ عظمت کی تعریف کیجاوے پس گویا کہ ہے مثل اس قول اللہ
تعالی کے الحاقۃ ما الحاقۃ وما ادراک ما الحاقۃ کہ اس کلام مین اگرچہ لفظ لام موجب تعریف ہے
لیکن بسبب اُسکے ہول اور دہشت کے غیر معروف ہونیکے اُسکو معرفہ ہونے کی حالت سے
نکال دیا ہے اسی طرح یہ طور اگرچہ مشتہر ہے لیکن اس درجہ شہرت کو نہین پہونچا کہ التباس کا
خوف نہ رہا ہو اور یہی حال بیت المعمور کا ہے بخلاف کتاب کریم کے کہ وہ اپنی امثال مین

اس درجہ ممتاز ہے کہ جو لوگ سننے والے ہین وہ اس لفظ کے سننے سے اسی کو سمجھہ لیتے ہین دوسری کتاب کا شبہہ نہین ہوتا پس جبکہ خوف التباس نہ رہا اور فائدہ تعریف کا شہرت ہی سے حاصل ہو گیا خواہ لام ہو یا نہو تو اس وجہہ سے ایک دوسرے فائدہ کا قصید کیا گیا اور وہ فائدہ یہی ہے کہ اُسکو بالتنکیر ذکر کیا اور چونکہ اور اشیا مین بغیر آلہ تعریف کے توصیف نہین آسکتی تھی اس لیئے اُنکو معرف باللام بیان کیا اور اس وجہہ سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ مراد اس سے قرآن ہے اور ایسی ہی لوح محفوظ مشہور ہے *

پس جو کہ کواکب سبع نہایت مشہور تھے بلکہ اُنکو سیارہ خیال کرنے سے لوگ بالتخصیص اور دیگر کواکب سے تمیز کرتے تھے تو ہماری دانست مین خدا نے کچھہ غلطی نہین کی بلکہ معرف باللام لانا ضرور نہ تھا *

پھر وہ فرماتے ہین کہ یہہ ترجمہ غلط ہے (شاید غلط ہو اس لیئے کہ ہم مولوی نہین ہین) وہ فرماتے ہین کہ ہمنے اپنی جہالت اور ہوای نفسانی سے جعلنا کو متعدی الی المفعولین ٹھہرایا ہے حالانکہ وہ متعدی الی مفعول واحد ہے *

مگر یہہ ارقام نہین فرمایا کہ اس مقام پر جعلنا کو متعدی الی مفعول واحد قرار دینے کی اُنپر کوئی وحی نازل ہوئی ہے اور کیون اُسکا متعدی الی المفعولین ہونا ناجائز ٹھہرایا ہے مگر چند جیسے جاہلون نے تو جعلنا کو اس مقام پر متعدی الی مفعولین مانا ہے *

تفسیر معالم التنزیل والا لکھتا ہے وجعلنا سراجا یعنی الشمس وہاجا مضیأ پس اسنے ایک مفعول سراج کو یعنی شمس اور دوسرا مفعول وہاج کو قرار دیا ہے *

پہر تفسیر ابن عباس کے مصنف نے بہی جہالت کی ہے کہ وجعلنا سراجا وھاجا شمسا مضیا بیان کیا ہے اور جعلنا کو متعدی الی المفعولین مانا ہے *

بیشک خدا نے بہی غلطی کی ہے کہ اوپر سے برابر جعلنا کو متعدی الی المفعولین کہتا چلا آتا تہا - الم نجعل - الارض - مہادا - والجبال - اوتادا - وجعلنا - نومکم - سباتا - وجعلنا - اللیل - لباسا - وجعلنا - النہار - معاشا - پہر اخیر مین بہی وجعلنا کو متعدی الی المفعولین کہدیا کہین تو متعدی الی مفعول واحد بولا ہوتا اگر درحقیقت خدا مین قصور کا تقصیر وار ہو تو ہم بہی اس جعلنا کو اس جگہہ متعدی الی مفعول واحد تسلیم کرلین گے *

سبعا کا مضاف الیہ محذوف بلاشبہہ ممکن ہے کہ سموات ہو جیسا کہ تمام مفسرین نے مانا ہے لیکن جو کہ اُنکے ذہن مین بتقلید یونانیان جما ہوا تہا کہ آسمان سات ہین اور اونکا جسم شدید صلب بلورین ہے کہ خرق والتیام کے بہی قابل نہین اُسی خیال سے اُنہون نے سبعا کا مضاف الیہ سموات کو قرار دیا ہے ورنہ اُنپر کوئی وحی نازل نہین ہوئی تہی کہ مضاف الیہ محذوف سموات ہے غایت یہہ ہے کہ کوئی قرینہ ہوگا باستدلال آیت "اانتم اشد خلقا ام السماء بناھا" لیکن یہہ استدلال ایسا نہین ہے کہ باوجود موجود ہونے دوسرے قرینہ کے بہی کوئی اور مضاف الیہ محذوف اُسکا نہ مانا جاوے *

خدا تعالی نے شروع آیت مین سات کا ذکر کیا اور اُسکے ساتہہ سورج کا ذکر فرمایا پس یہہ کیسا صاف قرینہ ہے کہ وہ سات وہی ہین جن مین کا ایک سورج ہے اور سورج اُنہی سات

مین کا ایک ہے پس ایسے صاف اور روشن قرینے سے جو سورج کی مانند چمکتا ہے
سبعاً کا مضاف الیہ کواکب اور جعلنا کو متعدی الی المفعولین اور اُسکا مفعول اول اُنہین
قرار دیتے ہین اور جو کہ اُسکے حذف پر صاف قرینہ دلالت کرتا تہا اس لیئے اُسکا حذف
نہایت فصیح تہا صاف صاف معنی خدا کے کلام کے تو یہی ہین پہر یونانیون کی تقلید
کرنے والے چاہین مانین چاہین نہ مانین *

واضح ہو کہ اگر ہم اس تمام تقریر سے قطع نظر کرین اور سبعاً کا مضاف الیہ سموات ہی تسلیم
کرین اور سبع سموات سے بہی سموات ہی مراد لین اور اشد کے لفظ کو بہی نسبت سموات ہی
کے تسلیم کر لین تو بہی آسمانون کا جسم یونانیون کے آسمانون کا سا جسم یا ویسا جسم جیسا
کہ تیرہوین صدی کے مولوی قرار دینا چاہتے ہین ثابت نہین ہوتا چنانچہ اس کی بحث
آگے آوے گی *

۲- اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰۤی اَنْ
یَّخْلُقَ مِثْلَھُمْ - اسرائیل آیت ۱۰۱ *

ترجمہ - کیا نہین دیکہا تم نے کہ جس اللہ نے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو
طاقت رکہتا ہے اس بات پر کہ پیدا کرے اُنکی مانند *

کیا فائدہ ہے اس آیت سے اور خدا کی قدرت پر کیونکر اقرار ہو سکتا ہے اگر وہ سموات
جنکا اس مین ذکر ہے ہمکو دکہائی نہین دیتے بلاشبہہ اس مقام مین بہی سموات سے کواکب
مراد ہین جنکو ہم دیکہتے ہین اور خدا کی قدرت کا اقرار کرتے ہین *

پہر تفسیر ابن عباس کے مصنف نے بہی جہالت کی ہے کہ وجعلنا سراجا وھاجا شمسا مضیئا بیان کیا ہے اور جعلنا کو متعدی الی المفعولین مانا ہے *

بیشک خدا نے بہی غلطی کی ہے کہ اوپر سے برابر جعلنا کو متعدی الی المفعولین کہتا چلا آتا تہا ۔ الم نجعل ۔ الارض ۔ مھادا ۔ والجبال ۔ اوتادا ۔ وجعلنا ۔ نومکم سباتا ۔ وجعلنا ۔ اللیل ۔ لباسا ۔ وجعلنا ۔ النھار ۔ معاشا ۔ پہر اخیر مین بہی وجعلنا کو متعدی الی المفعولین کہہ دیا کہین تو متعدی الی مفعول احد بولا ہوتا اگر در حقیقت خدا این قصور کا تقصیروار ہو تو ہم بہی اس جعلنا کو اس جگہہ متعدی الی مفعول واحد تسلیم کرلین گے *

سبعا کا مضاف الیہ محذوف بلاشبہہ ممکن ہے کہ سموات ہو جیسا کہ تمام مفسرون نے مانا ہے لیکن جو کہ اُنکے ذہن مین تقلید یونانیان جما ہوا تہا کہ آسمان سات ہین اور اونکا جسم شدید صلب بلورین ہے کہ خرق والتیام کے بہی قابل نہین اُسی خیال سے اُنہون نے سبعا کا مضاف الیہ سموات کو قرار دیا ہے ورنہ اُنپر کوئی وحی نازل نہین ہوئی تہی کہ مضاف الیہ محذوف سموات ہے غایت یہہ ہے کہ کوئی قرینہ ہوگا باستدلال آیت "ءانتم اشد خلقا ام السماء بناھا" لیکن یہ استدلال ایسا نہین ہے کہ باوجود موجود ہونے دوسرے قرینہ کے بہی کوئی اور مضاف الیہ محذوف اُسکا نہ مانا جاوے *

خداتعالی نے شروع آیت مین سات کا ذکر کیا اور اُسکے ساتہہ سورج کا ذکر فرمایا پس یہہ کیسا صاف قرینہ ہے کہ وہ سات وہی ہین جن مین کا ایک سورج ہے اور سورج اُنہی سات

مین کا ایک ہے پس ایسے صاف اور روشن قرینے سے جو سورج کی مانند چمکتا ہے
سبعًا کا مضاف الیہ کواکب اور جعلنا کو متعدی الی المفعولین اور اُسکا مفعول اول حذف مین
قرار دیتے ہین اور جو کہ اُسکے حذف پر صاف قرینہ دلالت کرتا تہا اس لیئے اُسکا حذف
نہایت فصیح تہا صاف صاف معنی خدا کے کلام کے تو یہی ہین پہر یونانیون کی تقلید
کرنے والے چاہین مانین چاہین نہ مانین*

واضح ہو کہ اگر ہم اس تمام تقریر سے قطع نظر کرین اور سبعًا کا مضاف الیہ سموات ہی تسلیم
کرین اور سبع سموات سے بہی سموات ہی مراد لین اور اشد کے لفظ کو بہی نسبت سموات ہی
کے تسلیم کرلین تو بہی آسمانون کا جسم یونانیون کے آسمانون کا سا جسم یا ویسا جسم جیسا
کہ تیرہوین صدی کے مولوی قرار دینا چاہتے ہین ثابت نہین ہوتا چنانچہ اس کی بحث
آگے آوے گی*

۲- اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰۤی اَنْ
یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ- اسرائیل آیت ۱۰۱*

ترجمہ- کیا نہین دیکہا تم نے کہ جس اللہ نے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو
طاقت رکہتا ہے اس بات پر کہ پیدا کرے اُنکی مانند*

کیا فائدہ ہے اس آیت سے اور خدا کی قدرت پر کیونکر اقرار ہو سکتا ہے اگر وہ سموات
جنکا اس مین ذکر ہے ہمکو دکہائی نہین دیتے بلاشبہ اس مقام مین بہی سموات سے کواکب
مراد ہین جنکو ہم دیکہتے ہین اور خدا کی قدرت کا اقرار کرتے ہین*

پہر تفسیر ابن عباس کے مصنف نے بہی جہالت کی ہے کہ وجعلنا سراجا
وھاجا شمسًا مضیئًا بیان کیا ہے اور جعلنا کو متعدی الی المفعولین مانا ہے *
بیشک خدا نے بہی غلطی کی ہے کہ اوپر سے برابر جعلنا کو متعدی الی المفعولین کہتا
چلا آتا تہا - الم نجعل - الارض - مھادا - والجبال - اوتادا - وجعلنا - نومکم
سباتا - وجعلنا - اللیل - لباسًا - وجعلنا - النھار - معاشا - پہر
اخیر مین بہی وجعلنا کو متعدی الی المفعولین کہہ دیا کہین تو متعدی الی مفعول واحد
بولا ہوتا اگر درحقیقت خدا این قصور کا تقصیروار ہو تو ہم بہی اس جعلنا کو اس جگہہ متعدی
الی مفعول واحد تسلیم کرلین گے *
سبعًا کا مضاف الیہ محذوف بلاشبہہ ممکن ہے کہ سموات ہو جیسا کہ تمام مفسرین نے
مانا ہے لیکن جو کہ اُنکے ذہن مین تقلید یونانیان جما ہوا تہا کہ آسمان سات ہین اور اونکا
جسم شدید صلب بلورین ہے کہ خرق والتیام کے بہی قابل نہین اُسی خیال سے اُنہون نے
سبعًا کا مضاف الیہ سموات کو قرار دیا ہے ورنہ اُنپر کوئی وحی نازل نہین ہوئی تہی کہ مضاف الیہ
محذوف سموات ہے غایت یہہ ہے کہ کوئی قرینہ ہوگا باستدلال آیت " اانتم اشد
خلقًا ام السّماء بناھا " لیکن یہ استدلال ایسا نہین ہے کہ باوجود موجود ہونے
دوسرے قرینہ کے بہی کوئی اور مضاف الیہ محذوف اُسکا نہ مانا جاوے *
خدا تعالی نے شروع آیت مین سات کا ذکر کیا اور اُسکے ساتہہ سورج کا ذکر فرمایا پس
یہہ کیسا صاف قرینہ ہے کہ وہ سات وہی ہین جن مین کا ایک سورج ہے اور سورج اُنہی سات

مین کا ایک ہے پس ایسے صاف اور روشن قرینے سے جو سورج کی مانند چمکتا ہے
سبعًا کا مضاف الیہ کواکب اور جعلنا کو متعدی الی المفعولین اور اُسکا مفعول اول احدہین
قرار دیتے ہین اور جوکہ اُسکے حذف پر صاف قرینہ دلالت کرتا تہا اس لیئے اُسکا حذف
نہایت فصیح تہا صاف صاف معنی خدا کے کلام کے تو یہی ہین پہر یونانیون کی تقلید
کرنے والے چاہین مانین چاہین نہ مانین *

واضح ہو کہ اگر ہم اس تمام تقریر سے قطع نظر کرین اور سبعًا کا مضاف الیہ سموات ہی تسلیم
کرین اور سبع سموات سے بہی سموات ہی مراد لین اور اشد کے لفظ کو بہی نسبت سموات ہی
کے تسلیم کرلین تو بہی آسمانون کا جسم یونانیون کے آسمانون کا سا جسم یا ویسا جسم جیسا
کہ تیرہوین صدی کے مولوی قرار دینا چاہتے ہین ثابت نہین ہوتا چنانچہ اس کی بحث
آگے آوے گی *

۲- اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ
يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ - اسرائیل آیت ۱۰۱ *

ترجمہ - کیا نہین دیکہا تم نے کہ جس اللہ نے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو
طاقت رکہتا ہے اس بات پر کہ پیدا کرے اُنکی مانند *

کیا فائدہ ہے اس آیت سے اور خدا کی قدرت پر کیونکر اقرار ہو سکتا ہے اگر وہ سموات
جنکا اس مین ذکر ہے ہمکو دکہائی نہین دیتے بلاشبہ اس مقام مین بہی سموات سے کواکب
مراد ہین جنکو ہم دیکہتے ہین اور خدا کی قدرت کا اقرار کرتے ہین *

پہر تفسیر ابن عباس کے مصنف نے بہی جہالت کی ہے کہ وجعلنا سراجا وھاجا شمسًا مضیئًا بیان کیا ہے اور جعلنا کو متعدی الی المفعولین مانا ہے *

بیشک خدا نے بہی غلطی کی ہے کہ اوپر سے برابر جعلنا کو متعدی الی المفعولین کہتا چلا آتا تہا - المہ نجعل - الارض - مہادا - والجبال - اوتادا - وجعلنا - نومکم سباتا - وجعلنا - اللیل - لباسًا - وجعلنا - النھار - معاشا - پہر اخیر مین بہی وجعلنا کو متعدی الی المفعولین کہہ دیا کہین تو متعدی الی مفعول احد بولا ہوتا اگر درحقیقت خدا این قصور کا تقصیر وار ہو تو ہم بہی اس جعلنا کو اس جگہہ متعدی الی مفعول واحد تسلیم کرلین گے *

سبعًا کا مضاف الیہ محذوف بلاشبہہ ممکن ہے کہ سموات ہو جیسا کہ تمام مفسرین نے مانا ہے لیکن جو کہ اُنکے ذہن مین تقلید یونانیان جما ہوا تہا کہ آسمان سات ہین اور اونکا جسم شدید صلب بلورین ہے کہ خرق والتیام کے بہی قابل نہین اُسی خیال سے اُنہون نے سبعًا کا مضاف الیہ سموات کو قرار دیا ہے ورنہ اُنپر کوئی وحی نازل نہین ہوئی تہی کہ مضاف الیہ محذوف سموات ہے غایت یہہ ہے کہ کوئی قرینہ ہوگا باستدلال آیت ”ءانتم اشد خلقًا ام السّماء بناھا“ لیکن یہہ استدلال ایسا نہین ہے کہ باوجود موجود ہونے دوسرے قرینہ کے بہی کوئی اور مضاف الیہ محذوف اُسکا نہ مانا جاوے *

خدا تعالی نے شروع آیت مین سات کا ذکر کیا اور اُسکے ساتہہ سورج کا ذکر فرمایا پس یہہ کیسا صاف قرینہ ہے کہ وہ سات وہی ہین جن مین کا ایک سورج ہے اور سورج اُنہی سات

مین کا ایک ہے پس ایسے صاف اور روشن قرینے سے جو سورج کی مانند چمکتا ہے
سبعًا کا مضاف الیہ کواکب اور جعلنا کو متعدی الی المفعولین اور اُسکا مفعول اول احدہین
قرار دیتے ہین اور جو کہ اُسکے حذف پر صاف قرینہ دلالت کرتا تہا اس لیئے اُسکا حذف
نہایت فصیح تہا صاف صاف معنی خدا کے کلام کے تو یہی ہین پہر یونانیون کی تقلید
کرنے والے چاہین مانین چاہین نہ مانین *

واضح ہو کہ اگر ہم اس تمام تقریر سے قطع نظر کرین اور سبعًا کا مضاف الیہ سموات ہی تسلیم
کرین اور سبع سموات سے بہی سموات ہی مراد لین اور اشد کے لفظ کو بہی نسبت سموات ہی
کے تسلیم کر لین تو بہی آسمانون کا جسم یونانیون کے آسمانون کا سا جسم یا ویسا جسم جیسا
کہ تیرہوین صدی کے مولوی قرار دینا چاہتے ہین ثابت نہین ہوتا چنانچہ اس کی بحث
آگے آوے گی *

۲- اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰۤی اَنْ
یَّخْلُقَ مِثْلَھُمْ - اسرائیل آیت ۱۰۱ *

ترجمہ- کیا نہین دیکہا تم نے کہ جس اللہ نے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو
طاقت رکہتا ہے اس بات پر کہ پیدا کرے اُنکی مانند *

کیا فائدہ ہے اس آیت سے اور خدا کی قدرت پر کیونکر اقرار ہو سکتا ہے اگر وہ سموات
جنکا اس مین ذکر ہے ہمکو دکہائی نہین دیتے بلاشبہ اس مقام مین بہی سموات سے کواکب
مراد ہین جنکو ہم دیکہتے ہین اور خدا کی قدرت کا اقرار کرتے ہین *

۳- اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ - ابراہیم آیت ۲۲*

ترجمہ - کیا تونے نہین دیکھا کہ پیدا کیا اللہ نے آسمانون کو یعنی کواکب کو اور زمین کو جیسا چاہیئے *

اس آیت مین بھی جبتک سموات سے ایسی چیزین مراد نہ لی جاوین جو حقیقت مین دکھائی دیتی ہون اُس وقت تک خدا تعالی کی قدرت کے اثبات پر دلیل نہین ہو سکتی*

۴- اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا - نوح آیت ۱۵ و ۱۶ *

ترجمہ - کیا تمنے نہین دیکھا کہ کس طرح پیدا کیا اللہ نے سات یا متعدد آسمانون یعنی کواکب کو تلے اوپر اور کیا اُن مین چاند کو نور اور کیا سورج کو چراغ روشن *

اس آیت مین بھی ہمکو وہی بحث ہے جو پہلی آیت مین کی ہے اور جس طرح اور جس دلیل سے ہمنے سورۃ الملک کی آیت مین سموات سے کواکب مراد لیے ہین اسی طرح اس مقام پر بھی لیتے ہین شمس و قمر اُن کواکب کے مغائر نہین ہین کیونکہ اس مقام پر بلفظ فی سے داخل ہونا شمس و قمر کا اُنہین اعداد سبع مین پایا جاتا ہے قال اللہ تبارک و تعالی من لسان ابراہیم علیہ السلام رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ - یعنی اے ہمارے پروردگار اُٹھا اُن مین ایک رسول اُنہی مین سے الخ *

۵- اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى۔ الرعد آیت ۲ *

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے جسنے بلند کیا آسمانون کو بغیر ستون کے کہ دیکھو تم اُسکو پھر

ٹھہرا عرش پر اور فرمانبردار کیا سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے معین مدت مین *

۲۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا۔ لقمان آیت ۹ *

ترجمہ۔ پیدا کیا اللہ نے آسمانون کو بغیر ستون کے کہ دیکھو تم اُسکو *

ان دونون آیتون مین خدا تعالی اپنی قدرت کاملہ اس طرح پر ثابت کرتا ہے کہ اُسنے سموات کو بغیر ستون کے بلند کیا ہے جبتک کہ وہ سموات بغیر ستون کے بلند ہوے نہ دکھائی دین اُس وقت تک اُس قدرت کا ثبوت نہین ہوسکتا *

پس اس جگہہ سموات سے خواہ یونانیون والے مجسم آسمان مراد لو خواہ تیرہوین صدی کے مولویون والے خواہ محل سیر کواکب مگر اُن مین سے کوئی بھی مرئی نہین ہے پس اگر لفظ سموات کو بجای لفظ سمار کے سمجھو اور اُس سے یہہ نیلی چھت مراد لو تو ہمکو کچھہ کلام نہین لیکن اگر اُسکو معنی جمع قرار دو جیسا کہ ظاہر لفظ مین سے ہے تو ہم اُس سے بھی کواکب مراد لینگے اُسی دلیل سے جس سے کہ پہلی آیتون مین لیے ہین تا کہ دلیل پوری ہوجاوے *

شمس و قمر بھی اُنہی سموات یعنی کواکب مین داخل ہین مگر چونکہ وہ بہ نسبت دیگر کواکب کے زیادہ عظیم الشان ہمکو معلوم ہوتے ہین اور وہ چلتے ہوے بھی ہر ایک کو محسوس ہوتے ہین اس لیے اپنے کمال قدرت کو زیادہ تر ظاہر کرنے کو فرمایا کہ وہ بھی خدا کے فرمانبردار ہین *

مولوی مہدیعلی صاحب نے جواب نئے آرٹیکل مین عمد غیر مرئی کی نسبت ایک محققانہ

گفتگو کی تھی اُسکی نسبت بعض اکابر نے اپنی تحریر مین مکابرہ کیا ہے ہمنے اسکو بغور دیکھا
اور مولوی مہدیعلی صاحب کی زبان نے صرف اتنا ہی کہنا مناسب سمجھا کہ "شعر مرا
بہ مدرسہ کہ برد *

علاوہ ان آیتون کے اور بہی آیتین ہین جنمین سموات کے لفظ سے کواکب مراد لینا بہ نسبت
آسمانون کے زیادہ تر مناسب ہے مگر ہم انہین آیتون پر بس کرتے ہین *

تحقیق الفاظ آیات

جمہور فلاسفہ اور اصحاب علم ہیئت آسمان کی نسبت بیان کرتے ہین کہ " انہا اجرام
صلبة لا ثقيلة ولا خفيفة غير قابلة الخرق والالتيام والنمو والذبول"
یعنی آسمان سخت اجرام ہین نہ بوجہل ہین اور نہ ہلکے ہین پہٹنے اور جڑنے اور بڑہنے
اور گہٹنے کے قابل نہین ہین - اس حقیقت اور ایسے وجود سموات کے ہم بالکل منکر ہین *
علمای معقول اور منقول سماء و فلک دونون کو ایک سمجھتے ہین جیسا کہ امام فخرالدین
رازی نے بہی تفسیر کبیر مین تحت تفسیر آیہ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ کے فلک اور سماء مین
کچھہ تفرقہ نہین کیا ہے بلکہ دونون کو ایک سمجھا ہے پس جو بحث کہ اُنہون نے فلک کی
حقیقت مین کی ہے وہ بحث گویا سماء کی اور سموات کی حقیقت مین ہے چنانچہ اُنہون نے
مفصلہ ذیل مذہب نسبت اُسکے نقل کیے ہین *

" قال بعضهم الفلك ليس بجسم وانما هو مدار هذه النجوم وهو
قول الضحاك وقال الاكثرون هي اجسام تدور النجوم عليها وهذا اقرب

الی ظاهر القرآن - ثم اختلفوا فی کیفیته فقال بعضهم الفلك موج مكفوف تجری الشمس والقمر والنجوم فیه وقال الکلبی ماء مجموع تجری فیه الکواکب"

یعنی بعضون کا قول ہے کہ فلک یعنی آسمان کا کوئی جسم نہین ہے بلکہ وہ ستارون کے چکر کی جگہہ ہے اور یہہ قول ضحاک کا ہے اور اکثر عالم مفسر یہہ کہتے ہین کہ اُنکا جسم ہے اور ستارے اُنکے اوپر پہرتے ہین (جیسے کہ گیند پر چیونٹی) اور یہی معنی قرآن کے الفاظ سے نہایت قریب ہین اُسکے بعد پہر عالمون اور مفسرون نے اس بات مین کہ پہر وہ کیسے ہین اختلاف کیا ہے بعضون کا قول ہے کہ فلک یعنی سماء پانی کا بُلبُلہ ہے سورج اور چاند اور ستارے اُسمین پہرتے ہین اور کلبی کا یہ قول ہے کہ پانی جمع ہوگیا ہے اُسمین ستارے بہتے ہین *

پہر امام صاحب لکہتے ہین کہ " والحق انه لاسبیل الی معرفة صفات السموات الا بالخبر" یعنی سچ یہہ ہے کہ آسمانون کی صفت معلوم کرنے کے لیے بجز وحی کے کوئی راہ نہین ہے (بشرطیکہ وحی کے معنی سمجھنے مین غلطی نہو) *

اخیر کو امام صاحب نے یہ فیصلا کیا ہے کہ " والذی یدل علیه لفظ القرآن ان تکون الافلاك واقفة والکواکب تکون جاریة فیها کما تسبح السمکة فی الماء"

یعنی وہ بات جو قرآن کے لفظون سے پائی جاتی ہے وہ یہہ ہے کہ افلاک یعنی آسمان تو ٹہہرے ہوے ہون اور ستارے اوس مین بہتے ہون جیسے کہ مچھلی پانی مین تیرتی ہے *

ہمنے جو کچھہ کہا ہے وہ انہین علماء کے اقوال سے نہایت قریب ہے حقیقت

کا دور ہونا بھی ہم نہین چاہتے مگر یہہ بات کہ وہ اجرام صلب ہین محض غلط ہے اسکو
بہی ہم نہین مانتے کہ وہ گیند کی طرح ایک جسم ہین اور ستارے اُنپر پہرتے ہین جیسے کہ
گیند پر چیونٹی یا گنبد پر اخروٹ اور ان دونون باتون کو اس لیے نہین مانتے کہ قرآن مجید سے
اُنکا ایسا جسم یا اُنکی ایسی حقیقت ثابت نہین ہوتی *

باقی رہی یہ بات کہ وہ پانی کے بلبلہ کی مانند ہین یا پانی اکٹھا ہوگیا ہے یعنی وہ ایک ایسے
جسم لطیف سیال ہین جو کواکب کی سیر و حرکت کو مانع نہین ہین - اگر کوئی شخص اُن کے
ایسے جسم ہونے کا دعوی کرے تو ہم اُسکو اسقدر جواب دینگے کہ ہونگے مگر ہم ایسے جسم
ہونے کا بہی دعوی نہین کرینگے دو وجہ سے اول اس لیئے کہ ایسے جسم ہونے کے ثبوت
کے لیئے ہمارے پاس کوئی دلیل نہین - دوسرے اس سے لیئے کہ قرآن مجید مین
جو کچھہ بیان ہوا ہے اُس سے نہ ایسے وجود کا ہونا پایا جاتا ہے اور نہ اُسکے تسلیم کرنے
کی ضرورت معلوم ہوتی ہے *

پس علاوہ اُن چیزون کے جن پر سماء کے لفظ کا اطلاق ہوا ہے ہمنے سماء کے
معنی فضای محیط کے قرار دیے ہین اور اُسکے درجات یا طبقات کو جو بسبب حدوث
اور وجود دیگر اشیاء کے اس فضای محیط مین اوپر تلے یا طبقہ بعد طبقہ پیدا ہوگئے ہین
سموات کہا ہے تو اب ہمکو ضرور ہے کہ ہم اسبات کو بہی بیان کرین کہ جو معنی ہمنے لفظ سماء
یا سموات کے قرار دیئے ہین یا جن معنون مین اونکا اطلاق ہونا بیان کیا ہے کوئی لفظ کسی
آیت کا آیات قرآن مجید سے اُسکے مخالف نہین ہے اس بیان سے یہہ بہی ثابت ہے،

کہ ہم وجود سموات سے کے منکر نہین ہین کیونکہ اس فضاے محیط یا اُسکے طبقات کا وجود مخلوق ہے
قسم اول کی آیتون ہین یعنی جن مین لفظ سما کا بمعنی ابر و بادل کے اطلاق ہوا ہے
کوئی لفظ ایسا نہین ہے جو بحث کے قابل ہو اور جس سے اُن معنون مین شبہہ پڑ سکتا
ہو ہان صرف ایک اخیر کی آیت وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجۡعِ شاید بحث کے لائق ہو کیونکہ
ہمارے زمانہ کے علما رشاید اسکو یونانیون الا آسمان قرار دیکر اُس سے آسمان کی
گردش اور زمین کے سکون قرار دینے پر متوجہ ہون *
مگر ہم سمجھتے ہین کہ جمہور مفسرین نے بھی اس آیت مین لفظ سمار سے بادل مراد
لی ہے صرف ابن زید کا ایک قول منقول ہوا ہے جس سے یونانیون الا آسمان
مراد ہو سکتا ہے مگر اُس قول کو مفسرین نے نہین مانا *
تفسیر کبیر مین لکھا ہے "اما قوله والسماء ذات الرّجع فنقول قال الزجاج
الرجع المطر لانه يجيي ويتكرر واعلم ان كلام الزجاج وسائر ائمة اللغة
صريح فى ان الوجع ليس اسما موضوعا للمطر بل سمے رجعا على سبيل المجاز
ولحسن هذه المجاز وجوه (احدها) قال القفال كانه من ترجيع الصوت
وهو اعادته ووصل الحروف به فكذا المطر لكونه عائد امرة بعد اخرى
سمے رجعا (وثانيها) ان العرب كانو يزعمون ان السحاب يحمل الماء من
بحار الارض ثم يرجعه الى الارض (وثالثها) انهم ارادوا التفاؤل
فسموه رجعا ليرجع (ورابعها) ان المطر يرجع فى كل عام اذا عرفت

سما اور سموات کی ہم نہین جانتے مگر یہہ بات کہ وہ اجرام صلب ہین محض غلط ہے اسکو
بھی ہم نہین مانتے کہ وہ گیند کی طرح ایک جسم ہین اور ستارے اُنپر بھرتے ہین جیسے کہ
گیند پر چیونٹی یا گنبد پر اخروٹ اور ان دونون باتون کو اس لیے نہین مانتے کہ قرآن مجید سے
اُنکا ایسا جسم یا اُنکی ایسی حقیقت ثابت نہین ہوتی *

باقی رہی یہ بات کہ وہ پانی کے بلبلہ کی مانند ہین یا پانی اکٹھا ہو گیا ہے یعنی وہ ایک ایسے
جسم لطیف سیال ہین جو کواکب کی سیر و حرکت کو مانع نہین ہین - اگر کوئی شخص اُن کے
ایسے جسم ہونے کا دعوی کرے تو ہم اُسکو اسقدر جواب دینگے کہ ہونگے مگر ہم ایسے جسم
ہونے کا بھی دعوی نہین کرینگے دو وجہ سے اول اس لیئے کہ ایسے جسم ہونے کے ثبوت
کے لیئے ہمارے پاس کوئی دلیل نہین - دوسرے اس سے لیئے کہ قرآن مجید مین
جو کچھہ بیان ہوا ہے اُس سے نہ ایسے وجود کا ہونا پایا جاتا ہے اور نہ اُسکے تسلیم کرنے
کی ضرورت معلوم ہوتی ہے *

پس علاوہ اُن چیزون کے جن پر سمار کے لفظ کا اطلاق ہوا ہے ہمنے سمار کے
معنی فضای محیط کے قرار دیے ہین اور اُسکے درجات یا طبقات کو جو بسبب حدوث
اور وجود دیگر اشیار کے اس فضای محیط مین اوپر تلے یا طبقہ بعد طبقہ پیدا ہو گئے ہین
سموات کہا ہے تو اب ہمکو ضرور ہے کہ ہم اسبات کو بھی بیان کرین کہ جو معنی ہمنے لفظ سمار
یا سموات کے قرار دیئے ہین یا جن معنون مین اونکا اطلاق ہونا بیان کیا ہے کوئی لفظ کسی
آیت کا آیات قرآن مجید سے اُسکے مخالف نہین ہے اس بیان سے یہہ بھی ثابت ہے،

کہ ہم وجود سموات کے منکر نہیں ہین کیونکہ اس فضاے محیط یا اُسکے طبقات کا وجود مخلوق ہے

قسم اول کی آیتون مین یعنی جن مین لفظ سما کا بمعنی ابر و بادل کے اطلاق ہوا ہے

کوئی لفظ ایسا نہین ہے جو بحث کے قابل ہو اور جس سے اُن معنون مین شبہہ پڑ سکتا

ہو ہان صرف ایک اخیر کی آیت وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ شاید بحث کے لائق ہو کیونکہ

ہمارے زمانہ کے علما شاید اسکو یونانیون کا آسمان قرار دیکر اُس سے آسمان کی

گردش اور زمین کے سکون قرار دینے پر متوجہ ہون *

مگر ہم سمجھتے ہین کہ جمہور مفسرین سنے بھی اس آیت مین لفظ سما سے بادل مراد

لی ہے صرف ابن زید کا ایک قول منقول ہوا ہے جس سے یونانیون کا آسمان

مراد ہو سکتا ہے مگر اُس قول کو مفسرین نے نہین مانا *

تفسیر کبیر مین لکھا ہے " اما قوله والسماء ذات الرَّجع فنقول قال الزجاج

الرجع المطر لانه یجیی ویتکرر واعلم ان کلام الزجاج وسائر ائمة اللغة

صریح فی ان الرجع لیس اسما موضوعا للمطر بل سمے رجعا علی سبیل المجاز

ولحسن هذه المجاز وجوه (احدها) قال القفال کانه من ترجیع الصوت

وهو اعادته ووصل الحروف به فکذا المطر لکونه عائدا مرة بعد اخرے

سمے رجعا (وثانیها) ان العرب کانو یزعمون ان السحاب یحمل الماء من

بحار الارض ثم یرجعه الی الارض (وثالثها) انهم ارادوا التفاؤل

فسموه رجعا لیرجع (ورابعها) ان المطر یرجع فی کل عام اذا عرفت

هذا فنقول للمفسرين اقوال (احدها) قال ابن عباس والسماء ذات الرجع ای ذات المطر یرجع المطر بعد مطر و (ثانیها) رجع السماء اعطاء الخیر الذی یکون من جهتها حالا بعد حال علی مرور الازمان ترجعه رجعا ای تعطیه مرة بعد مرة (و ثالثها) قال ابن زید هو انها ترد و ترجع شمسها و قمرها بعد مغیبهما و القول هو الاول"*

یعنی ہم کہتے ہین کہ والسماء ذات الرجع مین جو لفظ رجع کا ہے اُس کے معنی زجاج نے مینہ کے لیے ہین کیونکہ مینہ آتا ہے اور پھر پھر کر آتا ہے - یہہ بات جان لینی چاہیئے کہ زجاج کے اور تمام لغت کے عالمون کے کلام مین اس بات کی تصریح ہے کہ لفظ رجع مینہ کے لیے نہین بنایا گیا ہے یعنی اُسکے لغوی معنی مینہ کے نہین ہین بلکہ مجازاً بطور مینہ کے نام کے بولا جاتا ہے اور مجازاً مینہ کا نام رجع رکھنے مین کئی خوبیان ہین - اول یہہ کہ قفال کا قول ہے کہ رجع کا لفظ گویا ترجیع الصوت سے لیا ہے جسکو گانے والے گٹکری کہتے ہین اور گٹکری آواز کا پھیرنا اور اُس سے حرفون کا کئی مین ملانا ہے اور یہی حال مینہ کا ہے پس اُسکے برسنے اور پھر برسنے کے سبب رجع اُسکا نام رکھہ دیا گیا ہے - دوسرے یہہ کہ اہل عرب سمجھتے تہے کہ بادل زمین کے دریاؤن مین سے پانی لیجاتے ہین اور پھر زمین کو پھیر دیتے ہین - تیسرے یہہ کہ اُنھون نے نیک فال کے ارادہ سے مینہ کا نام رجع رکھا ہے تاکہ پھر آوے - چوتہے یہہ کہ مینہ ہر برس پھر آتا ہے - اب کہ یہ بات جان لی گئی

توہم کہتے ہین کہ مفسرون کے کئی قول ہین اول ابن عباس کا قول ہے کہ والسماء ذات الرجع کے معنی ہین ذات المطر یعنی مینہ والا پہیر لاتا ہے مینہ کو مینہ کے بعد دوسرے یہہ کہ رجع السماء سے وہ نیکی مراد ہے جو آسمان کی طرف سے بار بار زمانون کے گذر جانے پر بہی ہوتی رہتی ہے عرب بولتے ہین ترجعہ رجعا یعنی اُسکو دیتا ہے بار بار تیسرا ابن زید کا قول ہے وہ کہتے ہین کہ آسمان لیجاتا ہے اور پہر لاتا ہے اپنے سورج اور چاند کو اُنکے چہپ جانے کے بعد مگر پہلی بات ٹہیک ہے *

باایں ہمہ ہم خود سیاق و سباق کلام خدا پر غور کر سکتے ہین اُسکے دونون جملون کے ملانے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نہایت فصاحت اور خوبی سے بادلون کا اور اُسکے ساتہہ زمین کے اُگانے کا جو دونون لازم و ملزوم ہین بیان کیا ہے پہر چاہو لفظ رجع کے لغوی معنی لو خواہ مجازی معنی دونون حالتون مین مطلب ایک ہی رہتا ہے ہم خود بادلون کو دیکہتے ہین کہ جاتے آتے ہین یہان برستے ہین پہر وہان جا برستے ہین پہر یہان آ برستے ہین زمین کو سیراب کرتے ہین وہ طرح طرح کے پہل پہولون کو اُگاتی ہے *

ایک بہت بڑا معجزہ قرآن مجید کا یہہ ہے کہ خدا تعالی اجابجا نیچر کی خوبی انسان کو جتلاتا ہے اور اُس سے اپنی خدائی کے ثبوت پر دلیل لاتا ہے اور پہر اُس سے انسان کو روحانی نیکی حاصل کرنا سکہلاتا ہے فہو رب العرش العظیم سبحانہ و تعالی شانہ *

قسم دوم مین جو آیتین بیان ہوئی ہین اور جن مین لفظ سماء کا فضای محیط پر اطلاق ہوا ہے ان آیتونمین کئی لفظ بحث کے لائق ہین *

اول لفظ استوی" جسکو ہمنے اور اور مفسرون نے بمعنی خلق بیان کیا ہے پس لفظ استوا سے بحث کرنی گویا لفظ خالق سے بحث کرنی ہے اس لیے اس مقام پر اس لفظ سے بحث نہین کرتے کیونکہ آگے لفظ خلق سے پوری بحث کی جاویگی *

دوسرا لفظ بروج کا ہے - یہہ لفظ تین آیتون مین آیا ہے تبارك الذی جعل فی السّماء بروجًا وجعل فیہا سراجا وقمرا منیرا و لقد جعلنا فی السماء بروجا و زیّنّٰہا للنّٰاظرین - والسماء ذات البروج مگر یہہ لفظ ہمارے بیان کے مخالف نہین ہے اور نہ اس لفظ سے آسمان کا ایسا جسم جیسا کہ یونانی حکیمون نے مانا تہا اور جسکی تقلید علمای اسلام نے کی ہے ثابت ہوتا ہے *

بروج جمع ہے برج کی اور برج مشتق ہے تبرج سے جسکے معنی ظاہر ہونے کے ہین قال الامام فی تفسیرہ "اشتقاق البرج من التبرج لظہورہ" *

پس ان آیتون مین جو بروج کا لفظ آیا ہے مفسرین نے اُسکے تین معنی لیے ہین - اول ابن عباس کی روایت ہے کہ بروج سے مراد کواکب ہین قال الامام فی تفسیرہ - عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان البروج ہی الکواکب العظام - یعنی حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ یہی بڑے بڑے ستارے بروج ہین اور پہر دوسری جگہہ فرمایا ہے "البروج ہی عظام الکواکب سمیت بروجا لظہورہا" یعنی بروج یہی بڑے بڑے ستارے ہین اُن کا نام بروج اس لیے ہوا کہ وہ ظاہر ہین - لغات قرآن مین لکھا ہے "والسماء ذات البروج وہی ذات الکواکب العظام" یعنی آسمان برجون والے سے بڑے

بڑے ستارون و الامراد ہے - پس اگر یہی معنی بروج کے لیے جاوین تو لفظ بروج کا اُن معنون سے جو ہمنے سمار کے لیے ہین کچھ بھی مخالف نہین اور نہ ایسے معنی لینے سے یونانیون کے آسمان کا وجود ثابت ہوتا ہے *

دوسرے معنی بروج کے لیئے ہین منازل قمر یعنی نچھتر کے یا منازل سیارات کے جیسا کہ تفسیر کبیر مین ہے "اما البروج فہی منازل السیارات" اور دوسری جگہہ لکھا ہے " البروج ہی منازل القمر" *

تیسرے معنی بروج کے بروج السمار یعنی آسمان کے برجون کے لیے ہین چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے " انہا ھی البروج الاثنا عشر وھی مشہورۃ" اور لغات قرآن مین لکھا ہے" بروج السّماء منازل الشمس والقمر وھی اثنا عشر بروجا معروفۃ اولہا الحمل واٰخرھا الحوت" مگر حقیقت مین دوسرے اور تیسرے معنی ایک ہین کچھ ان مین فرق نہین ہے *

اب بروج اثنا عشر کی کیفیت بتلانی چاہیئے تا کہ معلوم ہو کہ جو معنی سمار کے ہمنے بیان کیے ہین بروج کا لفظ اُسکے منافی ہے یا نہین - جاننا چاہیئے کہ ابتدا مین جب اہل تنجیم یا اہل ہیئت نے اس علم کے مسائل پر غور کی تو اُنھون نے دیکھا کہ آفتاب سال بھر مین نقطۂ اعتدال سے طلوع و غروب مین تین مہینے تک جانب شمال میل کرتا جاتا ہے اور پھر تین مہینے تک جانب نقطۂ اعتدال رجوع کرتا آتا ہے اور جب اُس نقطہ پر پہونچ جاتا ہے تو تین مہینے تک جانب جنوب میل کرتا جاتا ہے اور پھر تین مہینے تک جانب نقطۂ اعتدال

رجوع کرتا ہے یہہ حال آفتاب کا تمام دنیا مین دکہائی دیتا تہا اور اس سبب سے وہ ستارے
جو طریق الشمس مین ہمیشہ پڑتے تہے بہ نسبت اور ستارون کے زیادہ معلوم ہوگئے تہے یعنی
اہل تنجیم بہ نسبت اور ستارون کے اُن سے زیادہ واقف ہوگئے تہے جب اُنہون نے اُن
ستارون پر غور کیا تو بہت سے ستارون کو ایک جگہہ ایک ایسی ترتیب سے پایا کہ اگر اُنکو
نقاط فرض کرکر خطوط وصل کیے جاوین تو ایک صورت اُس مین پیدا ہوتی ہے اور ایسا مجمع
ستارون کا بارہ موقعون پر اُن کو دکہائی دیا اور ہر ایک مجمع کی حد سے قریب ایک ایک
مہینہ مین آفتاب کا گذر ہوتا تہا۔ پس اہل تنجیم نے ستارون کے اُن بارہ مجمعون کو بارہ
صورتین قرار دین جیسے کہ اُن کواکب مین خطوط وصل کرنے سے پیدا ہوتی تہین اور ہر ایک
صورت کا ایک نام رکہہ دیا جو مشہور ہے اور جو کہ وہ کواکب کچہہ تو اس سبب سے کہ طریق الشمس
مین واقع تہے اور کچہہ اس سبب سے کہ اُن کے مجموعہ سے ایک صورت قرار دی گئی تہی
بہ نسبت اور کواکب کے زیادہ ظاہر اور زیادہ معلوم تہے اُنکے مجمع کا یا اُس صورت کا جو مجمع
کواکب سے خیال کی گئی تہی برج نام رکہا جو مشتق تبرج سے ہے پس نتیجہ یہہ ہوا کہ برج نام ہے
اُس خاص مجمع کواکب کا جو اُس فضای محیط مین میلان طریق الشمس مین بوضع خاص واقع
ہوئے ہین اس لیئے سماء کو ذات البروج کہنا کچہہ بہی منافی ہمارے کلام کا نہین ہے اور والسماء
ذات البروج کہنا بالکل ایسا ہے جیسے کہ والسماء ذات النجوم کہنا اور تبارک الذی جعل فی السماء
بروجا کہنا ایسا ہے جیسے کہ تبارک الذی جعل فی السماء نجوما کہنا اور ولقد جعلنا فی السماء بروجا
کہنا ایسا ہی ہے جیسے کہ ولقد جعلنا فی السماء نجوما کہنا *

*

بعد اس تقریر کے اہل تنجیم و اہل ہیئت یونانیہ کو ایک اور مشکل پیش آئی جس سے
انہون نے صور بروج کو فلک ہشتم پر اور تقسیم بروج کو فلک نہم پر مانا مگر یہہ مسائل علم ہیئت کے
ہین اُسکی بحث کا یہان موقع نہین ہے غرض کہ انہی کواکب کے مجمع کو جنسے صورت حمل و ثور
و جوزا و سرطان وغیرہ کی پیدا ہوتی ہین اہل عرب بروج کہتے تھے اور اُنکا کہنا صحیح تھا بس
قرآن مجید مین بھی اُنہی پر بروج کے لفظ کا اطلاق ہوا ہے جو ذرا بھی ہمارے بیان کے منافی
نہین ہے اور نہ کسی طرح لفظ بروج کا آسمان کے مجسم بجسم صلب بلورین ہونے کا مقتضی ہے*
تیسرا قابل بحث کے شاید لفظ قال ہو جو آیہ کریمہ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا
أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ مین واقع ہے*
مگر ہم نہین سمجھتے کہ اسمین کیا بحث کی جاویگی شاید یہہ بحث ہو کہ ہرگاہ سما سے فضا
محیط مرتفع مراد لی ہے اور وہان کسی لطیف جسم ہونے کا بھی دعوی نہین کیا گیا تو خلا
لازم آیا اور خلا امر وجودی نہین ہے بلکہ امر عدمی ہے تو وہ کیونکر قابل امر و لائق اطاعت
ہو سکتا ہے*
مگر یہہ خیال اگر کسی کو ہو تو صحیح نہین ہے کیونکہ ہمنے محل سیر کواکب کو سما قرار دیا ہے
اور وہ مکانیت سے خالی نہین اور مکان خالی عن المادہ امر وجودی ہے امر عدمی نہین ہے
باقی وہی بحث استعمال لفظ قال کی جو خدا کی طرف سے زمین کی نسبت اور آسمانون کی نسبت
کہا گیا اور اسیطرح زمین اور آسمان کی طرف قال کی نسبت کی گئی یہہ ایک جدا بحث ہے
جو ما نحن فیہ سے متعلق نہین*

چوتھا لفظ قابل بحث کے ابواب کا ہے جو آیت کریمہ لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ
میں واقع ہے - اس لفظ سے لوگ خیال کرتے ہونگے کہ آسمان میں دروازے ہیں اور جبتک
آسمان ایسا ہی مجسم نہو جیسے کہ یونانیون کا آسمان تو اُسمین دروازے اور کواڑ اور کنڈے
قفل کیونکر ہو سکتے ہین *

جن علمار کے ذہن مین آسمان کا جسم بہ تقلید یونانیان صلب بلورین جما ہوا تھا
اُنھون نے تو آسمان مین سچ مچ کے دروازے بنا دیے ہین لیکن علمای محققین نے
فتح ابواب سمار سے خیر و برکت مراد لی ہے چنانچہ اُن کا قول تفسیر کبیر مین اس طرح پر لکھا ہے -
فی قوله لا تفتح لهم ابواب السماء اقوال والقول الرابع لا تنزل عليهم البركة
والخير وهو ماخوذ من قوله ففتحنا ابواب السماء بماء منهمر یعنی اُنکے لیے آسمان
کے دروازے نہ کھولنے کی تفسیر مین مفسرون کے کئی قول ہین اُن مین سے ایک یہہ
قول ہے کہ لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ کے یہہ معنی ہین کہ اُن پر یعنی کافرون پر خیر
و برکت نہ نازل ہوگی اور یہی معنی ہمارے نزدیک صحیح ہین جو کسی طرح ہمارے بیان
کے مخالف نہین ہین *

سوائے ان الفاظ کے جو مذکور ہوے اور کوئی لفظ ان آیتون مین جو قسم دوم مین
داخل ہین قابل بحث کے نہین معلوم ہوتا *

قسم سوم مین جو آیتین بیان ہوئی ہین اور جن مین لفظ سمار کا اس نیلی چیز پر جو ہم کو دکھلائی
دیتی ہے اطلاق ہوا ہے اُن آیتون مین کئی لفظ بحث کے قابل ہین *

اول لفظ "باب" جو آیت کریمہ " وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ میں واقع ہے اور وہ پوری آیت یون ہے " وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ " *

یعنی اور اگر ہم کہول دین اُن پر دروازہ آسمان سے اور وہ ایسے ہوجاوین کہ سارے دن اُس مین چڑہتے ہین تو کہینگے کہ ہماری ڈہٹ بندی ہوی ہے نہین تو ہمپر جادو ہوا * لوگ خیال کرتے ہونگے کہ جب اس آیت مین آسمان کے دروازے کا ذکر ہے اور اُس مین چڑہنے کا بہی بیان ہے تو ضرور آسمان ایسا ہی مجسم ہے جیسا کہ یونانی بیان کرتے ہین *

مگر خود اس آیت سے آسمان مین دروازہ ہونے کا عدم امکان ثابت ہوتا ہے کیونکہ خدا تعالے ایک غیر ممکن بات کو فرض کرکر بیان فرماتا ہے کہ اگر آسمان مین دروازہ بہی کہل جاوے اور کافر اُس مین چڑہ بہی جایا کرین تب بہی ایمان نہ لاوین گے اور کہین گے کہ یا ہماری ڈہٹ بندی کی ہے یا ہمپر جادو کیا ہے پس اس آیت سے ہمارا مطلب ثابت ہوتا ہے نہ یونانیون کے مقلدون کا *

خدا تعالی کافرون کے حال مین اکثر غیر ممکن باتون کی نسبت فرمایا کرتا ہے کہ اگر یہہ بہی ہوجاوے تب بہی وہ نہ مانینگے جیسے کہ اس آیت مین فرمایا ہے " إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ " *

یعنی بیشک جنہون نے ہماری نشانیون کو جہٹلایا اور اُنکے سامنے گہمنڈ کیا ہرگز نہ کہلینگے اُنکے لیے دروازے آسمان کے یعنی اُنکو خیر و برکت نہوگی اور نہ بہشت مین جاوینگے یہانتک کہ گہس جاوے اونٹ سوئی کے ناکے مین *

اونٹ کا سوئی کے ناکے مین گہس جانا غیر ممکن ہے پس اللہ تعالی کا فرون پر خیر و برکت ہونی اور اُنکا بہشت مین جانا ناممکن ہونا اس طرح پر سمجہاتا ہے کہ اگر اونٹ بہی سوئی کے ناکے مین گہس جاوے تو بہی نہ اُنپر خیر و برکت ہوگی اور نہ وہ بہشت مین جاوینگے *

اسی طرح آیت مانحن فیہ مین فرمایا ہے کہ اگر آسمان مین ایسا دروازہ جس مین آدمی آتے جاتے ہین کہولا جاوے اور کافر اُسمین جانے لگین جو غیر ممکن ہے تب بہی وہ نہ مانینگے اور کہینگے کہ ہماری دُہٹ بندی کی ہے یا ہمپر جادو کیا ہے *

تفسیر کبیر مین لکہا ہے " اعلم ان هذا الكلام هو المذكور فی سورة الانعام فی قوله ولو نزلنا علیك كتابا فی قرطاس فلمسوه بایدیهم لقال الذین كفروا ان هذا الا سحر مبین والحاصل ان القوم لما طلبوا نزول الملائكة یصرحون بتصدیق الرسول علیه السلام فی كونه رسولا من عند الله تعالی بین الله تعالی فی هذه الاية ان بتقدیر ان یحصل هذا المعنی لقال الذین كفروا هذا من باب السحر وهولاء الذین نظن انا نزلهم فنحن فی الحقیقة لا نزلهم *

ترجمہ - جاننا چاہیئے کہ اس آیت مین وہی بات ہے جو سورہ انعام مین کہی گئی

ہے جہان خدا نے فرمایا ہے ‘‘ اور اگر بھیجین ہم تیرے پاس کاغذ مین لکھا ہوا پھر چھوین اُسکو اپنے ہاتھہ سے تو بھی جو لوگ منکر ہین کہین گے کہ یہہ اصل مین کچہہ نہین ہے صرف جادو ہے ‘‘ حاصل یہہ ہے کہ جب اہل عرب نے رسول خدا پر رسول اللہ ہونے کا یقین لانے کو فرشتون کا اُترنا چاہا تو اللہ تعالی نے اس آیت مین بتایا کہ بر تقدیر اگر یہہ بھی ہو جاوے تو بھی جو لوگ منکر ہین کہینگے کہ یہہ ایک جادو کی قسم مین سے ہے اور جسکو ہم سمجھتے ہین کہ ہم دیکھتے ہین حقیقت مین ہم نہین دیکھتے - پس جبکہ اس آیت مین آسمان مین دروازہ کا ہونا اور اُس مین کافرون کا چڑہنا یا فرشتون کا اُترنا بطور محال کے بیان کیا گیا ہے تو باب کا لفظ سماء کے اُن معنون سے کہ جو ہمنے اُس آیت مین یا اس قسم سوم مین یعنی اس نیلی چیز کے جو ہمکو بسبب انعکاس شعاع آفتاب کرہ ہوا مین دکھائی دیتی ہے لیے ہین کچہہ بھی منافی نہین - البتہ یہہ کہا جا سکتا ہے کہ اس آیت مین جس چیز پر ہمنے سماء کے لفظ کا اطلاق ہونا بیان کیا ہے بظاہر اُسکی حالت ایسی ہونی چاہیئے جس مین دروازہ کہلنے کا اطلاق ہو سکے اسمین کچہہ شک نہین کہ یہہ نیلی چیز جو ہمکو اُسکی ایسی ہی حالت دکھائی دیتی ہے نہایت صاف بغیر کسی پہوٹا ؤ اور دڑار کے گنبد کی چہت کی مانند نہایت پختہ بنی ہوی دکھائی دیتی ہے اور ہمارے خیال مین ڈاٹ لگا ہوا سا ایک جسم سماء ہوے ہے پس اس خیال کے موافق اس جسم خیالی مین دروازہ کہولنے کا اطلاق ہو سکتا ہے - خدا تعالی نے قرآن مجید بندون کی زبان اور محاورہ مین نازل کیا ہے پس بندون کے اس خیالی جسم پر بندون کے محاورہ کے موافق دروازہ کہولنے کا اطلاق ہوا ہے نہ بطور اصل حقیقت کے *

دوسرا لفظ "سقف" ہے جو آیہ کریمہ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوظًا مین آیا ہے
21.33
اور وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوعِ مین جو لفظ سقف کا ہی اُس سے بہی آسمان مراد ہے - تفسیر کبیر
مین لکھا ہے سمی السماء سقفا لانها للارض کالسقف للبیت - یعنی آسمان
کو چہت اس لیے کہا ہے کہ وہ زمین کے لیئے ایسا ہے جیسے گہر کے لیے چہت *
بلاشبہہ یہہ نیلی نیلی چیز ہمکو ایسی اوپر دکہائی دیتی ہے کہ گویا دنیا کی چہت ہے مگر اس
سے یونانیون کے مقلدون کو کیا فائدہ ہے اس لیے کہ اس نیلی چیز کو جسے خدا نے
سقف محفوظ یا سقف مرفوع کہا ہے یونانی بہی تو وہ آسمان نہین مانتے جسکے وہ قائل ہین
اور علمای اسلام بہی اُنکی تقلید سے اس نیلی نیلی چیز کو اپنا مسلمہ آسمان قرار نہین دیتے اور
قرآن مجید مین جسکو سقف مرفوع و سقف محفوظ کہا ہے وہ تو یہی نیلی نیلی چیز ہے تمام دنیا کے لوگونکو
دنیا کی چہت کی مانند دکہائی دیتی ہے اور عرب کے بادیہ نشین جنگل بان مین قرآن مجید اُترا اسکو
سقف مرفوع سمجہتے تہے جو آسمان کہ یونانی قرار دیتے ہین اور جن آسمانون کا یا جس آسمان کا
ذکر علمای اسلام کرتے ہین وہ تو کسی نے دیکہا بہی نہین پہر کیا معلوم کہ وہ دنیا کی چہت ہے
یا چہت کی چہتگیری ہے *

علاوہ اسکے سقف کی مثال دینے سے اُسکا ایسے جسم سے مجسم ہونا جیسا کہ یونانی تسلیم
کرتے ہین کیونکر لازم آتا ہے یہہ نیلی نیلی چیز ہمکو اس طرح پر دنیا کو گہیری ہوی دکہائی دیتی ہے
جیسے گہر کو چہت اور اسی مشابہت سے اُس پر سقف کا اطلاق کیا ہے خواہ وہ ہون من
بیت العنکبوت ہو خواہ اشد من سقف الحدید *

تیسرا لفظ "رفع" کا ہے جو آسمان کی نسبت بولا گیا ہے درحقیقت یہہ نیلی چیز جو
ہمکو دکھائی دیتی ہے اور جسکو آسمان کہتے ہین شے مرفوع ہے مگر لفظ رفع سے اُسکا لوہے
یا تانبے کے پترے کا سا ہونا کیونکر لازم آتا ہے*

چوتھا لفظ "کسف" کا ہے جسکے معنی ٹکڑون یا پارچون کے ہین یہہ لفظ البتہ بحث
کے قابل ہے مگر اول ہم یہ سوال کرتے ہین کہ ان آیتون مین جو لفظ سمار کا آیا ہے اُس سے
یہی نیلی نیلی چیز جو دکھائی دیتی ہے مراد ہے یا اور کوئی چیز۔ کچھ شبہہ نہین کہ یہی مراد ہے
کیونکہ سورہ سبا کی آیت مین خدا نے فرمایا ہے " اَوَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ
وَمَا خَلْفَھُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ " اور انسان کے ہر طرف یہی نیلی نیلی چیز ہے جسکو
آسمان فرمایا ہی اور یہی مین ہے پہر اسکے آگے جو زمین کے دہنسانے کا اور آسمان سے
ٹکڑا گرانے کا ذکر فرمایا ہے وہ بہی اسی زمین کے دہنسانے اور اسی نیلی نیلی چیز کے ٹکڑا
گرانے کا ہے اور سب کے نزدیک اس نیلی نیلی چیز کا ایسا جسم نہین ہے
جس سے حقیقتاً ٹکڑا گرنا ممکن ہو پس جن آیتون مین "کسفا" کا لفظ ہے وہ یونانیون
کے مقلد مولویون کے لیئے کچھہ مفید نہین اور نہ اُس سے یونانیون کا الاجسم آسمان ثابت
ہوتا ہے نہ تیرہوین صدی کے مولویون کا*

علاوہ اسکے اس آیت مین خدا تعالی محسوسات سے اپنی قدرت ثابت کرتا ہے
یونانیون کا الاجسم آسمان یا تیرہوین صدی کے مولویون کا الاجسم آسمان محسوس نہین ہے
کیونکہ سوای اس نیلی چیز کے اور کچھہ انسان کو محسوس نہین ہے پس غیر محسوس شے سے

دوسرا لفظ "سقف" ہے جو آیہ کریمہ وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَّحْفُوظًا مین آیا ہے
21:33

اور وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوعِ مین جو لفظ سقف کا ہی اُس سی بہی آسمان مراد ہے ـ تفسیر کبیر

مین لکہا ہے سمی السماء سقفا لانہا للارض کالسقف للبیت ـ یعنی آسمان

کو چہت اس لیے کہا ہے کہ وہ زمین کے لیے ایسا ہے جیسے گہر کے لیے چہت *

بلاشبہہ یہہ نیلی نیلی چیز ہمکو ایسی اوپر دکہائی دیتی ہے کہ گویا دنیا کی چہت ہے مگر اس

سے یونانیون کے مقلدون کو کیا فائدہ ہے اس لیے کہ اس نیلی چیز کو جسے خدا نے

سقف محفوظ یا سقف مرفوع کہا ہے یونانی بہی تو وہ آسمان نہین مانتے جسکے وہ قائل ہین

اور علمای اسلام بہی اُنکی تقلید سے اس نیلی نیلی چیز کو اپنا مسلمہ آسمان قرار نہین دیتے اور

قرآن مجید مین جسکو سقف مرفوع و سقف محفوظ کہا ہے وہ تو یہی نیلی نیلی چیز ہے تمام دنیا کے لوگونکو

دنیا کی چہت کی مانند دکہائی دیتی ہے اور عرب کے بادیہ نشین جنکی زبان مین قرآن مجید اُترا اسکو

سقف مرفوع سمجہتے تہے جو آسمان کہ یونانی قرار دیتے ہین اور جن آسمانون کا یا جس آسمان کا

ذکر علمای اسلام کرتے ہین وہ تو کسی نے دیکہا بہی نہین پہر کیا معلوم کہ وہ دنیا کی چہت ہے

یا چہت کی چہتگیری ہے *

علاوہ اسکے سقف کی مثال دینے سے اُسکا ایسے جسم سے مجسم ہونا جیسا کہ یونانی تسلیم

کرتے ہین کیونکر لازم آتا ہے یہہ نیلی نیلی چیز ہمکو اس طرح پر دنیا کو گہیری ہوی دکہائی دیتی ہے

جیسے گہر کو چہت اور اسی مشابہت سے اُس پر سقف کا اطلاق کیا ہے خواہ وہ ہون من

بیت العنکبوت ہو خواہ اشد من سقف الحدید *

تیسرا لفظ "رفع" کا ہے جو آسمان کی نسبت بولا گیا ہے درحقیقت یہہ نیلی چیز جو ہمکو دکھائی دیتی ہے اور جسکو آسمان کہتے ہین شے مرفوع ہے مگر لفظ رفع سے اُسکا لوہے یا تانبے کے پترے کا سا ہونا کیونکر لازم آتا ہے*

چوتہا لفظ "کسف" کا ہے جسکے معنی ٹکڑون یا پارچون کے ہین یہہ لفظ البتہ بحث کے قابل ہے مگر اول ہم یہ سوال کرتے ہین کہ ان آیتون مین جو لفظ سما کا آیا ہے اُس سے یہی نیلی نیلی چیز جو دکھائی دیتی ہے مراد ہے یا اور کوئی چیز۔ کچہہ شبہہ نہین کہ یہی مراد ہے کیونکہ سورہ سبا کی آیت مین خدا نے فرمایا ہے " اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ " اور انسان کے ہر طرف یہی نیلی نیلی چیز ہے جسکو آسمان فرمایا ہے اور یہی آیت مین ہے پہر اسکے آگے جو زمین کے دہنسانے کا اور آسمان سے ٹکڑا گرانے کا ذکر فرمایا ہے وہ بہی اسی زمین کے دہنسانے اور اسی نیلی نیلی چیز کے ٹکڑا گرانے کا ہے اور سب کے نزدیک اس نیلی نیلی چیز کا ایسا جسم نہین ہے جس سے حقیقتاً ٹکڑا گرنا ممکن ہو پس جن آیتون مین "کسفا" کا لفظ ہے وہ یونانیون کے مقلد مولویون کے لیئے کچہہ مفید نہین اور نہ اُس سے یونانیون کا الاجسم آسمان ثابت ہوتا ہے نہ تیرہوین صدی کے مولویون کا*

علاوہ اسکے اس آیت مین خدا تعالی محسوسات سے اپنی قدرت ثابت کرتا ہے یونانیون کا الاجسم آسمان یا تیرہوین صدی کے مولویون کا الاجسم آسمان محسوس نہین ہے کیونکہ سوای اس نیلی چیز کے اور کچہہ انسان کو محسوس نہین ہے پس غیر محسوس شے سے

دوسرا لفظ ''سقف'' ہے جو آیہ کریمہ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوظًا مین آیا ہے
21.33
اور وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوعِ مین جو لفظ سقف کا ہی اُس سی بہی آسمان مراد ہے - تفسیر کبیر
مین لکہا ہے سمی السماء سقفا لانہا للارض کالسقف للبیت - یعنی آسمان
کو چہت اس لیے کہا ہے کہ وہ زمین کے لیۓ ایسا ہے جیسے گہر کے لیے چہت *

بلاشبہہ یہہ نیلی نیلی چیز ہمکو ایسی اوپر دکہائی دیتی ہے کہ گویا دنیا کی چہت ہے مگر اس
سے یونانیون کے مقلدون کو کیا فائدہ ہے اس لیے کہ اس نیلی چیز کو جسے خدا نے
سقف محفوظ یا سقف مرفوع کہا ہے یونانی بہی تو وہ آسمان نہین مانتے جسکے وہ قائل ہین
اور علمای اسلام بہی اُنکی تقلید سے اس نیلی نیلی چیز کو اپنا مسلمہ آسمان قرار نہین دیتے اور
قرآن مجید مین جسکو سقف مرفوع و سقف محفوظ کہا ہے وہ تو یہی نیلی نیلی چیز ہے تمام دنیا کے لوگونکو
دنیا کی چہت کی مانند دکہائی دیتی ہے اور عرب کے بادیہ نشین جنکی زبان مین قرآن مجید اُترا اسکو
سقف مرفوع سمجہتے تہے جو آسمان کہ یونانی قرار دیتے ہین اور جن آسمانون کا یا جس آسمان کا
ذکر علمای اسلام کرتے ہین وہ تو کسی نے دیکہا بہی نہین پہر کیا معلوم کہ وہ دنیا کی چہت ہے
یا چہت کی چہتگیری ہے *

علاوہ اسکے سقف کی مثال دینے سے اُسکا ایسے جسم سے مجسم ہونا جیسا کہ یونانی تسلیم
کرتے ہین کیونکر لازم آتا ہے یہہ نیلی نیلی چیز ہمکو اس طرح پر دنیا کو گہیری ہوی دکہائی دیتی ہے
جیسے گہر کو چہت اور اسی مشابہت سے اُس پر سقف کا اطلاق کیا ہے خواہ وہ اوہون من
بیت العنکبوت ہو خواہ اشد من سقف الحدید *

تیسرا لفظ "رفع" کا ہے جو آسمان کی نسبت بولا گیا ہے درحقیقت یہہ نیلی چیز جو ہمکو دکھائی دیتی ہے اور جسکو آسمان کہتے ہین شے مرفوع ہے مگر لفظ رفع سے اُسکا ٹھوس یا تابنے کے پترے کا سا ہونا کیونکر لازم آتا ہے*

چوتھا لفظ "کسف" کا ہے جسکے معنی ٹکڑون یا پارچون کے ہین یہہ لفظ البتہ بحث کے قابل ہے مگر اول ہم یہہ سوال کرتے ہین کہ ان آیتون مین جو لفظ سما کا آیا ہے اُس سے یہی نیلی نیلی چیز جو دکھائی دیتی ہے مراد ہے یا اور کوئی چیز ۔ کچہہ شبہہ نہین کہ یہی مراد ہے کیونکہ سورہ سبا کی آیت مین خدا نے فرمایا ہے " اَوَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ " اور انسان کے ہر طرف یہی نیلی نیلی چیز ہے جسکو آسمان فرمایا ہی اور یہی زمین ہے پہر اسکے آگے جو زمین کے دہنسانے کا اور آسمان سے ٹکڑا گرانے کا ذکر فرمایا ہے وہ بہی اسی زمین کے دہنسانے اور اسی نیلی نیلی چیز کے ٹکڑا گرانے کا ہے اور سب کے نزدیک اس نیلی نیلی چیز کا ایسا جسم نہین ہے جس سے حقیقتاً ٹکڑا گرنا ممکن ہو پس جن آیتون مین " کسفا " کا لفظ ہے وہ یونانیون کے مقلد مولویون کے لیئے کچہہ مفید نہین اور نہ اُس سے یونانیون و الاجسم آسمان ثابت ہوتا ہے نہ تیرہوین صدی کے مولویون کا*

علاوہ اسکے اس آیت مین خدا تعالی محسوسات سے اپنی قدرت ثابت کرتا ہے یونانیون و الاجسم آسمان یا تیرہوین صدی کے مولویون و الاجسم آسمان محسوس نہین ہے کیونکہ سوای اس نیلی چیز کے اور کچہہ انسان کو محسوس نہین ہے پس غیر محسوس شے سے

ٹکڑا گرا دینے کا ذکر کرنا اثبات مدعا کو کافی نہین اس لیئے "کسفا" کا لفظ نہ ہمارے مطلب کے منافی ہے اور نہ یونانیون کے مقلدون کے مفید ہے *

اصل یہہ ہے کہ خدا تعالی قرآن مجید مین بندون کی زبان مین اور اُنہین کے محاورات کے موافق کلام کرتا ہے اور جب انکو کسی محسوس چیز سے ہدایت کرتا ہے یا محسوسات سے اپنے کمال قدرت کو ثابت کرتا ہے تو اُنہی کے خیالات کے موافق اور جس طرح کہ وہ شے محسوس ہوتی ہے اُسی کے مطابق کلام کرتا ہے اُس مین حکمت یہہ ہے کہ اگر ایسے موقع پر خیالات کی تبدیل اور حقائق اشیاء کے سمجھانے پر متوجہ ہو تو اصلی مقصود روحانی تربیت کا فوت ہو جاوے *

تمام انسان اس نیلی چیز کو سقف گنبدی سمجھتے تھے جیسی کہ وہ دکھلائی دیتی ہے اور ریختہ کی ڈاٹ سے بھی زیادہ مضبوط سمجھتے تھے پس خدا نے مطابق اُن کے خیالات کے انکو فرمایا کہ اُس مین ایسی قدرت ہے کہ اگر چاہے تو اُس چیز مین سے بھی جس کو تم ایسا مستحکم سمجھتے ہو تم پر ٹکڑا گرا دے اور زمین کو باوصف اسقدر عظمت و استحکام کے دھنسا دے پس ایسے مقامات پر اس بات سے غرض نہین ہوتی کہ اُس نیلی چیز کا جسم اس قابل ہے کہ اُس مین سے ٹکڑا ٹوٹ کر گر سکے یا نہین اور اگر ٹکڑا ٹوٹ کر گرنے کے قابل ہے تو وہ ایسا ہی ٹکڑا ہو گا جیسی چھت مین کی پٹیا یا پتھر مین کی بٹیا *

علاوہ اسکے "سماء" سے سماء ما نحن فیہ مراد نہین ہے تفسیر کبیر مین لکھا ہے "کسفًا" من السماء قرء کسفا بالسکون و الحرکۃ وکلاہما جمع کسفۃ وہی القطعۃ والسماء

السحاب والظلة * * روی انه حبس عنهم الریح سبعا وسلط علیهم الرمل فاخذ بانفاسہم لا ینفعهم ظل ولا ماء فاضطروا الی ان خرجوا الی البریة فاظلتهم سحابة وجدوا لها بردا ونسیما فاجتمعوا تحتها فامطرت علیهم نارا فاحترقوا

یعنی کسفا جمع ہے کسفة کی جسکے معنی ٹکڑے کے ہین اور آسمان سے یا تو بادل مراد ہے یا اور کوئی چھائی ہوئی چیز پہر اخیر مین وہ ایک روایت لکہتے ہین کہ اصحاب ایکہ نے جو کہا تہا کہ ہم پر آسمان کا ٹکڑا گرا دو تو اُن پر عذاب اس طرح پر نازل ہوا کہ سات دن تک ہوا بندرہی اور ریت یا غبار جو آسمان مین چڑہ گیا تہا اُنپر چہا گیا اور اُن سب کا دم گہٹنے لگا کہ نہ اُنکو کوئی سایہ دار چیز فائدہ دیتی تہی اور نہ پانی پہر وہ بیقرار ہوے اور جنگل مین نکل جانا چاہا اتنے مین ایک بادل اُنپر چہا گیا اُنکو ٹہنڈک معلوم ہوئی اور ہلکی ہلکی ہوا بہی لگی اور سب اُسکے نیچے آن کر جمع ہو گئے پہر اُس مین سے اُنپر آگ برسنے لگی پہر سب جل گئے۔

پس جبکہ سماء ہی اس مقام پر سماء ما نحن فیہ مراد نہو تو "کسف" کے لفظ سے سماء ما نحن فیہ کے مجسم ہونے پر کیونکر استدلال ہو سکتا ہے اور خدا کو محل عذاب مین یہہ بات فرمانی کہ ہم چاہین زمین کو دہنسا دین یا بادل کا ٹکڑا گرا دین یا کافرون کا یہہ کہنا کہ اگر تم سچے ہو تو بادل کا ایک ٹکڑا ہی زمین پر اُتار دو کوئی ایسی بات نہین ہے جسپر کچہہ اعتراض ہو سکے کیونکہ اگر بادل زمین پر گر پڑے تو نہایت سخت عذاب سے لوگ برباد ہو جاوین *

علاوہ اسکے مقام تہدید مین جو کچہہ بیان کیا جاتا ہے اصلی مقصود اُسکا نتیجہ ہوتا ہے زمین کے دہنسانے اور آسمان کا ٹکڑا گرانے سے صرف یہہ مقصود ہے کہ خدا اُنکے

برباد کرنے پر قادر ہے پس مقصد کو چھوڑنا اور خواہ نخواہ لفظی بحث کے پیچھے پڑنا تفسیر
القول بما لا یرضی بہ قائلہ کرنا ہے۔ اور ایسی علمیت جتانے سے اسلام کو اور قرآن کو بدنام
کرنا اور اسبات کا اقرار کرنا ہے کہ قرآن اور علم یا قرآن اور حالت موجودات یا قرآن و
حقائق اشیا متحد نہین ہین اللّٰھم انی اعوذبک من مثل ہذا العلم فانہ حجاب اکبر*
امام فخر الدین رازی لکھتے ہین کہ " واما التھدید فبقولہ ان نشاء نخسف
بھم الارض یعنی نجعل عین نافعھم ضارھم بالخسف والکسف" یعنی
خدا نے کافرون کو اس کہنے سے تہدید کی ہے کہ اگر ہم چاہین تو زمین کو دہنسا دین
یعنی اگر ہم چاہین تو جو چیز خاص تمھارے مفید ہے تمھارے مضر کر دین دہنسا کر ٹکڑا
گرا کر۔ لاشک فی قدرتہ*
نکتہ۔ قرآن مجید مین بہت باتین بطور کنایہ کے فرمائی ہین اُس سے خاص اُس
بات کا ثبوت مقصود نہین ہوتا بلکہ یہہ مطلب ہوتا ہے کہ مخاطب کا ذہن اُس سے اُسکے لازم
بلزوم عقلی یا عادی کیطرف منتقل ہوجاوے۔ اسی طرح بعضی دفعہ ایک صورت محسوسہ اسلیے
بیان کی جاتی ہے کہ جو معنی مراد ہین اُسکی تصویر مخاطب کے ذہن مین آجاوے اور اُس سے
اُس صورت محسوسہ کا اثبات مقصود نہین ہوتا پس وہ لوگ سیاق قرآن مجید سے واقف نہین
ہین جو اُن کنایون سے یا اُس صورت محسوسہ سے خاص اُسی کا ثبوت مقصود سمجھتے ہین پس
ان آیتون مین جو کہ او نسقط علیھم کسفا من السماء۔ یا۔ فاسقط علینا کسفا
من السماء آیا ہے یہہ سمجھنا کہ اس سے آسمان کے واقعی ٹکڑون کا ثبوت ہوتا ہے نہایت

غلطی ہے بلکہ یہہ صرت بیان بالکنایہ ہے اور اُسکا لازم مقصود ہے *

شاہ ولی اللہ صاحب تفسیر فوز الکبیر مین رقام فرماتے ہین کہ "کنایت آنست کہ حکمی اثبات کنند و قصد نہ ثبوت عین آن باشد بلکہ قصد آن ہست کہ انتقال کند ذہن مخاطب بلازم آن بلزوم عادی یا عقلی چنانچہ از عظیم الرماد معنی کثرت ضیافت و از یداہ مبسوطتان معنی سخاوت ادراک میشود و تصویر معنی مراد بصورت محسوسہ از ہمین قبیل است و آن بابی ہست واسع اشعار عرب و خطب ایشان و قرآن عظیم و سنت حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بآن مشحونست واجلب علیہم بخیلک ورجلک تشبیہ دادہ شد بر ئیس دزدان چون یاران خود را آواز دہد کہ ازین سو حملہ کن وازان سو در آ و جعلنا من بین ایدیہم سدا ومن خلفہم سدا وجعلنا فی اعناقہم اغلالا تشبیہ دادہ شد اعراض ایشان را از تدبر آیات بکسی کہ او را مغلول کردہ باشند یا بر ہر جہت او سدی بنا کردہ باشند پس صلا نمیتواند دید واضمم جناحک من الرھب یعنی مجموع خاطر شو پراگندگی نفس بگزار و نظیر این باب در عرف آنست کہ چون شجاعت کسی اقرار کنند بشمشیر اشارہ کنند کہ این طرف میزند و آن طرف میزند و مقصود خبر غلبہ او بر اہل آفاق بہ صفت شجاعت باشد گو در تمام عمر شمشیر بدست نگرفتہ باشد یا گویند فلان میگوید کہ در زمین کسی را نمی بینم کہ بامن مبارزت تواند کرد و یا گویند کہ فلان خود چنین میکند و اشارہ کنند بہیئتی کہ اہل مبارزت در وقت غلبہ بر خصم میکنند گو کہ این شخص گاہے این کلمہ نگفتہ باشد و این فعل نکردہ باشد یا گویند فلان حلق مرا خفہ کردہ است و دست در گلوی من انداختہ لقمہ را بر کشیدہ ہست" انتہی *

پس جہان کہین کہ قرآن مجید مین خدا تعالی محسوسات کا بطور عرف عام بیان فرماتا ہے،

اس سے اس کے عین کا ثبوت مقصود نہین ہوتا ہم یہی کہتے ہین کہ آسمان گر پڑے

آسمان ٹوٹ پڑا یہہ ایسی بات ہے کہ اس سے آسمان پھٹ جاوے کلیجا پھٹ جاوے

مگر کبھی ان الفاظ سے حقیقتاً ان چیزون کا ثبوت مقصود نہین ہوتا بلکہ اس کے لازم ملزوم

عقلی یا عادی کا ہوتا ہے فتدبر *

پانچوین لفظ "الطی" قابل بحث ہے جسکے مشتقات آیہ کریمہ یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ

كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ اور آیہ کریمہ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ مین آئے ہین *

مگر ان آیتون سے یہہ خیال کرنا کہ آسمان کاغذ یا کپڑے یا چادر یا رومال کی مانند ایک

جسم ہے جو خدا کے ہاتھ پر لپٹ جاویگا یا جیسے مکتبون مین لڑکے مکتوب لپیٹ لیتے ہین

اسطرح لپٹ جاویگا ایک بڑی غلطی ہے یہہ کلام مجازاً بولا گیا ہے جس سے مقصود صرف اتنا ہے

کہ یہہ تمام آسمان و زمین جیسے کہ پہلے نیست تھے پھر نیست ہو جاوین گے *

خدا تعالی اول فرماتا ہے کہ یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ اور اوسی کے

ساتھہ فرماتا ہے كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُهٗ یعنی یہہ فرما کر کہ ہم آسمان کو مکتوب کی مانند

لپیٹ لین گے اُسکے مطلب کو بتا دیا کہ جس طرح ہمنے پہلے پہل پیدا کرنا شروع کیا تھا

پھر ویسا ہی کرینگے اور ایسا کرنا اُسی وقت ہوگا جبکہ یہہ سب نیست ہو جاویگا *

تفسیر کبیر مین بہ تحت آیہ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ کے بہت طویل گفتگو لکھی ہے

جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ یہہ سب مجاز ہے اور مجازاً واسطے اظہار قدرت و شان خدا تعالی

کے بولا گیا ہے *

قال صاحب الکشاف الغرض من هذا الکلام اذا اخذته کما هو بجملته ومجموعه تصویر عظمته والتوقف علی کنهه جلاله من غیر ذهاب بالقبضة ولا بالیمین الی جهة حقیقة او جهة مجاز یعنی صاحب تفسیر کشاف کا قول ہے کہ اس کلام سے جبکہ اُس سبکو جمع کر کر لو تو مقصود اُس سے خدا تعالی کی عظمت کی تصویر بتانا اور اُس کے جلال کی کنہ مین متوقف ہونا ہے بغیر اس بات کے کہ مٹھی اور دائین ہاتھہ سے حقیقت مین مٹھی اور داہان ہاتھہ سمجھین یا مجازاً خیال کرین*

بعد اسکے ایک لنبا جھگڑا تاویل کا اور حمل کلام کا حقیقت سی مجاز پر لکھکر ارقام فرماتی ہین "ولا شك ان لفظ القبضة والیمین مشعر بهذه الاعضاء والجوارح الا ان الدلائل العقلیة قامت علی امتناع ثبوت الاعضاء والجوارح لله تعالی فوجب حمل هذه الاعضاء علی وجوه المجاز یعنی اس مین کچھہ شک نہین ہے کہ مٹھی اور داہان ہاتھہ ان اعضا اور ہاتھون کو جو ظاہر مین ہین بتاتا ہے مگر عقلی دلیلون سے ثابت ہوا ہے کہ خدا تعالے کے اعضا اور جوارح کا ہونا غیر ممکن ہے اس لیئے واجب ہے کہ مٹھی اور داہان ہاتھہ جو بیان ہوا ہے اُس کو مجاز پر حمل کرین پس جبکہ دونون چیزین مجاز پر حمل ہوئین تو مٹھی مین اُٹھانا اور ہاتھہ پر لپیٹنا بھی یقینی مجاز ہو گیا*

ثم قال صاحب الکشاف وقیل قبضته ملکه ویمینه قدرته وقیل مطویات بیمینه ای مفنیات یعنی صاحب کشاف نے کہا ہے کہ مٹھی سے تو ملک خدا مراد ہے اور دائین ہاتھہ سے اُسکی قدرت اور یہہ بھی کہا گیا ہے کہ دائین ہاتھہ مین لپیٹینگے یعنی فنا اور معدوم ہو جاوینگے

لپٹنے کے لفظ سے آسمانون کا حقیقت مین لپٹنے کے لائق جسم سمجہنا ٹہیک ٹہیک کہہ ملا ہوتا ہے *

چہٹے الفاظ ''انشقاق و انفراج اور انفطار اور فتح'' اور مثل انکے ہین کہ انکے مشتقات یا بہ تبدیل ابواب قرآن مجید مین آئے ہین - ان الفاظ کی نسبت بہی وہی بحث ہے جو ہمنے بالتفصیل ''کسفا'' کے لفظ کے تحت مین کی ہے یہی نیلی نیلی چیز جس کو سب لوگ آسمان کہتے تہے اور جانتے تہے اور کہتے ہین اور جانتے ہین سکو ایک مجسم چیز اور چہت کی طرح بنی ہوی معلوم ہوتی ہے وہ اُسکی حقیقت سے واقف نہ تہے مگر جیسے کہ وہ دکہائی دیتی تہی اُس قیاس پر اُسکو پہٹنے اور چیرنے کے قابل خیال کرتے تہے قرآن مجید جو ٹہیک عرب اول کے محاورہ مین اُترا ہے اُنہی کے خیال اور محاورہ کے موافق وہ الفاظ بولے گئے ہین اور مقصود اُس سے صرف معدوم ہونا اور فنا ہونا موجودات کا ہے پس کسی طرح یہ الفاظ آسمان کی ایسی حقیقت پر اور ایسے جسم پر جیسا کہ یونانیون نے تسلیم کیا تہا اور جسکی تقلید علمای اسلام نے کی تہی یا جیسا کہ تیرہوین صدی کے مولوی بیان کرنا چاہتے ہین دلالت نہین کرتے *

شاہ ولی اللہ صاحب فوز الکبیر مین اسلوب قرآن کی بحث مین ارقام فرماتے ہین کہ ''پس اگر بر خلاف طور ایشان (یعنی عرب اول) گفتہ شود بحیرت در مانند و چیزے نا آشنا بگوش ایشان رسد فہم ایشان را مشوش سازد'' مگر یہہ قاعدہ صرف اسلوب قرآن ہی پر منحصر نہین ہے بلکہ قرآن مجید کی ہر بات مین یہ امر ملحوظ ہے *

ایک مقام مین بذیل بیان معنی آیت محکم شاہ صاحب نے بیان فرمایا ہے کہ ''اعتبار

دانستن عرب اول است نہ موشگافان نرمان ما راکہ موشگافی بیجا دادی است عضال کہ محکم را متشابہ میسازند و معلوم را مجہول" اگرچہ یہہ امر شاہ صاحب نے معنی لغت کی بنسبت لکہا ہے مگر یہہ ایسا قاعدہ ہے جو بہت سی چیزون کے لیئے مفید ہے مثلا جیسے کہ عرب سما کا اطلاق اس نیلی چیز پر کیا کرتے تھے جو ہمکو بطور ایک سقف گنبدی کے دکہائی دیتی ہے تو ہمکو اُسی پر اکتفا کرنا چاہیئے اور زیادہ موشگافی کرکر اور مل مل کر مکہی کو بہینسا بنانا نہین چاہیئے اسی طرح جبکہ عرب اول اسی نیلی چہت کو پہٹنے والی اور چرنے والی اور پوست کہچنے والی کے لائق خیال کرتے تہے تو اُن الفاظ کو اُنہی کے خیالات پر منحصر رکہنا چاہیئے نہ یہ کہ اُسکے لازم کو اپنی طرف سے اضافہ کرکر اس نیلی چہت کو ایسا جسم قرار دیا جاوے جو کاغذ یا کپڑے کی طرح پہٹ سکے یا لپٹ سکے یا بکری کی طرح اُسکا پوست اوتارا جا سکے اگر غور کیا جاوے تو سبع سموات کا لفظ بہی درحقیقت مثبت تعدد آسمانون کا نہین ہے کیونکہ عرب کے خیال مین تہا کہ سات آسمان ہین اور جو کہ اُنہون نے بجز اس نیلی چہت کے اور کسی چیز کو نہین دیکہا تہا اور اُسکو ایک مستحکم چیز سمجہتے تہے اور اس لیئے اُنہون نے خیال کیا تہا کہ ساتون آسمانون کا ایسا ہی جسم ہوگا اور پہر اس خیال سے اُنکا توبر تو ہونا بہی اُنکے ذہن مین جما ہوا تہا اُنہی کے خیال کے موافق قرآن مجید مین جو عرب اول کی زبان و محاورہ مین نازل ہوا ہے وہ سب باتین بیان ہوی ہین اُنکو خواہ نخواہ حقیقت واقعی کا مثبت قرار دینا اسلوب بدیع قرآن مجید کے برخلاف ہے اگر حقیقت اشیا اُسکے مطابق پائی جاوے جیسا کہ قرآن مجید مین موافق خیال عرب اول کے بیان ہوا ہے فہو المراد اور اگر بفرض محال اُسکے برخلاف بیان ہو تو بہی

کچھہ نقصان یا اعتراض قرآن مجید پر نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ عرب اول کی زبان مین بولا گیا ہے
ہان جس وقت کہ قرآن مجید یونانی مولویون اور خیالی فلسفیون کے ہاتھہ آتا ہے اور وہ ہندی
کی چندی اور نکات بعد الوقوع نکالنے پر اپنے علم کو اور بے معنی اعتراضات و بحث کو ختم کرنی
لگتے ہین اُسوقت قرآن مجید کا حال صائب کے شعر کا سا ہوجاتا ہے جبکہ اُس نے کہا تہا
کہ "شعر مرا بمدرسہ کہ برد" غرض ہماری یہہ ہے کہ قرآن مجید کو مثل کلام ایک انسان
نصیح قحِ عرب اول کے خیال کرکر اُس کے الفاظ کے معنی لگائے جاوین نہ مثل فلاسفہ
یونان کے کلام کے ۔ ومن لم یعتقد بھذا فقد ضل سواء السبیل *

ساتوین الفاظ "اشد و اکبر" قابل لحاظ کے ہین خدا تعالی موافق خیال عرب
اول کے اپنی قدرت کاملہ کو بیان فرماتا ہے کہ آسمانون کا اور زمین کا بنانا انسان کے
پیدا کرنے سے زیادہ مشکل یا سخت تر ہے حالانکہ خدا کے نزدیک نہ آسمان و زمین کا پیدا
کرنا مشکل ہے نہ انسان کا مگر اس مقام پر اُنھی کے خیال کے موافق خدا نے فرمایا کہ جس
چیز کی خلقت کو تم ایسا مشکل یا سخت تر جانتے ہو تو خدا کو تمہارا پیدا کرنا یا پہر دوبارہ پیدا
کرنا کیا مشکل ہے اب انصاف سے دیکھا جاوے کہ اسطرز کلام سے اشد کے معنی لوہے
یا تانبے کے پتر کی مانند جسم کے قرار دینے کیسی ناسمجھی کی بات ہے اور پہر اُسکو ایک مسئلہ
مستحکم قرار دینا اور اُس کے برخلاف کہنے والے کو کافر کہنا خود کفر مین گرنا ہی نعوذ باللہ منہا *

تفسیر کبیر مین تحت تفسیر آیہ کریمہ ء انتم اشد خلقا ام السماء کے لکہا ہے کہ
" انہ استدلال علی منکر البعث فقال ء انتم اشد خلقا ام السماء فنبہھم

على امر يعلم بالمشاهدة وذلك لان خلقة الانسان على صغره وضعفه اذا
اضيف الى خلق السماء على عظمها وعظم احوالها يسير فبين تعالى ان خلق السماء
اعظم واذا كان كذلك فخلقهم على وجه الاعادة اولى ان يكون مقدورا
لله تعالى فكيف ينكرون ذلك ونظيره قوله اوليس الذى خلق السموات
والارض بقادر على ان يخلق مثلهم وقوله لخلق السموات والارض
اكبر من خلق الناس والمعنى اخلقكم بعد الموت اشد ام خلق السماء اى
عندكم وفى تقديركم فان كلا الامرين بالنسبة الى قدرة الله واحد" *
يعنی تفسیر کبیر مین اانتم اشد خلقا ام السماء کی تفسیر مین لکہا ہے کہ جو لوگ بعث کی منکر تہے
اُنپر دلیل لانے کے لیئے خدا نے فرمایا ہے کہ تمہارا پیدا کرنا مشکل یا سخت تر ہے یا آسمان
کا پس اُنکو ایسی بات سے جسکو وہ علانیہ دیکھتے تہے خبردار کیا کیونکہ جسوقت انسان کی
خلقت کو جو ضعیف اور صغیر ہے آسمان سے نسبت دی جاوے جو ایسا بڑا ہے اور اُسمین
بہت بڑی بڑی حالتین ہین تو خدا نے بتایا کہ آسمان کا پیدا کرنا بڑا کام ہے اور جبکہ یہ بات ہے
تو تمہارا پہر پیدا کرنا کچہہ بڑی بات نہین تو بدرجۂ اولی خدا کی قدرت مین ہوگا پہر کیونکر تم اُسکا
انکار کرتے ہو۔ اسکی ایسی مثال ہے جیسے کہ خدا نے فرمایا ہے کہ جسنے آسمان و زمین پیدا کیے
کیا اس بات پر قادر نہین ہے کہ اُنہی کی مانند اور پیدا کرے یا جیسے کہ خدا نے فرمایا ہے
کہ آسمانون اور زمین کا پیدا کرنا آدمیون کے پیدا کرنے سے بڑا ہے اور مطلب یہہ ہے
کہ آیا مرنے کے بعد تمہارا پیدا کرنا مشکل ہے یا تمہارے نزدیک آسمانون کا پیدا کرنا

مشکل ہے اگرچہ خدا کی قدرت کے نزدیک تو یہہ دونون باتین یکسان ہین یعنی کچھہ
مشکل نہین ہین ۔ پس اب غور کا مقام ہے کہ لفظ اشد سے آسمانون کا سخت جسم ہونا
کیونکر ثابت ہوتا ہے *

اور اگر لفظ اشد سے مستحکم و مضبوط کے معنی لیے جاوین تو بہی اُس سے یہہ سمجھنا کہ آدمی
کے پوست سے آسمان کا پوست اور اُسکے جسم سے آسمان کا جسم اور اُسکی ہڈی پسلی
سے آسمان کی ہڈی پسلی زیادہ مضبوط اور سخت ہے نادانی کے سوا اور کچہہ نہین ہے ۔
بیشک آسمان اور زمین اور پہاڑ اور درخت کو ہم دیکھتے ہین کہ انسان سے زیادہ پایدار ہین
اسی زمین پر اور اسی آسمان کے تلے ہزارون لاکھون نبی اور ولی اور شہدا اور صالحین
آئے اور گذر گئے سکندر و دارا جمشید و فریدون بہی ہوئے اور گذر گئے بہت سے کفر
کے فتوے دینے والے پیدا ہوئے اور گذر گئے بہت سے مسلمان خدا و رسول پر
دل و جان سے ایمان رکھنے والے کافر بنائے گئے اور گذر گئے ہزارون کافر و مرتد
اور خدا کے وجود کے بہی منکر پیدا ہوئے اور گذر گئے اور ایک دن ہم بہی اور ہمارے
کفر کے فتوی دینے والے بہی گذر جاوینگے اور اپنے اپنے اعمال لیکر خدا کے
سامنے حاضر ہونگے و انی لا اعلم ما یفعل بی و ما یفعل بہم و لٰکنی ارجو رحمت ربی انہ ہو ارحم
الراحمین اور باوجود ان سب حوادث کے آسمان اور زمین ویسے ہی ہین جیسے کہ تہے
تو ضرور کوئی پوچھنے والا پوچھہ سکتا ہے اانتم اشد خلقا ام السما مگر اُس سے یہہ مراد
لینی کہ ہم مٹی کے ہین اور آسمان لوہے کا اِس تیرہوین صدی کے مولویون کے سوا جو

مکہ معظمہ و مدینہ منورہ سے بہی کفر کے تحفہ لانیوالون کے یار غار ہین اور کس سے ہو سکتا ہے وانا افوض امری وامرکم الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد *

ساتوان لفظ "امساک" ہے خدا نے فرمایا کہ وہی تہام رکہتا ہے آسمان کو زمین پر گرنے سے کیسی صاف اور سیدہی بات ہے ہم آسمان کو ایک گنبد کی چہت کی مانند دیکہتے ہین اور یہہ بہی دیکہتے ہین کہ وہ تہمی ہوی ہے اور ہم پر گرتی نہین اسی خیال کے موافق اگر ایک قح عرب اول کہے کہ کسی صاحب قدرت نے آسمان کو زمین پر گرنے سے تہام رکہا ہے تو اُسکا یہہ کہنا بالکل صحیح اور سچا ہے یا نہین اگر صحیح ہے تو خدا کا یہہ کہنا بہی کہ مین نے آسمان کو زمین پر گرنے سے تہام رکہا ہے صحیح ہے اس قول پر اپنی طرف سے زیادہ حاشیے لگانے کہ آسمان پر فرشتے رہتے ہین اس لیئے ضرور ہے کہ وہ سخت اور صلب ہے تاکہ فرشتے اُسپر ٹک سکین اور جبکہ وہ سخت و صلب ٹہرا تو ضرور ہے کہ اُسکا لوہے کے ترون کا سا جسم ہو اور جب وہ ایسا ہوا تو ضرور ہے کہ بوجہل اور ثقیل لاکہون کروڑون پدمون بے انتہا من کا ہو محض لغو اور واہیات بات ہے اور قرآن مجید کے اسلوب بدیع کے بالکل مخالف ہے *

آٹہوان لفظ "بنا" کا ہے اللہ تعالی نے متعدد جگہہ فرمایا ہے کہ مین نے آسمان کو پیدا کیا بلا شبہہ وہی خالق ہے بنا کا لفظ اور خلق کا دونون ہم معنی یا ہم مراد ہین کون ہے جو اس سے انکار کر سکتا ہے کہ خدا نے آسمان کو نہین بنایا بلا شبہہ ہمکو دکہائی دیتا ہے کہ ہمارے لیئے ایک مثل ہے جسمین ہزارون لاکہون گیاس اور مگنیشیم کی روشنی سے بہی عمدہ روشنی کے

مصابیح روشن ہین وہ ایسی خوبصورت ہمکو دکہائی دیتی ہین جیسے کہ بلور کی ہانڈیون اور
فانوسون مین میگنیشیم کی روشنی ہو رہی ہے پس یہہ حال جو ہمکو آنکھون سے دکہائی دے
رہا ہے اُسکو خدا بتلاتا ہے کہ مین نے آسمان کو تمہارے لیے محل بنایا ہے کمبختو
میری عبادت کرو میری وحدانیت کا اقرار کرو میرے رسول کی تابعداری کرو جو کوئی میرا
اور میرے رسول کا اقرار کرے اُسکو کافر مت کہو نہ مانو تو جہنم مین جاؤ پس خدا کے کلام کا
تو اسیقدر مطلب ہے آگے اُسپر حاشیے لگانے اور کہنا کہ جب بنا کا اطلاق ہوا ہے
تو ضرور اُسکی بنیاد کوہ قاف پر پڑی ہو گی اور جب اُسکو محل کہا ہے تو وہ ضرور گنبد کی چہت
کی طرح ڈاٹ لگا کر بنایا گیا ہوگا اور اینٹ پتہر کی جگہہ بلور کے پتہر لگائے گئے ہونگے
یا کانچ کے شیشے کی طرح ڈہالا گیا ہوگا اور کچہہ نہین تو لندن کے کرسٹل پلیس کی طرح تو ضرور
ہوگا محض بیجا و نادانی ہے *

قسم چہارم - مین جو آیتین بیان ہوی ہین اور جن مین لفظ سموات کا آیا ہے
اُن مین کئی لفظ بحث کے قابل ہین *

اول - لفظ "سموات" بحث یہہ ہے کہ اس لفظ کا ہمیشہ جمع ہی پر اطلاق ہوتا ہے
یا مفرد پر بہی تفسیر کبیر مین لکہا ہے "وانما قال کانتا رتقا ولم یقل کن رتقا لان السموات
لفظ الجمع والمراد بہ الواحد الدال علی الجنس قال الاخفش السموات نوع والارض نوع ومثلہ ان
اللہ یمسک السموات والارض ان تزولا" یعنی امام صاحب نے کہا ہے کہ آسمانون اور
زمین دونون کے مُنہہ بند تہے یعنی آسمانون اور زمین دونون کے یعنی آسمانون کو ایک کہا

اور زمین کو ایک کہا اور یہ نہین کہا کہ سب آسمانون کے جو بہت سے ہین منہ بند تھے
اور زمین کا منہہ بند تہا۔ اسکا سبب یہہ ہے کہ سموات جمع کا صیغہ ہے لیکن اُس سے
ایک بہی مراد لیا جاتا ہے کیونکہ وہ سب آسمانون کے ایک طرح کا ہونے پر دلالت کرتا
ہے اخفش کا قول ہے کہ سموات ایک نوع ہے اور زمین ایک نوع اور اسی کی مانند
خدا نے فرمایا کہ اللہ تہامتا ہے آسمانون کو اور زمین کو کہ وہ دونون ٹل نہ جاوین —
اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ سموات کے لفظ سے سما بہی مراد ہوتا ہے اسی طرح
سے سماء پر بہی جمع کا اطلاق ہوتا ہے اس لیئے کہ اُسکا ہر جزو سماء ہے کقولہ تعالی
ثم استوی الی السماء فسوٰھن سبع سموات پس اس قسم مین ہمنے جو آیتین لکھی ہین
انمین سے بعضی آیتون کو قسم پنجم مین بہی لکھا ہے اسکا سبب یہہ ہے کہ اُن مین جو لفظ
سموات کا آیا ہے اگر اُس سے سما بصیغہ مفرد مراد لیا جاوے تو تو وہ آیتین قسم چہارم
مین داخل رہتی ہین بلکہ قسم سوم مین شامل ہو سکتی ہین اور اگر اُس سے جمع ہی مراد لی جاوے
تو پہر اُنکا ٹھکانا بجز قسم پنجم کے اور کہین نہین ہو سکتا *

دوم — لفظ "خلق" قابل بحث ہے ہر گاہ ہمنے فضای محیط کو سما اور اُسکے
طبقات کو جو بسبب وجود کواکب کے یا اور کسی حد ظاہر کے پیدا ہو گئے ہین سموات کہا اور
اسبات کا بہی دعوی نہین کیا کہ اُس مین کوئی جسم سیال اثیری ہے یا نہین تو گویا ہم نے
شے معدوم کو سماء و سموات کہا یا ایسی چیز کو سما و سموات کہا جسکا کوئی وجود جسمانی نہین ہے
تو پہر اُسپر خلق کا اطلاق کیونکر صادق آتا ہے *

مگر یہہ تمام خیالات کجفہمی سے پیدا ہوتی ہین سیدہی سمجہہ کا آدمی ان خیالات کی غلطی بخوبی سمجہہ لیتا ہے *

اول تو یہہ کہنا کہ عدم غیر مخلوق ہے نہایت غلطی ہے عدم محض نہ کبہی موجود تہا اور نہ کبہی موجود ہوگا پس ایسی چیز جو کبہی موجود ہی نہین ہو سکتی اُسکی نسبت یہہ کہنا کہ مخلوق ہے یا غیر مخلوق محض نادانی ہے باقی رہا عدم ممکن جسکو عدم الشے سے تعبیر کیا جاتا ہے یہہ موجود بہی ہوتا ہے اور جب موجود ہو تو وہ بلاشبہہ مخلوق ہے پس جو حقیقت آسمان کی ہمنے بیان کی اُسپر معدوم غیر موجود ہونے کا اطلاق نہین ہو سکتا بلکہ معدوم الجسم کہہ سکتے ہین اور شی مخلوق کے لیئے یا جس پر مخلوق ہونے کا اطلاق ہوتا ہے اُس کا مجسم ہونا ضرور نہین ہے خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ خلق الموت والحیاۃ حالانکہ موت وحیات کوئی شے جسمانی نہین ہے پہر فرمایا ہے کہ خلق اللیل والنہار وجعل الظلمات والنور حالانکہ رات ظلمت یعنی عدم النور کا نام ہے اور لیل و نہار یعنی رات دن اور نور و ظلمت دونون جسمانی نہین ہین پس خلق کا لفظ نسبت سموات کے ہمارے کلام کے منافی نہین ہے *

استوا اور خلق دونون کی مراد واحد ہے قال الامام فی تفسیرہ ثم استوی الی السماء کنایۃ عن ایجاد السماء والارض یعنی استواء کے لفظ سے آسمان اور زمین کا پیدا کرنا مراد ہے *

21.31

تیسرا لفظ ”رتق وفتق“ قابل بحث ہے ہمنے اس آیت کے ساتہہ شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبد القادر صاحب کا ترجمہ معہ تفسیر کے لکہہ دیا ہے جس سے ظاہر

ہوتا ہے کہ یہہ دونون لفظ ہمارے کلام کے منافی نہین ۔ ہمارے نزدیک تو اس مقام

پر سموات بادلون سے مراد ہے جن پر بسبب کثرت و تعدد کے جمع کا صیغہ بولا گیا ہے اور

بڑی تائید اسکی اس بات سے ہوتی ہے کہ اسی آیت مین خدا فرماتا ہے وجعلنا من المأ

کل شی حی اور صداقت اس آیت کی ہر شخص ہمیشہ اپنی آنکہہ سے دیکھتا ہے بادل آتے ہین

اور گہرے رہتے ہین اور نہین برستے پہر اللہ تعالی اُن کا مُنہ کہولتا ہے اُنسے مینہ برستا

ہے زمین خشک ہوجاتی ہے کہیتی نہین ہتی کچہہ اُگانے کے قابل نہین ہوتی اللہ تعالی

اُسکا مُنہہ کہولتا ہے سب چیز اُسمین سے پیدا کرتا ہے اور یہہ سب باتین ہمیشہ تمام لوگ

دیکھتے رہتے ہین بعض علمای اسلام نے یہود کی تقلید سے یہہ خیال کیا تہا کہ اس آیت

سے یہہ مراد ہے کہ آسمان و زمین آپس مین چمٹے ہوے تہے جیسے بدن پر کہلڑی خدا نے

زمین کی کہلڑی کہینچکر آسمان بنا دیا مگر یہہ صرف یہودیون کا قصہ ہے اُسی کی تقلید سے

اُن علما نے قرآن کی بہی تفسیر کی ہے جن لوگون کو خدا نے مخاطب کیا ہے وہ آسمان و

زمین کی پیدایش کے وقت کہان تہے جو وہ دیکہتے کہ آسمان زمین سے بدن کی کہلڑی

کی مانند چمٹا ہوا تہا یا نہین *

اکثر مفسرون نے بہی اس آیت کی تفسیر ہمارے قول کے مطابق کی ہے صرف اتنا فرق

ہے کہ ہمنے سموات کا اطلاق بادلون پر کیا ہے اور اُنہون نے اس نیلی چہت پر جو ہمکو

دکہائی دیتی ہے چنانچہ ہم اسکو تفسیر کبیر سے نقل کرتے ہین *

قال الامام فی القول الثالث وهو قول ابن عباس واکثر المفسرین ان السموات والارض

کانشار تعالی بالاستوار والصلابۃ ففتق اللہ السمار بالمطر والارض بالنبات والشجر ونظیرہ قولہ تعالے
والسماء ذات الرجع والارض ذات الصدع ورجحوا ہذا الوجہ علی سائر الوجوہ لقولہ
بعد ذلک وجعلنا من الماء کل شئ حی وذلک لایلیق الا وللماء تعلق بما تقدم ولا یکون
کذلک الا اذا کان المراد ما ذکرنا فان قیل ہذا الوجہ مرجوح لان المطر لا ینزل من السموات بل
من سماء واحد وہی سماء الدنیا قلنا انما اطلق علیہ لفظ الجمع لان کل قطعۃ منہا سماء کما یقال
ثوب اخلق وبرمۃ اعشار واعلم ان علی ہذا التاویل یجوز حمل الرویۃ علی الابصار" *

یعنی امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین اس آیت کی نسبت تیسرا قول یہ نقل کیا ہے
کہ ابن عباس کا اور بہت سے مفسرون کا یہہ قول ہے کہ آسمان و زمین بسبب سختی اور
پٹ پڑ ہونے کے منہہ بند تہے پہر منہہ کہولا اللہ تعالے نے آسمان کا مینہ سے اور زمین کا
نباتات اور درخت اوگانے سے اور اُسی کی مانند خدا کا یہہ قول ہے قسم ہے پہر نیوالے
یا برسنے والے بادل کی اور اوگانیوالی پہٹاؤ والی زمین کی اور اس وجہ کو تمام وجہون پر
ترجیح وہی ہے خدا تعالیٰ کے اس قول کی دلیل سے جو اسی کے بعد ہے کہ کیا ہم نے ہر چیز
کو پانی سے زندہ اور اس آیت کا پہلی آیت سے جب ہی جوڑ ملتا ہے جب کہ پہلی آیت کو پانی
سے کچہہ تعلق ہو اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہہ وجہہ ضعیف ہے اس لیے کہ مینہ آسمانون
سے نہین آتا بلکہ ایک آسمان سے جو دنیا کا آسمان ہے اوترتا ہے تو اُسکا جواب ہم یہہ دینگے
کہ دنیا کے آسمان پر جمع کا صیغہ اس لیئے بولا گیا ہے کہ اُسکا ہر ایک ٹکڑا آسمان ہے جس
طرح کہ عرب بولتے ہین ثوب اخلاق اور برمۃ اعشار اب یہہ بات بہی جاننی چاہیئے

کہ اس تاویل پر جائز ہے کہ رویت کے لفظ کے معنی آنکھوں سے دیکھنے کے

کیے جاوین *

قسم پنجم

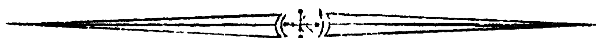
مین جو آیتین لکھی ہین اُن کے الفاظ و معانی کی تشریح اُنہی کے ساتھہ ہوی پس اب

کوئی لفظ آیات قرآنی مین میری دانست مین ایسا نہین رہا جسپر بحث درکار ہو *

اب مین اپنے اس آرٹکل کو ختم کرتا ہون اور پہر کبہی فرصت مین انشاء اللہ تعالی

نسبت احادیث کے جو اس باب مین ہین بحث کی جاوے گی واللہ المستعان *

تمت بالخیر



کانتا رتقا بالاستواء والصلابة ففتق الله السماء بالمطر والارض بالنبات والشجر ونظيره قوله تعالى
والسماء ذات الرجع والارض ذات الصدع ورجحوا هذا الوجه على سائر الوجوه لقوله
بعد ذلك وجعلنا من الماء كل شئ حي وذلك لا يليق الا وللماء تعلق بما تقدم ولا يكون
كذلك الا اذا كان المراد ما ذكرنا فان قيل هذا الوجه مرجوح لان المطر لا ينزل من السموات بل
من سماء واحد وهي سماء الدنيا قلنا انما اطلق عليه لفظ الجمع لان كل قطعة منها سماء كما يقال
ثوب اخلاق وبرمة اعشار واعلم ان على هذا التاويل يجوز حمل الرؤية على الابصار" *

یعنی امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر مین اس آیت کی نسبت تیسرا قول یہ نقل کیا ہے
کہ ابن عباس کا اور بہت سے مفسرون کا یہہ قول ہے کہ آسمان و زمین بسبب سختی اور
پٹ پڑہونے کے منہہ بند تہے پہر منہہ کہولا اللہ تعالے نے آسمان کا مینہ سے اور زمین کا
نباتات اور درخت اوگانے سے اور اسی کی مانند خدا کا یہہ قول ہے قسم ہے پہرنیوالے
یا برسنے والے بادل کی اور اوگانیوالی پہٹاؤوالی زمین کی اور اس وجہ کو تمام وجہون پر
ترجیح دی ہے خدا تعالی کے اس قول کی دلیل سے جو اسی کے بعد ہے کہ کیا ہم نے ہر چیز
کو پانی سے زندہ اور اس آیت کا پہلی آیت سے جب ہی جوڑ ملتا ہے جب کہ پہلی آیت کو پانی
سے کچہہ تعلق ہو اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہہ وجہہ ضعیف ہے اس لیے کہ مینہ آسمانون
سے نہین آتا بلکہ ایک آسمان سے جو دنیا کا آسمان ہے اوترتا ہے تو اسکا جواب ہم یہہ دینگے
کہ دنیا کے آسمان پر جمع کا صیغہ اس لیئے بولا گیا ہے کہ اسکا ہر ایک ٹکڑا آسمان ہے جس
طرح کہ عرب بولتے ہین ثوب اخلاق اور برمة اعشار اب یہہ بات بہی جاننی چاہیئے

کہ اس تاویل پر جائز ہے کہ رویت کے لفظ کے معنی آنکھوں سے دیکھنے کے

سے کیے جاوین *

قسم پنجم

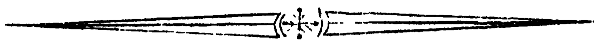
مین جو آیتین لکہی ہین اُن کے الفاظ و معانی کی تشریح اُنہی کے ساتھہ ہی ہیں اب

کوئی لفظ آیات قرآنی مین میری دانست مین ایسا نہین رہا جسپر بحث درکار ہو *

اب مین اپنے اس آرٹکل کو ختم کرتا ہون اور پہر کبہی فرصت مین انشاء اللہ تعالی

نسبت احادیث کے جو اس باب مین ہین بحث کی جاوے گی واللہ المستعان *

تمت بالخیر



کانتا رتقا بالاستواء والصلابة ففتق الله السماء بالمطر والارض بالنبات والشجر ونظیره قوله تعالیٰ
والسماء ذات الرجع والارض ذات الصدع ورجحوا هذا الوجه علی سائر الوجوه لقوله
بعد ذلک وجعلنا من الماء کل شیء حی وذلک لا یلیق الا وللماء تعلق بما تقدم ولا یکون
کذلک الا واذا کان المراد ما ذکرنا فان قیل هذا الوجه مرجوح لان المطر لا ینزل من السموات بل
من سماء واحد وہی سماء الدنیا قلنا انما اطلق علیه لفظ الجمع لان کل قطعة منها سماء کما یقال
ثوب اخلاق وبرمة اعشار واعلم ان علی هذا التاویل یجوز حمل الرویة علی الابصار" *
یعنی امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین اس آیت کی نسبت تیسرا قول یہ نقل کیا ہے
کہ ابن عباس کا اور بہت سے مفسرون کا یہہ قول ہے کہ آسمان و زمین بسبب سختی اور
پیٹ پڑہونے کے منہہ بند تھے پہر منہہ کہولا اللہ تعالےٰ نے آسمان کا مینہ سے اور زمین کا
نباتات اور درخت اوگانے سے اور اُسی کی مانند خدا کا یہہ قول ہے قسم ہے پہر نیوالے
یا برسنے والے بادل کی اور اوگانیوالی پہٹاؤ والی زمین کی اور اس وجہ کو تمام وجہون پر
ترجیح دی ہے خدا تعالیٰ کے اس قول کی دلیل سے جو اسی کے بعد ہے کہ کیا ہم نے ہر چیز
کو پانی سے زندہ اور اس آیت کا پہلی آیت سے جب ہی جوڑ ملتا ہے جب کہ پہلی آیت کو پانی
سے کچھہ تعلق ہو اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہہ وجہہ ضعیف ہے اس لیے کہ مینہ آسمانون
سے نہین آتا بلکہ ایک آسمان سے جو دنیا کا آسمان ہے اوترتا ہے تو اُسکا جواب ہم یہہ دینگے
کہ دنیا کے آسمان پر جمع کا صیغہ اس لیئے بولا گیا ہے کہ اُسکا ہر ایک ٹکڑا آسمان ہے جس
طرح کہ عرب بولتے ہین ثوب اخلاق اور برمۃ اعشار اب یہہ بات بہی جاننی چاہیئے

کہ اس تاویل پر جائز ہے کہ رویت کے لفظ کے معنی آنکھوں سے دیکھنے کے
کیے جاوین *

قسم پنجم

مین جو آیتین لکھی ہین اُن کے الفاظ و معانی کی تشریح اُنہی کے ساتھہ ہی ہیں اب
کوئی لفظ آیات قرآنی مین میری دانست مین ایسا نہین رہا جس پر بحث درکار ہو *
اب مین اپنے اس آرٹکل کو ختم کرتا ہون اور پہر کبہی فرصت مین انشاء اللہ تعالی
نسبت احادیث کے جو اس باب مین ہین بحث کی جاوے گی واللہ المستعان *

تمت بالخیر

